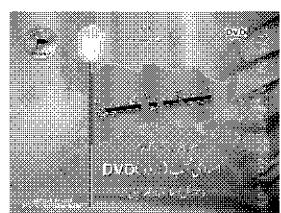


یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون، ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔



سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کنیٰ



www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

لَبِيكَ يَا مُحَسِّنٌ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

NOT FOR COMMERCIAL USE

جگہ حق عزیز

محاسن خاوند

حصہ اول
مصنفہ و مؤلفہ

سید غلام حیدر ولد سید علی اکبر شاہ تربذی
کوٹ رادھا کش مصلح الہور
ڈس کو

میرج کرت خانہ اتنا عشری لاملا مغل حیلی
لے چھپوا کر شائع کیا
قیمت تین روپیہ فرق

برابریں ملکیت کا نہیں ملکیت نہیں ملکیت نہیں
لے کر بھرپور کاروباریں ملکیت نہیں ملکیت نہیں

امتناب

یہ خاک اس کتاب مجالس خالق جدید کو قرآنیہ و مصوہ
جناب سیفیہ بن الحین کے نام نامی پر مصون کرتا ہے۔ اگر یہ
بخل ہوگئی۔ تو یقیناً اس عاصی کے لئے باعث مختار ہو گی،
نیاز مند

سید غلام حیدر رضا کریم الشہادہ ملیہ اسلام

مذکورین ائمکن ٹیکساں فیصلہ ال ابریقی تبدیلہ جنبدہ دستیں علی گک بڑا مسکن
تسبیہ چیزیں میں اخلاق ارضع اور سرکار ہے۔ اور یہ سچھان مالم ہے: فاضل شاہزاد
ماہراہش اس شاکار نے اپنی طلب کے معاونیت فیض خوار عالی کیا ہے۔ اور
جسے ہر قوم نبھالا رہے۔ ذکر شیداں کی دعائیں میں اپنا وقت گواہ ہے۔ اور منتظر
کرے۔ یہ راست اور خدا جماس صاحب کارادی کو بکار انہوں نے مجھے منبر بد
پڑھ کر پڑھنے کے قلم بنایا۔ اس در انقلاب سے پیشتر میں نسلیں کتنا بچے
بچوں نے کارادہ کی تقا اور اپنی استعلوک کے مطابق کو ترتیب ہاتا۔ مگر
افسر کو دہرب سب نئے جانے پئے۔ جبکہ بہنا جو پاکستان میں آیا ہے۔
یہی خجال داشتگیر ہے۔ کسی طرح پر کتاب کے کمیں کمیں۔ گھریے بھائی د
سر اپنی کی حالت میں یہ شاکار مالینہ اشوی میں رہا۔ مگر وہ پہاڑ کو دیں
اٹھی تھی پھاٹپیسے بلدر راہہ نئی نئی ملی شاہد دارستہ صادق ملی شاہ نے

فہرست مضمون

- پہلی مجلس پیشوائیں حالت پیدائش جناب رسول مقبل فضائل بنبأته ۱۰
دوسری مجلس شاعریہ قیودہ۔ راتا مہر شوانی ۲۰
تیسرا مجلس شاعریہ کی خصیلت۔ پیغمبر ایشون کا نام کہہ میں پیدائش مرنے ۲۸
چوتھی مجلس پیمان فضائل من انتی خاتم بریشا قلعہ گیر شہادت شاکر ۳۶
پانچویں مجلس حجت خاتم پونکھی خوار عالیہ فضائل بہنیت و مدنیت اکنخا ۴۴
ٹھلک کرنا جاہاں امام حسین علیہ السلام ۵۰
چھوٹی مجلس معرفت ماقی بہاول و فضائل جناب پیر و میر نہ بجا جانا ۵۷
ساتویں مجلس تاب پکیلہ بیکا احمد کی احمدیاں پیشہ و عملی کامیلہ اخراج خاتم ۶۴
اٹھوٹھی مجلس کو محظوظ سے جناب سیلا الشہادہ کی رہائی اور واٹکر کیا مسٹھنے ۷۱
نou مجلس شہادت حضرت مکمل طیبہ اسلام ۷۸
دوسری مجلس شہادت فرمیان حضرت مل مطی اسلام ۸۴
کیوں ہوئی مل عزت بیر پہلی کا پتوں کیسے پیمانی لامانندانیں ایمانیت ۹۰
شہادت حضرت بیر پہلی ۹۶
بایسویں مجلس حلات شب عاشورہ
تیرصیحی محدث شاہد حضرت عین مکمل طیبہ اسلام
چودھویں مجلس شہادت حضرت قاسم علیہ اسلام
پندرہویں مجلس شہادت حضرت ہبہس قدر

تجھے کہہ کر کتاب بیان تکمیل پوچھا جائے۔ ڈھا مہتب لا باب ہے اس کے
چچنے کی بھی کوئی صورت نہ ہوئی جائے گی اس لئے کیسے نہ خدا رسول کا نہ
کریما و مرضان المبارک بیس کتاب جمابر خاتم حیدر کو شرف کو دیا۔ کیونکہ
کار خپر میں تغیرات نہیں۔ میں نے اس کتاب کے وحدتمندانے میں حقد اول
ہیں جناب سالت نہب کل پیش ایش سے لے کر سلسلہ ایشادت جناب امام
حسین علیہ اسلام یعنی دم ماثور تک کے واقعات مدرج ہیں اور دوسرو
 حصہ میں امام حسین علیہ اسلام کی شہادت کے بعد سے واقعات ایشی مودودی و
درج کردیئے ہیں۔ اس لئے اس کتاب کے کلاس میں کوئی فقہ یا قسم ٹاکٹ
فرائیں تو اس کو برا کرم مسافت فرمائیں۔ کیونکہ انسان ہر دن خطا کا پسلتے ہے۔
اب حضرات مولین دومنات کی خدمت میں ہر دن ہوں ہوں۔ کہ اس عالمی
پرتفعیہ کو دعائیے یاد فرمائیں۔ فقط

سید غلام حیدر تندی
بعده

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين رب عزتكم رب متعين الصلة رب العالمين
سيدي الاولئين رب الاخرين محمد ان شرفا الشفيع وعلى امين المرءين
اوصيكم بالصلوة على سيدنا وآله وسلام عليه بجمعه

حضرت تو سلام، علیک یاملا
سلام من پنچاه فرین صفتی را که میر
که خود خواسته دیدم دیات

خدا بسیوں کو دکھائے امام کا دربار اور جمیع فرشتوں کا اس طرف تھار
 کہیں ادب کی صدائیوں کر زانشوں ہو شیار کہیں پنکار رہا ہے یہ طالعین یدار
 بہر و رکدیں روشنہ نیروی اپا است
 وی خوش کسبتے رسول و خاپ است

| | |
|-----|---|
| ۱۴۴ | شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام تھوڑا ملکیں |
| ۱۲۲ | شہادت حضرت علی مقیر علیہ السلام تھوڑی تھیں |
| ۱۸۰ | احسن ہوں گے جناب سید نوح کا امام حسن رخشد و روزنا۔ اور حرام ملکیں گئیں آنے والیں پر تربیت امام حسن |
| ۱۸۱ | - |
| ۱۹۳ | ایپیں ملکیں شہادت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت و مر |
| ۲۱۰ | |
| ۲۱۱ | پس من علیں جو کوئٹہ خانیہ لاشہدلا شقی کا چیرا گائے تھے ملکیت کلستان اور ایل جھم کی قبری |
| ۲۱۹ | ایپیں ملکیں فضائل اہلبیت و شام غریبیاں درود و مشتک کر لالا |
| ۲۲۰ | ایپیں ملکیں واقعی ایام ہرم بڑن کو دار رہا یہ امام حسین پر تربیت حباب نماکن علیہ السلام |
| ۲۲۱ | ایپیں ملکیں ریاست امام حسین کی میامن جناب علیؑ خدا ملکیت اسلام بامر کا حضرت کو زیر بریشا آپ کا لفظ و فن جناب سید عتر نما طیب زمکنی هست کا انا را رسم |
| ۲۲۲ | تم میں آپ کی دنات۔ اور اہلبیت کا داعلہ و شتن۔ |
| ۲۵۱ | چند ہوں ملکیں امام حسین کی سوچ کیلیں مجھ تا کو خدا اہلبیت پر باریزیدیں، عبد اللہ بن عوف عصف کی شہادت، اور اہلبیت کا لاش حضرت سلم پر فوجہ |
| ۲۴۰ | پس ملکیں فرغت کیا مدد کیز کے وار کر ملکیت مونا۔ اور حالات کن دو قن۔ |
| ۲۲۰ | جناب پیدا اشہد۔ اور قوم تھی اسکے ارادہ۔ |
| ۲۰۵ | چھپیں ملکیں جو درد کر کر موقات جناب سیدنے ذخیر شاہ مد شیر تل افسوسیں، داپسی ایل ہرم بڑن میری شورہ فرزیارات عالیہ |
| ۲۹۵ | محفل غصیر دُعاء تپیل چارہ مخصوصیں |
| ۲۹۹ | زیارات عالیہ |
| ۳۰۰ | |

پیشخوانی دیگر

اے جل شانہ دوہ غفور الریحہ ہے
رخان مستغان و رف رحیم ہے
یا ان بھی مرا جسی سے عز و جاہ بھی

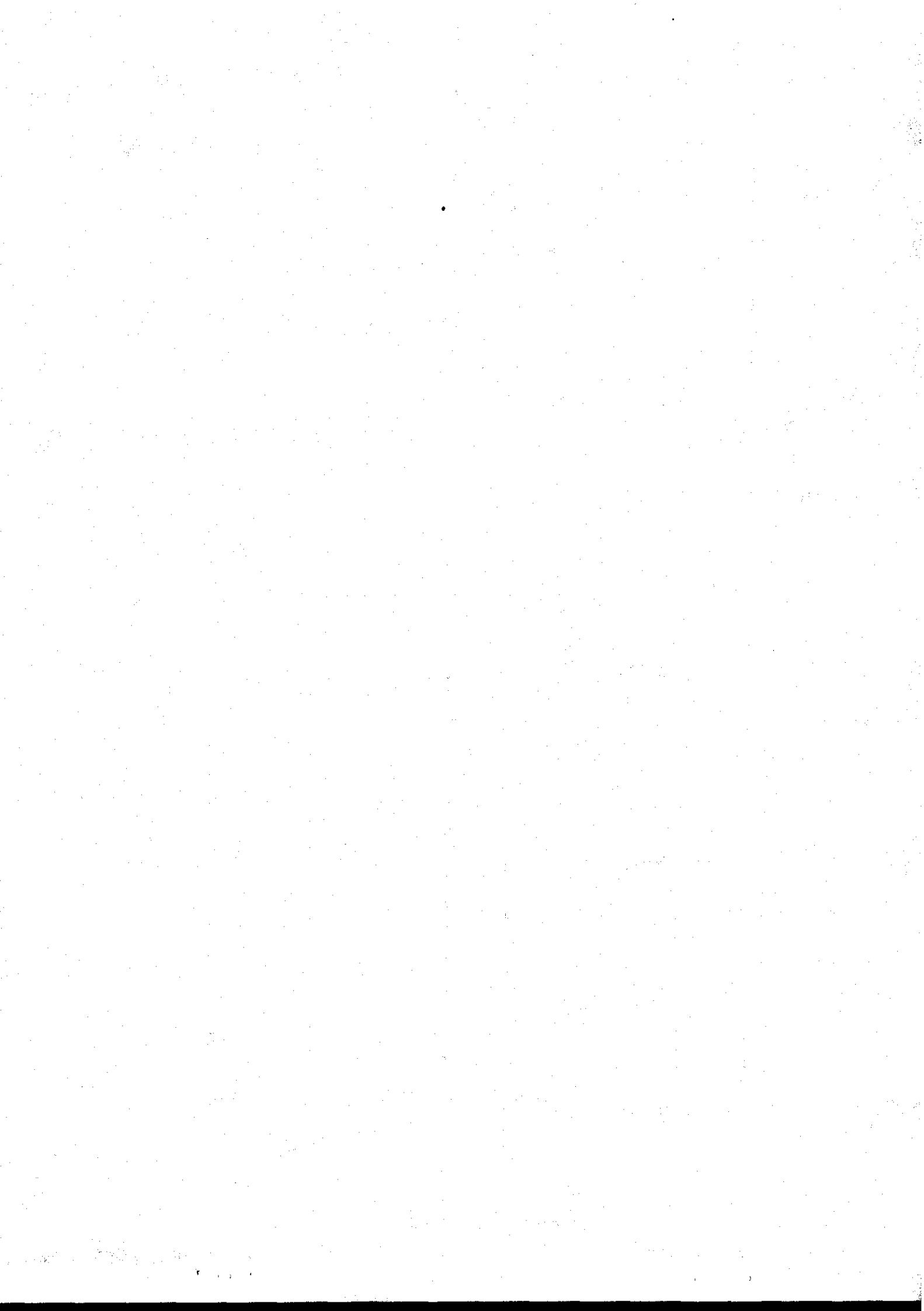
کیا کیا بیان کوں میں خلایا تکبڑا
ہم کو متیندی عربی سانپی دیا
اے تھجوا بناۓ غنی وی الاقتدار تھے

بی وہ کہ جو خوب نہیں مان
 وہ بندہ کہ تو میں چون کا مکان
 امام مرسل شیخ میں دلیل
 غصبہ شر کے وزکار ہے حساب
 سناش کاکس کو چکیں کوتاپ
 وہ رہا بہر دکھائے جو راہ جانا
 رہتے اُس کا رتیہ نہیں اُسکی شان
 این خدا امیر طیب جہاں
 گوئل کا لارے ہے کہ آب آب
 فقط نفسی نفسی کا ہر گا خطاب

پیشخوانی دیگر

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا اعْبُدِ اللَّهِ حَتَّىٰ اللَّهُ دُعَلَّكَ يَا إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ وَعَلَىٰ كَمْشَهِدِينَ مَعَكَ يَا لَيْتَنِي كُنْتَ مَعَهُمْ فَا فَوْزًا
فَوْزًا عَظِيمًا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ - أَكْشَدَمُ وَعْلَيْكَ يَا بْنَ
رَسُولِ الْمَلَكِ - السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُوْمِنُونَ
الْحَاضِرُونَ فِي مَجَلسِ الْمُغَرَّبِ - سَيِّدُ الْمُغَرَّبِ الْعَطْشَانَ
وَقَتِيلُ الْعُرَيَّانِ الشَّهِيدِ ابْنِ الشَّهِيدِ وَمَقْتُولِهِ
ظَلَّلَ الْبَرِيدَ وَمَا يَعْتَدُ إِلَّا هُوَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ



پہلی مجلس

حالات پیدائش جناب رسول مقبول فضائل انجنا ب
ہمارے آخری بھی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جتنے بھی انجنا
سے پہلے گزرے ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تک ان سب کے کلات ہو کر فرمادا گا ان کو ذاتِ ایمودی نہیں تھے۔
وہ جناب رسول کائنات کی کیفیت بارکات میں جمع کر دیتے گئے تھے۔ کیونکہ
یہ خری ثی تھے اور ان کے کلات و صفات کلکھی قیامت تک کئے
وابستھا۔ اسمُ بارک آپ کا نام تھا۔ احمد ریسین اور لیلت شرف ابوالقاسم
ابوالبریم خیر و شفیٰ اور یقہ بارک آپ کا مصطفیٰ محمد۔ بشیر نذیر۔
وغیرہ تھے۔ والدِ اجادِ انجنا ب کے حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب تھے اور
والدۃ مادرۃ حضرت آمنہ بنتہ هبہ بن عبد مناف تھیں۔ جب زمانیہ چالیں
طرف جنات کا درود دوڑہ ہوا اور جنات کی گنگوٹیاں چھا گئیں۔ قبیلہ
قبیلہ اپس میں کئی تھے اور مرمتے لگائے ورنہ میں جو وہ علم سے ہمہ ہو گئی۔ قدحِ خدا جو

مَرْأَتِيْ أَمْتَى كَا خطاب
لُكْفِ خَدَّا مُنْدَوْنِ پِرْ تَكَامْتَهُ
کریں گے ہماسے سالت مات
ایسا بھی ہے اور علیہ السلام ہے

محضفا طہرہ مجلس میں روشنی آتی ہے
تماس نامہ اعمالِ حقیقی آتی ہے
جو کئی کرتا ہے، شیخِ کے لئے زاری
تو اسکے حق میں عالمی پر نہیں بیجا ری
حضرت ہے فاطمہ مسیمہ شریہ شہزادی ہے
تماری ہی شہزادیہ وزاری ہے

عراکِ برم میں دنے سے منہج پھانس
پُر خیر نرال کے کرگلا شیر
تمہارے ہاتھے کرتے ہیں یہ عاشقہ
حسین کی بخششِ اُمم کے لئے
یتم ہے دلوں نہم اُس شادِ اُمم کے لئے

وہاں پہنچنے پتھے پر تظریقی دل باغی غریگیا۔ پتھے کو گوڈیں لیا۔ جناب
محمد مصطفیٰ حبیب خالقون کی گوڈیں چلے گئے جیسا خالقون لے پیا کیا۔ اور یہاں
دہنی طرف کا درود ہو پتھے کے پیش کیا۔ کیونکہ باش طرف کا درود وہ بھکر
ہر کا تھا۔ گورنال پرسو کائنات ہیں کہ باسیں جا بہی غربت کرتے
ہیں جیسا کہ وہی خشکِ درد پتھے کے درود ہیں سعدیا بہ قدرت خدا
اس بھکرِ شدہ پستان سے درود حجاری ہو گیا اور آپ نے سیر پر کوئی
پیا جیسا خالقون اور دیگر بیانیں یہ سمجھ دی کہ جیسا ہو گئے پتھے کو ہاڑک
ویکھ کر جیسا خالقون کے دل میں محبت کا بھار منڈایا چھاتی سے لکھا۔ اور
اپنے ناق پر سوار ہو کر جل پڑیں۔ جنابِ عبد المطلب۔ دُن تک پتھلے
کے لئے ساختے۔ اور دُھائیں دے کر وہ خصت کیا اے جیسا خالقون دل و
جان سے پتھے کی پروش میں مشول ہوئیں۔ خدا کی قدرت سے جتنے
وہ سمرے پتھے ایک بیٹھے میں بڑھتے تھے۔ یا اکٹن میں بڑھتے تھے۔
اور دُھرے جتنا ایک بادیں بڑھتے تھے۔ ایک بیٹھے میں بڑھتے تھے۔
یہاں تک کہ عصہ دوسال میں خوب چلتے پڑتے اور جیسا خالقون کے کام میں
صرف تھے اور اس پتھے کی برکت سے جیسا خالقون کے گھوٹیں روزیں

میں آتی۔ اور اس حضرت ستر و سیم الاول بتو بے بارہ عام الفیل ۷۹ شعبہ کو جمعہ کے
لہو شعب المطاب میں پیدا ہوئے۔ جب تو رحمتی نے دنیا میں خیاباری
کی۔ توبیت سے تصریح کرنے کے بعد کفار کے گرد پڑے۔ کیونکہ جو دو کے پیشوں کا
غمور تھا حضرت عبد اللہ والدِ اجادِ انجنا ب آپ کی پیدائش سے پہلے ہی
وقات پاچکے تھے۔ آپ نے اپنی والدہ کا درود وہ صرف دو تین دفعہ بیا۔
پھر ان کے دادا حضرت عبد المطلب نے تمام سواریں قبول کو جمع کر کے اُن کی
دعاوت کی اور آپ کا نام محمد رکھا گیا۔ عرب میں زیاجِ حقا۔ کہ کھاستی
لگا پسند پھوٹوں کو تندیست بنانے اور اچھی بیل جمال سکھانے کے لئے
اس پھر کے کافل میں پہنچ دیا کرتے تھے کیا کہ گاؤں کی زبان خالص
عربی اور شہری المادش سے پاک سمجھی جاتی تھی اور عرب میں یہ داجِ عام
ہو گیا تھا کہ ایک ہر گھوٹی سے دایہ ہو گوں کو درود ہو پلانے کے لئے اجنبی طے
کرنے کے بعد لے جاتی تھیں۔ چنانچہ قبیلہ نبی مسیح کی ایک عورت جس کا
نام جیسا خالقون تھا اپنے کمزور ناق پر سوار ہو کر کہ میں پوچھیں۔ درکاہ کر
تمام پتھے اپنے کے پیروی ہو چکیں۔ صرف حضرت محمد قبیلہ علیہ السلامی رونگے
تھے۔ لوگوں نے جیسا خالقون کو حضرت عبد المطلب کا گھر بنا یا جیسا خالقون

پانچم نامہ حضرت ابو طالب کے ہاتھ پر خیر حکم قومِ قریش میں بڑی مالا مار
عذیت تھی اور اس کے چار سو فلام تجارت کے کاروبار میں گھر میں شے
کام تجارت شروع کیا تھا جو میں بڑا منافع ہوا ہناب خیر بھر لے انتقام
لے کر اسے مال کامنافع حضرت کو دے دیا۔ اس کے بعد انہی شادی
جناب سرور رکھنات سے کملی ماس وقت حضرت خدجوہ کی خوشیں
برس کی اور آپ کی خوشیں برس کی تھی۔ مگر جناب خیر بھر کا پسکھی بھت
تھی کہ جب حدیثیں تو پہنچا اسلام و مسلم راویوں میں مسکونہ مصلحت
کے دل میں عزت پیدا کر لی چکا پندھناب خیر بھر کے بلن بخارک سے
جناب قاطر و خیر نیک لختیں ملے ہیں۔ جو کہ بعد میں امام اللہ کلہیتیں اور
صدیقہ لاہرو کے نام سے بخوبی ہوتیں۔ یہ لوگ بڑی صاحبہ ملت تھیں۔
چھوٹی سی عمر میں ہی اپنے ہاپ کا دعوان کی بھتی تھوڑی تھی۔ جناب
رسات مابت نے اشاعت اسلام میں جن قدر اذیتیں بروایت کیں ان کو
یاد کر کے روشنگ کھڑے ہوتے ہیں۔ جب آپ سنار پر دعے مسجد میں
تشریف لے جاتے تھے تو آپ پر عورات کو ٹھوں سے گواہ کر کت پہنچ دیا
کرتی تھیں۔ مگر وہ اسکی دل کاٹ پاتھک پر ٹھوکن دیا تھتھے اخلاق د

لی تھی فراہی ہوئی گھوہ سب سے اپنے نظر لئے گی کبھی بھی جناب ملیمہ
حضرت عبد المطلب کو پرستی کی ریاست کر لاتیں۔ یہاں تک کہ آپ بروان
یگئے آپ کی عمر تھی سال کی ہوئی تھی۔ کجا بکھرنا آپ کی والدہ بیارکی
لشک کو بیماری ہو گئیں آپ ہاکل تیمہ ہو گئے۔ چند روز میں آپ کے دادا
ذاب عبد الطالب بھی راجیہ بنت ہو گئے تو ابو طالب نے آپ کی
بروشن اپنے دسماٹھاں اور لہنی اولاد سے بھی زیادہ غور پر باخت کر لے
لگے۔ جب آپ من بیویت کو پہنچے تو لوگوں کی توجیہ کا منی سے روکنا
بنازفیہ کر لیا۔ اور ہتوں کی پریش سے دستہ بنتے تھے اور قلوب اللہ
لہ کی صدایہ وقت بیتے تھے لوگ اس بات سے بہت نگہ آجائتے
تھے۔ تضییغت اپنے طالب سے شکایت کر لے تھا اور یہ پروردہ حمد کے
سناء قتل کرنے کے مشیرے کرتے رہتے تھے۔ مگر آپ اپنے فرانس کو
یعنی تینتی سے بجالاتی رہتے تھے، امین اور دیانت داری سے تھے۔
اسب لوگ اپنی امامتیں حضرت کے ہاں جمع کر چھوڑتے تھے زبان کے
خیار و عوسم کے پہنچتے تھے جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے
لماں اور صدیقیں کا انہوں نے خطاب دیا ہوا تھا۔ پھر آپ نے ہاجزت

ب۔ ۱۶۔ عبید مسلم

مرفت کے مجسم پہنچاتے پہنچاچے ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ گھر راہ ستاب
ہیشہ خارجہ کو چاتے تھے۔ آپ اپنے ایک عورت گھنی کو کٹ پہنچ دیا
کرتی تھیں۔ ایک دفعہ عورت پیارہ ہو گئی اور آپ کو ٹھاکر کی زحمت
سے بچنے لگے۔ لوگوں سے آپ نے پوچھا کہ ”وَعورت کہاں گئی جو جنمہ پر پروردہ
کو ٹھاکر کی تھی۔“ لوگوں نے جب اس کی پیاری کی خبر بتائی تو
آپ اس کا گھر دریافت کر کے اس کی خبر گیری کر گئے تو وہ عورت
ڈھونی کو ٹھاکر کی مدد سے بدلا لیتے کے لئے آئیں۔ مگر جب اس کو
پتہ چلا کہ آپ خبر گیری کے لئے آئیں۔ مگر جب اس کے طلب میں فریادیں
پھیک اٹھلے اور مسلمان ہو کر حضرت سے معافی کی خواستگار ہوئی
سنبھل اس کے آپ کے اخلاقی حسنه اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ
طاقت بشری سے باہر ہے۔ یہی تو وہ تھی کہ خلق عالم کو کہنا پڑا کہ
علیٰ خلق فیکم یعنی محمد ملک کے اعلاء زینہ بہ پہنچا ہوا ہے۔ اگر آپ کو
شک ہو تو انہیاں مابقی سے مقابل کر کے دیکھ بیجئے۔ پہنچے حضرت
آدم کو ہی لے یجھے چاپ حضرت آدم کی خلقت ہیں نے اور خلقت محمد
لور سے۔ آدم کو ہرگز ملائک ایک ہا۔ اور کھڑت پر خدا و ملا اگر دوستین

کی سلسلہ آرفہ قیامت، آدم نادہ کی اقل علوت، مخدوم کی اول علوت، آدم پہلے
جنی نیا میں اور آنحضرت پہلے بنی مالک تو رہیں۔ بکشت بقیہ آدم بین الماء و الظیں
آدم کی ترقی بنت تک اور ان کی ترقی تا پہنچتیں اور انہیں تک رساب راحضرت فتح
سہی مقابل کر کے دیکھ بیجئے بیفیشن مفعک کو کوئی کا تھا اور خدیعہ مخدوم کو اکھیل
سخنیتہ نوح من رکھا اعلیٰ ہابنچو و من مختلف عنہا غریق و ذہوی۔
فعیضہ کا سیدنہ زین اس سب بخاتہ ہٹلہ قہ پانی کی سطح پر چل رہا ہے ایمان کی سطح پر چلے
جس کی جہا قوم کے باختیں جن میں حضرت رسال ہوئی۔ اور آپ رحمۃ النعمان
ترارہئے فتح سے شریعت کی ابتدا تھی آپ پر شریعت کی شہادتیں لفڑ کا
بیان نا اپنے تھا۔ اور آپ کی اولاد ابھیت کھلائی اب حضرت ابراہیم سے جسی
وزامقاہکریں۔ ابراہیم خلیل اور مخدوم حبیب و طالب اور مطلوب، موافق
اوی و سبیخان اللہ عاصی یعنی بیکشید پاکیلہ من المسجد الحرام
خلیل نے دریاں ہاتھ کیا بھجی۔ اللہ ارجیب کئے کہا گیا یا یا بھا
الکبی حسبک اللہ خلیل نے ازدواج مرفت کے لئے کہا و جملہ لی اسان
صمدیق فی الآخرین۔ حبیب کے لئے کہا گیا اور سُنْنَةَ الْمُقْرَبَ ذکر کر
خلیل نے کیرا اصنام خوبیہ کیا۔ اور حبیب نے خانہ کبھی میں تین سو سال بھت

فہا پر ہٹا پھر توڑے خلیل نے حمارتِ احمدی کا سوال کیا اور حسیب کے لئے فرمایا گلیا۔ ائمہ ایوب دا اللہ لیلہ حب عنکوم الر جس اہلبیت تینکل کم فنظیر ہوا۔ یعقوب کے ہارہ بیشے میزتے باہر و قصی اور ادیعقاب میں ہر یہم ہاردا۔ اور ادا در رسول میں فاطمہ ہرڑ حضرت موسیٰ کو خدا نے باہر جسمی طلاق کئے۔ محمدؐ کو ہارہ پڑے علم کے دیئے۔ موسیٰ کے لئے خدا در بھر کئے ذوالقدر موسیٰ کے خلیفہ ان کے بھائی ہارونؐ نے لو رحمہؐ کے خلیفہ ان کے بھائی ملی اشتھنی بعثت نہ تھے۔ ہارونؐ میں موسیٰ موسیٰ نے خدا مارک پھر سے پانی چاری کیا جو تھے اُنکلی کے اشائے سے حق القربا۔ موسیٰ کی صراحت فرش بردار محمدؐ کی صراحت عرش پر چنا پچ آپ کی شان میں ایک قصیدہ شاعرنے کہا ہے۔

قصیدہ کل

خوشادہ سُرسِر بوجے سدا محمدؐ کا نے مہ دل بھے وشن کے بعدہ محمدؐ کا خدا بھائے خود بائید کرائے تھے ہیں۔ سوا ان کے نہیں سمجھا کوئی عربہ محمدؐ کا اگر جرائی تھے بچھو تو میں نہیں یہی فلکے میں اک غلام محمدؐ کا ہیں اک بندو محمدؐ کا نہیں مگر نہ جامی بخیر عزت کے کادن تک کجھا ہے جہاں میں بڑن دُنکا محمدؐ کا

۵

دریں ب ن ۲۱ ب پہلی

دریں ب ب پیغمبر مصطفیٰ

ہے۔ یہ دلالت کرتی ہے۔ کہ قدرت نے یہ مکان کسی خاص ہستیوں کے لئے بنایا تھا جس کے مالک حضرت ابراہیم و ذریت آنحضرت قرار ہائی تینکو خلیفہ دنیا میں شامل موصوف ہے وہ کسی کی محنت رائیگاں میں کرتا۔ پونکہ جناب ابراہیم و اسما علیل خاڑ کے بعد کو تعییر کر رہے تھے۔ اُندا انہیں کی میکلت قرار دیا گیا۔ چنانچہ جناب امیر کا خانہ کعبہ میں پہلی بہونا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ اس کے اہل تھے۔ اسی وجہ سے اہلبیت اُنہیں کیسی لئے کیا غائب کہا ہے۔

مطلوب ازانشے کعبہ بہر میلا و قدو و د

در شخشے لامکل راخانہ کے باشدہ ما

حضرت ہجرتہ جناب امیر کو خانہ کعبہ میں پہلی بہونے سے پہلی فرونہ کسی انہیا کو ملا اور ملا دھیا کو چنانچہ کتب و توانی سے ثابت ہے کہ جناب امیر کم محدودہ مارض ہے۔ تو آپزادہ کبھی بڑن عیش تک بہر کرت خاڑ کعبہ بمحبہ و حب عمل آمان ہے۔ جب کہاں پہنچن تو نہ اُنی۔ کوئے سرہمی، ہمکہ جہادت کی ہے۔ دک دلالت کی۔ یہاں سے فراؤ جنی ہا ڈچنا ہے جناب امیر دہاں سے رما نہیں اور حضرت میسی ایک درخت کے پیچے پہنچے۔

دوسرا مجلس

خانہ کعبہ کی ضمیلت امیر المؤمنین کا خانہ کعبہ میں لے کر داہونا

غلال اللہ سیدنا کَ وَ تَعَالَى۔ ایت اُذکل بیش و وضع یعنی اس لیکن ای بیکثہ مبارکاً و همدی للعلیین و موحده، رسیب پل اگر تو میں لوگوں کے باسطے بنایا گیا وہ جارک اور تمام عالموں کے لئے باعثہ برداشت ہے۔

حضرات اس گھر کو نیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہتے ہیں۔ اس کی شان کی کہنا ہیں کی تھی حضرت ابراہیم یہیے برگردانہ نبی کے ہاتھوں ہوئی۔ جناب سما علیل اور حضرت جبرائیل انسا اور شجرات تھے۔ اور جناب ابراہیم تعییر کرتے تھے اور یہ گھر اس شان کا تھا۔ تمام عبادت گزاروں کے لئے قیامت میک تبدیل قرار پایا۔ مگر حضرات اس میں سوچنے کی بات ہے۔ کہ غذا جسم و جہانیات اور مکان مکانیات سے بھرہ و منزہ اس کو مکان کی کیا ضرورت مکان تو ہم بندوں کے لئے در کار ہے۔ نہ خلیعے کائنات کے لئے۔ وہ تو اپنی قدرت کا مل سے ہر حکم حاضر ناظر ہے۔ مگر نذکورہ بالا آیت جو پڑھی گئی

کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں درہتی ہے
 کہیں پہنچا جکہ ملے مر جئی بہرے ہے۔ آنکھوں پوڑ دست بارک حبہ بخ
 میران تھیں غمیں سد کے پکایا ہوا ہے۔ آنکھیں گھٹنی کیوں ہیں جیسا کہ رائے
 اُتے رشیل پاک تو خود سندھ پر گئے
 کجھ کے روتے ہے سے دوچند پر گئے
 آنکھوں پاٹا خانے کے بوجھے پر کی نظر ریاست ہمن دھنل کی اندھے پیش
 نہستے چھپڑے مل گئے ہام جو کہ بگز خور دن قابل ہوئیں بیٹھے کو دیکھ کر
 پوچھا رشیل حق سے کہ یہ ماجرا شا کیا
 آنکھیں دکھونا تھا یہ فرد نہ سہھا
 کھنکھیں شش کے روپیں دنک سقام ٹھاکر کہہ رہے چھے تبلہ لارقام
 پندرہ اس کے سمجھو سیبے پیش امام کبھی سمجھن کو کھلے کا لا کلام ادا
 ماریں ہیں یہ آپ ہی لئی لطیر ہے!
 جھوں کو دیکھتا کیوں یہ میرا ذرہ رہے
 پھر قاطرہ نسبت اس سے ہائل پاک سے کہا کہ اس مولود نباہیں بکھر
 قدوہ نہیں پریا۔ معلوم ہے کیا لاد ہے۔ فرایا ختنہ ترتیت لے کے کیوں لیں کیا تھا۔

مگر بخان المنشد راشان لپیٹے مولا کی بھی دیکھتے اور دُر دُکے موافق پنجادر کر کے
 گھنٹے۔ کہ جب فاطمہ بنت اسد اس نیت سے خاڑ کجھے میں آئیں۔ کہنے
 پانچھل کو خاڑ کجھے کی دیواروں سے من کروں۔ تاکہ وضع حلہ آسان ہو۔
 پھنسے دروازہ کی طرف گئیں۔ دروازہ مقتول تھا جران ہمیں۔ دروازہ
 روا آئی کے قاطر اگر تم تھاہ ہو۔ تو ماہل وفات سے ہو جا قادر اگر تمہارے
 ہمراہ اپنے علم ہے تو پھر دروازے میں دروازہ کیسے سماں کلہے۔ ابھی آپ
 مگر دہی تھیں کہ دیواروں سے صدابند ہوئی۔ اگر دہیں در دہیں سماں کیا۔
 تو دیواروں میں تو دروازہ آسکتا ہے۔ جناب فاطمہ دیوار کہہ باس پھیں۔
 دیوار مٹی کی تھی۔ ابو تاب کی والدہ کو دیکھ کر دیوار ارجحاب سے تھیں دہین گیا۔
 غیب سے صداب آئی۔ کے قاطر نسبت مسلمان دھنل ہو جادو پر مولود اس
 گھر ہیں پیلہ لہر ہو گا۔ بخان المنشد پر نداش کر فرآ فاطمہ دھنل ہر گھنٹہ جیسا
 کیجیدہ ستوڑل گئی پس تھر جب کوچنا پ ائمہ رضاؑ کعبہ میں پہنچا ہوئے
 (حضرات)، اگر جناب فاطمہ نسبت اسد در والدے سے ہائل ہوئیں تو لوگ
 خیال کرتے کہ نفیلت ہائل کے کئے در وفات کے بعد ایسا ہو گا۔ مگر
 دیواروں میں دروازہ کامن ہانا۔ یہ دلیل ہے کہ جیسا اک کجھتے اس میں

میں پہنچ اٹی سے جو ملی نہ دلہی پا رہیے
 ہام اسکا نام پر میرے ملی ہی چاہیے
 خاذ کبکش خاص مفت خداوند عالم نے ہمیں فرمائی ہے۔ حدیٰ
 للعالیمین یعنی وہ تمام عالموں کے لئے پڑیتھے۔ یہاں پر کہ کبھی مولی
 ایسٹہ تھکرایا ہوئے ایسکا ہی ہے۔ اور کسی مکان میں ہلاکت ہلات کرنے
 کی تباہت نہیں ہوتا کہ تا اگر جیشیت مکان خاذ کبکش ادی بن سکتا۔ تاکہ
 اللہ سبھت ہر گز دھنل دھو سکتے۔ با جوش اس سکانند دھنل ہو جائے ان
 درجہ کا نیک انسان بن جاؤ۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسے لوگ کشی
 کئی باسج کرنے کے بعد ہی رُسی ہاتوں سے نہیں پکتے حقیقت یہ ہے
 کہ کسی مکان کے نضال صاحب مکان کی وجہ سے ہٹا کر ہے ہیں۔ جیسا
 ہیں گمراہ اسکی کمی ہوتا ہے۔ ویسی ہی اس کو شرمند ہوتا ہے۔ جس
 کم کے ایسی بیٹھت چکر رہنے سب ہموم تھے اور قیامت تک اس کا سلسلہ
 دنیا میں ہاتھ رہنے والا تھا اس نے اس گھر کی صفت ہدمہ عالمین
 قرار پائی۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اس گھر کے مالک اور وارث دو لوگ
 ہیں کہ وہ تمام عالموں کو ہدایت کئے ہاں ہیں۔ پوچھ کر حضرت ایک اول یعنی

میرے پاس ہے پاک کر آپ نے اپنی ربان دھنل ملی میں دی دی میں کو دوہنڈے گئے۔
 پھر ہم کا چشمہ تھا جو دھنل کے یعنی سے ابیں کر ربان تک پا اور دہن علیٰ میں جا رہا
 تھا۔ دیکھنے بورت امامت کو ربان سے رہی ہے۔ ربان دے کہ کہا انسان
 پھر سلتا ہے۔ خدا ہانے پر زبان وقی بنا لے کی تھی یا امامد بدلے کی جس کا
 اخبار بعد میں ہوا۔ بخان المنشد کی خان جہاں ایمڑی ہے۔

گھر ہیں پیدا کیے ہو گیا اور نیشنر دیکھ کر دوہنڈے بھی جران تھے بڑا دُبیر
 امکان غفاریت ہوا جس سچے بیش و تکیر محتہ دُوری کو دیکھا ہوئے تھے دُن ٹھنہ میر
 کیتے تھے تھے کو دیکھو یہ قوچہ المنشد ہے۔

اسکے کمی کہ اٹے کہے تو میں المنشد ہے۔
 نام کی سکھنے پاپ ہونے لگا تو دکرہ مال گئی کئے کہ رکونا اس سر کبریا
 پاپ کہتا تھا کہ جو زانم ہے کیا خوب ہا۔ مل اٹے پیٹھی کی کھاتا ہوں ہر ٹھنڈا
 آئی یون سے نہ اکیوں کر تھہر یہ قیل و قال

میرے پہنچتا ہا کیوں کئے کوئی کس کی محال
 کھو جیسے ہیں ہر دن اس کو قوم بولا۔ خود ہی میں کو زنگی اسکا نام دیکھو تو تھلا
 نام بہتر ہے کہ رکونا اس مولود کا۔ شیر تھے شیر شریشدا کا دا قی یہ ہے لقا

شریعت نہ پہلنا مکمل ہی نکھنیں ہے فوج ساتی بنس پر فوج خانہ بنے
 پھر قرآن پاک ن اور حق علی کبھی ہے حل کاملاشی نہ کروں جیدیکہ کاملاشی
 مل اسیں گرم کیوں ہو جو نہ بخواکے
 بیو ترابی ہے وہی جو غاسراہ بنے
 زیر قبہ جائیں جو بیاروہ پائیں شفاء حکمہ تھا کہا میں باک شناخانہ بنے
 اشکج نکلے غم ثہیر میں ایسا تو ہو فاطمہ زہرا کی وہ تسبیح کا فاد بنے

سکلاہ

افتخار ہیں بدل میرا اگر ما غربتے خل گل میں دُر کمیج شے کو شنبے
 صاحب اجانت کئے کی شہی پختہ سکر کر کیں ناب کلار کجہ در بنے
 عظیلی میں کرے جو لکھ مارہ در دشمن بڑھ کر دیکھ کر فاتح پختہ بنے
 توڑ کر اعتمام کتا تھانیسی کا خدا کیوں سے ہندو شکھ بیو کا گھر بنے
 حل اتنی سے پوچھتے ان جوں کی منورت
 عرش کے ساکن اسی در کے گلاؤ کر بنے

نال کجہ کے کامد گڑا ہے۔ لہذا فہری اس کے مالک ہیں اور اسکے بعد اگلی لاٹ
 نیں گیا رہ امام اس گھر کے مالک ہیں۔ انہیں سے ہر زمانے کے لوگ ہر بیان
 پاتے رہیں گے اور قیامت تک پاتے رہیں گے یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے
 ہار جوں امام علیہ السلام کجہ ہی سے خوفی فرمائیں گے اور اپنے ساتھیں کو
 کجہ ہی میں اپنے پاس نہیں گے سے

قصیدۃ

رنگیں ل جیت ملیں میں ہاک بذریعہ جیب دام جب پھر بنت کل پڑاہ بنے
 مسٹلف کے گھر میٹھی خاہم حق کا پسر مل کے پھر دوں کا جوڑا کیں شہاہزادے
 اس میں ہے کبر کا جاہد گھر کے مالک کی خوشی
 اپنا گھر کجہ بنے چاہے زخم خانہ بنے
 اس لئے کجہ کی تعمیر ارادہ ہمٹے تاکہ سکھیوں کے کامن جنم خانہ بنے
 بھت تک لاث تھا کجہ بُر کا گھر ہا ہم توڑ جانے کا بک جنم خانہ بنے
 ایک ہی تعمیر دیکھیں طرف ہائے نظر
 مل کے چوڑاہ آئیں کا ۲۰ مینہ خانہ بنے

تمہیں — — — — — سماں تیریں — — — — — سماں تیریں ایم البویحی

مجده اللہ۔ اسد اللہ۔ وجہ اللہ۔ غالیں کل غالب طلب کل طلب
 امام المغارق والمقاری بعل ابن ابی طلب و اولادهم الطهرون
 مصلحتہ اللہ و سلام علیہم جمعین

جای سات مائیں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کنقرن اراف روئے علیٰ کے
 جہاد ہے۔ اگر فکر نا ممکن نہ ہو۔ تو ان کو ذکر کرو۔ اس نے کہا کہ ذکر ہی جہاد
 ہے۔ رَبِّيْدُوْ جَالِسُكُوْ بِذِكْرِهِ عَلَى بَنِيْ اَبِي طَلَبٍ اِذْ كَرِيْمٌ ذَكْرٌ
 ذَكْرُكَلِلَهُ وَ ذَكْرُكَلِلَهُ عِبَادَةٌ۔ یعنی رفیت و ایشی مجلسوں کو ساتھ ذکر
 علی ابن ابی طالب کے اس واسطے کر ذکر کان کا، میرا فکر ہے صورت میرا ذکر
 خدا کا ذکر ہے۔ اور خدا کا ذکر عبادت ہے۔ فذ کر کا علی عبادت پس
 عابت ہو کو کہا ذکر عبادت ہے

خوش اخداوں میں یا
 کہ پھر علیٰ است مولائے ما

جمع اللہ کو میں شرست اوضھل مابھتھن سوئی احمد من گیجی
 تمام فضل و شریف اہل اللہ نے ہر ایک نبی میں میں کئے تھے سوی بیان
 حمیضلف کے مدد سب نے جناب امیر میں جمع کر دیتے کئے پھرنا پڑھا

پیلسنی محلس

بيان فضائل مناقب جبل امیر و شہادت اسنجناب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَعَلَىٰ أَعْلَمِ الْأَعْلَمِ
 وَعَلَىٰ سَيِّدِ الْعَالَمِينَ وَالْأَخْرَيْنِ حُمَّدًا أَشَرَّفَ التَّبَّيْنَ وَعَلَىٰ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 أَفْضَلِ الْوَصَّيْفِينَ لِفَسْخِ الْمُرْسَلِينَ أَسْتَادِ رُوحِ الْرَّوْمَنِ يَعْصُمُ
 الدِّينَ تَائِيدُ الْعَرْلَمُجَتَّبِينَ وَقَلْبُ رَبِّ الْعَالَمِينَ خَلِيقَةُ طَهَرَسَيْنَ
 نَوْجِ سَيِّدَةِ النَّسَاءِ الْعَالَمِينَ إِبْرَاهِيمَ الْمَهْدِيَّ نَاصِيَنَينَ
 رَئِيسِ الصَّارِفِينَ قَاتِلِ الْمُشْرِكِينَ اِمامَ الْمُتَعَزِّزِينَ مُجاہِدِ الْكَافِرِينَ
 رَانِثَاکِيَّنَ وَأَنْقَاطِسِينَ وَالْمَارِقِينَ زَيْنِيَّةِ الْغَابِرِينَ وَالْغَارِفِينَ
 وَالْأَنْزَلِهِبِينَ وَالْأَرَعِينَ وَالسَّاجِدِينَ بَعْدَ ذَكْرِ اَمِيرِ الْمُشَكِّرِينَ هَ
 تاجِ الْفَاجِرِينَ سَابِقُ الْمُسْلِمِينَ اَكْبُرُ الْمُحْسِنِينَ تَبَيْنَ الْفَاعِلِينَ
 وَسَلِيْعَتَنَادِمِينَ مَا تَائِيَيْنَ اَفْضَلُ الْصَّالِحِينَ وَالْمَحْمَدَدِقِينَ وَلِلَّهِ

رسول خدا نے فرمایا۔ من آزاد اُن میں نظر ماریں ایسے آدمیوں کی طبقہ والی نوئی
نی تھقا کا۔ والی ابراہیم فی حلیہ والی موسیٰ فی هیئتہ والی
جیسی فی عبادت۔ فلینڈر مالی و جسر علی بن ابیطالب ۵
بنی چوپن یہاں تاہے۔ کادم کو مسلم ہیں۔ نوئی کو ان کے توئی میں ابراہیم
کو ان کے علمی میں۔ موئی کو ان کی پیغمبرت میں اور میانی کو ان کی بیارت میں
دیکھ۔ پس اس کو چاہیئے کامی کے چہرے کی طرف تدرکے ۶
حضرت اس پیغمبر کوئی اپکاشی مل نظر نہ تھا۔ وابہیں تارک الدنیا
اور پھر ہادشاہ دارین اور رُمہ کا قریہ حال تھا کہ فدا آپ کی نیا جویں تھی۔
وکر راز سے وہاکر توڑی جاتی تھی۔ اور جہاں اس قدر پونسگھ بہوت
تھے کہ اسے لشکر کرتے تھے۔ ایک روز آپ سجدہ میں نماز پڑھ کر
یہ شدید تھے۔ کہ ایک سر ریاضی مسجد میں طار و ہجاء ۷
مزکیہ فرضیہ کو ادا کر چکے جب ۸۹ سب امور کے منہماں پاؤہ بندھا شد
تھا آری خود روزہ کشانی کرو جمراه لیاں کیٹیں سست کا پس افطار کیا آہ
اک نشت اُسے بھی دیا ہو لطف کرم سے
لے کر اُسے خصت، ہنمادہ شلوامت سے

کھانے کے چوپن آر و بچوپناک رہا ہے

ہم ترکشانے کے ٹاپٹا پیس پٹاک رکھتا ہے گیریاں تباشیں کفن ہاک
وڑش اسکی پستہ نیز نیا میں پھرخاک ایسا کرنی تھناج نہ ہو کا تالک
فاتح سے وہ بیجا ٹوپے سے گھوٹیں ٹھکے
ہو ٹکم تو نہیں اولن یہ کھانا اُسے جا کے

تیری مجلس — سالہ — شہادت امیر المؤمنین

پدر و میاں رکھ کر کھانے پھرتے تھے اور کھانا تقسیم کرنے کے وقت چہرہ مبارک
پھپا جئے جو شے تھے اور زیادہ تر آپ روز سے سے بھوتے تھے درود و کافی افطار کے
وقت بالکل آپ کی خدا معمولی ہوتی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔
جانپاکم کا شوم آپ کی صاحبوادی ناک ہیں۔ کہیں لے ایک شوکن و زفک کا غذار
کے وقت بالجنان کے سامنے ایک ان جوین نکبا اور ایک بیانی اللہ عز و جل کا رکھ دیا
یوں کیہ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شام کلشوم کیا کوئی بیٹی اپنے باپ کے
سامنے اس لئکم کرنی ہے۔ جیسا شوکنے کیا اس دعو دھک کو لورا اٹھا لو۔ کیا باپ
تمہارا ایک وقت میں اوقسم کے گھانے کھا کر حساب میں بنتا ہو۔ یہ دعو دھک کسی
میکین اور تیکم کو دے دے بیان ائمہ۔ جو غصہ اپنے لہس پر ٹریوں میکین۔
تیکم کو قدم جانتا ہو۔ کیا لئکم ہے کہ وہی خداوند رسول نبیا ملائیمیں وہاں
کوچہ دراز میں جیسے طور کے ہاتھ سے زخم ہو کلاس دنیا سے گزر جائے، اُنہم
لکھوم فرماتی ہیں۔ کہ اُس رات ہیرے ہا باساری رات نہیں ہوئے کبھی بیتار
پور کو صحن خانہ صادر مکان کے تشریف لاتے تھے ایک سمجھی اندر سے باہر
جائتے تھے۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر کہا کہ اے ہا باجان لگ آپ کی بے تراوی
کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا آپ نے کلے بیٹی جو غصہ لے ایسے طیل انقدر

تمہارے سامنے دزو کیا افطار ہر گونہ پر کہتا تھا کہ کلے میر عظیم

ابناں میں سکھ جوئی کلے ہر قسم وہار کی لٹکتے میری بھی سلسلہ نے کہا بار
یعنی کہا جو ہے توہ کھانے نہیں جاتے

سخت ایسیں ہیں نکڑے کہ جبائے نہیں تھے
یہ مسنا تھا کہ حسین علیہما السلام کی آنکھوں میں آنکھوں تھے جناب حسن
حسین کو دیکھتے تھے۔ اوسین حسن کا نہ سکتے تھے پس اور دوں شوالی
انگکارہ مکمل فرمانے گئے

بھوڑنیں ہیں اسند اندھی ہیں۔ ہم سب ہیں میں کے گلادا ہمیں ہیں
پس یہیں کروہ مرد اعرابی اپکے اتنا انسوہ سیزگاری پر بہت سدیا
بیجان را ٹھک کیا بفترت لذت دیکھی سے تھی۔ اور پھر بھی حاکم دنیا دوں تھے اور
ہاؤڑا ہبی تکالیف جان کے۔ قوت اور رہداری ہیں ایسے ہے نظر کہ قہقہہ غر
ہن عدو دھرم بس انترو احمد و بدر و حنین و خدراق و خیبر لفقت کے نہان بغ
ہے تشویک کی حاجت نہیں۔ شہادت ایسی۔ کہ سوالی کو درد داڑے کے کسی
غای نہ پھرایا۔ خود فاقہ سے ہوں تب بھی دیا مزدوروی کر کے بھی دیا۔ غرض
ہر طرح پناہیا۔ رات کی تاریکی میں بھاگ دیں ہور توں۔ اور تیکم کو اپنے دوش

او آپ کو جانوروں کے آباد باند کا کین قدر خیال تھا۔ مگر ملائی کرنا میں
آپ کی اولاد کو بے آباد رکھ کر طالبین نے کمی بہدوں سے سنن کیا۔ الفرض
آپ نے پنچاگہ میں مخفیوں طرز حاصل جب وارے سے گزرنے لگے تو وہ اپنے قبا
در وارے سے بوجھ گیا۔ آپ سمجھ کر یہ سب فالِ مری شہادت کی ہوں
پس آپ مسجد میں تشریف لائے حضرات کیا شان ہے۔ اس مرد خدا کی
رسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت
جو گھر بے خدا کا وہ علی کا گھر ہے!

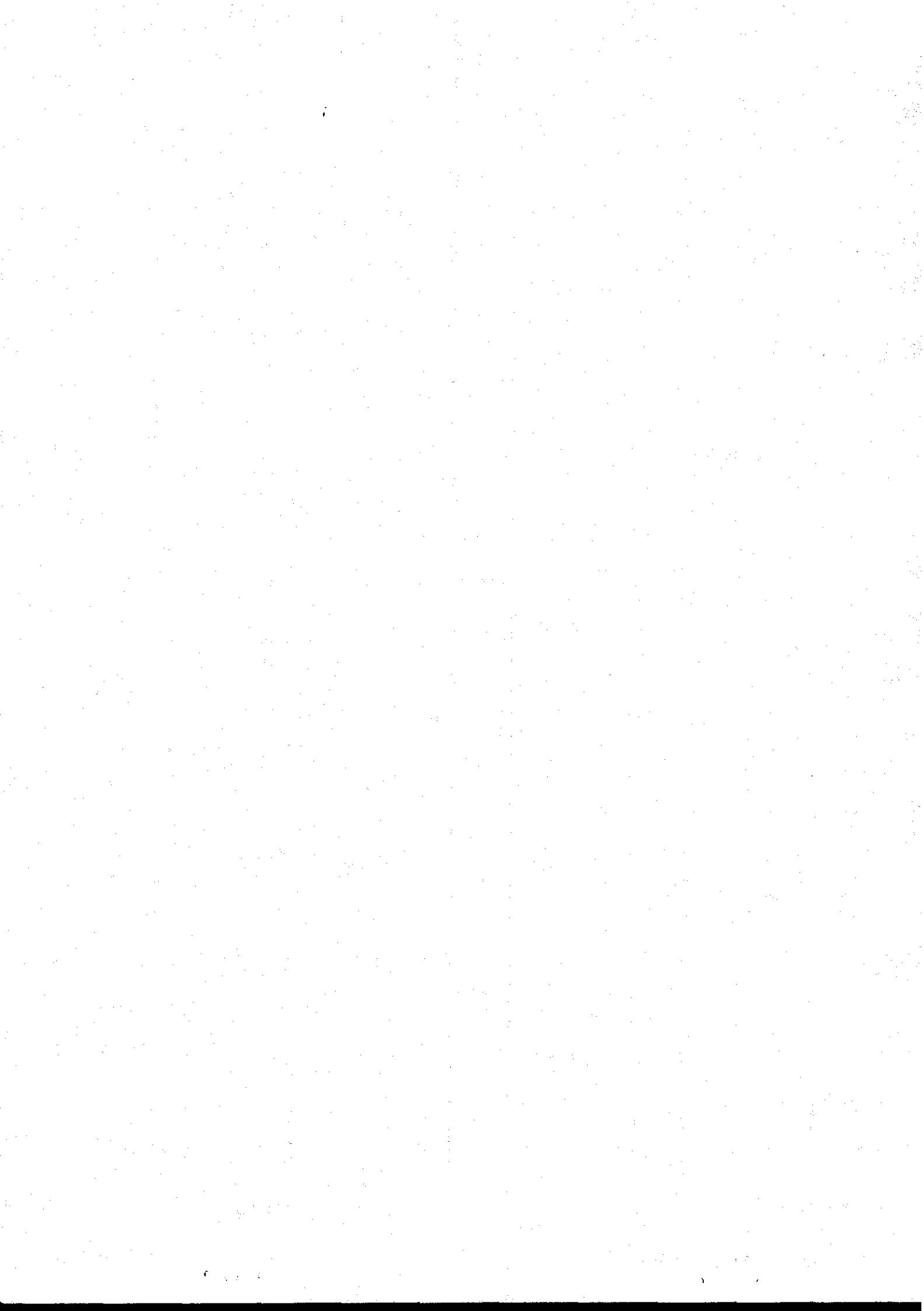
علی ایسے مردیاں جس کی عمر سیلان جنگل میں گوری شبیہت سے
لے کر جگ نہروں تک تیس لاکھیاں چھٹی بڑی آپ کیشیں آئیں۔ مگر
رسی لاٹھی میں خلوب بر کردہ شہادت فیض نہیں ہوتے۔ اندرونی شہادت فیض
دریہ رفیع خاک اگر اس سے محروم رہ جاتے تو آپ کی فہرست فضل دکانیں
کی رہ جاتی خدا نے آپ کی شہادت کا درجہ بھی ممتاز رکھا اور اپنے گھر میں
اس درجہ پر نائز کیا۔ جن طبع عرب میں آپ کی شجاعت کی دعا کی شیخی
تھی۔ اُسی طبع عبادت میں خوشی قلب کی بھی شہرت تھی۔ لگ سُن کچھ

شہنشاہ کو رہا میں جانا ہو۔ اُسے کیسے فہیلائے۔ اے بیٹی اب تھا را باپ
غقریب تم سے رخصت ہرنے والا ہے یکم بُونیں منا تمام جی بیان اور
پنچ بیدار ہو گئے پڑھا جناب زینت نے۔ کلے باہماں آپ کو لپنی
موت کا کیسے بیقین ہوا۔ فرمایا اپنے۔ کہیں نے لبھی خواب میں اس ہماڑکو
ویکھا جو کوکے ملخ ہے۔ اس میں سے جریلیں امیں نے دو پھر اٹھائے اور
کجھ کے بام پر ان کو توڑا۔ پس اُس کے ڈکڑے ڈکڑے ہو گئے اور مگر اور
میرنے کے گھر گھر میں ان شہروں کے کڑے پھر گئے۔ یعنی کہنا پسینے
اور جناب کوچ کئے ان آئے ہمایا۔ کہا جان، اس خلاب کی کیا تبیرے سے
زیارت کا لب کوچ کئے ان آئے ہمایے۔ مقداریں تھیں کے ہیں سامان تھا۔
کل شیوخ بھی سرکھلیں گے اور اہل حرم بھی
زہرا کی برا، آئی ملن پھاڑیں گے حرم بھی
جانب زینت فرازی میں کچا رکھڑی رات پر تجمع ہاتھیں لے کر
باہماں نے مسجدیں جانے کا تصدیکیا۔ کیا ویکھا ہم نے کمر غابریاں جو کسی ہرمنی
تھیں اپنی زبان بے زبانی میں شور پھاہری ہیں۔ فرمایا اپنے کہی مجھ سے رخصت ہو
رہی ہیں۔ اے زینب! کلموں ان کے آباد باند کا ہر طرح سے خیالِ سکنا۔

میری مجلس — ۳۶ — مساجد اور مسجدیں

کلموں پھٹک پھر سے بائی خالی کھیکھی کیتے تھا تھیں۔ یہ دارش کراپ تاب
کماں، بھایوں سے آہا بھیتا یکسی آواز پکے میں نے دل کربے تاہاگر دیکی
ہے۔ ذرا بخوبی۔ باہماں آج منہا ندھیرے گھر سے تشریف لے گئے
ہیں تھیں دوڑتھے ہوئے مسجدیں پھٹکے۔ دیکھانہ زیوں کی صفت منتشر
ہے۔ لوگ وہیں سرہیت ہے ہیں، اور خدا کا عبادت گزارا امام
خاک مسجد اٹھا۔ اٹھا کر رختم پڑھا تاہے۔ یہ قیامت خیز منظر کی روز نہ کہ زندگی
رسول اپنا سر پیش کئے۔ روئے ہوئے پھرست کے قریب پوچھے پوچھا۔ باہماں
باہماں کیا خلوب ہوا۔ کیس نے سیجم ڈھایا۔ حضرت نے سر اٹھا کر، امام
حمن کی رختم دیکھا اور فرمایا۔ پیشا پہلے نماز نام کرو جب نماز تمام کیکے
حضرت کا سر لینے زان پر رکھ لیا۔ رختم کو فیسے دیکھا۔ ہون پڑھا پھر پوچھا
یہ ضریت کیس نے کافی۔ حضرت نے باب کندہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا۔
اس طرف سے تمہارا شمن گرفتار ہو کر عنقریب آئے گا۔ قلعوں سے وصہ میں
یہ خبر کوڈیں شہور ہو گئی۔ منادی کی صدائیں کے کان میں پوچھی ہوئی وہ تبا
ہوا مسجدیں پوچھا۔ تیرتھے عرصہ میں تمام بھر مٹھے والوں سے بھر گئی۔
یہاں تک کہ عورتیں بے تابا نہ بے مقتنع وجاہ مسجدیں پہنچ گئیں۔ اور فرمایا۔

کو حالتِ نماز میں پھاؤں سے تبر نکال لیا گیا۔ اور حضرت کو خبر بھی دہنی۔
ابن بُمحترم تھے میں ہمیں موقوفیت سمجھا اور قیاس کر لیا۔ کہ اگر یہ شہید ہو گئے تو
مالیت نماز میں ہو سکتے ہیں۔ وہ دُنیا میں کوئی وقت میں پر غالب نہیں
ہسکتی۔ بخوبی کاموں نے مرقد کلا للا۔ جب آپ اذان سے ملے گھوستہ اذان کے
امڑ کو نماز خدا میں شخول ہوئے۔ اور سجدہ مہمودیں جب گرپے تو
راس ملوک نے زہر بیٹی بھی ہوئی مٹلارے کراپ کے سور قدس پر اپنے جگہ
جہاں پھر بن بعد وہ کوارٹگا تھا اس زور سے ماری۔ کہ آپ اس فار کے
صدھے سے مغلے پر ٹوٹنے لگے۔ انہوں ہزار فرس کا ایک ہی داریں کام
حتم کر دیا اکان ہدایت مہمود ہو گئے جنین بے پدر اور شیعہ بے امام نماز
تمام بھی دھو لے ہائی تھی مسجدہ میں سر تھا۔ کہ تواریل گئی۔ یہی مبارک خون
میں دھوب گئی۔ معمانی امور سے تر ہو گیا۔ پھر حضرت سنجھل دیکے اور زمین پر
جھک گئے۔ بار بار پھر سے ٹوٹنے پہنچتے تھے۔ اور فریات تھے لسم اللہ
و بالله و فاطمہ رضیت الکعبۃ رہیں مسجد کو زلزلہ لہشنا اور اس میں نے
لگھ۔ جہراشیل نے ندا کی قسم ہے ندا اکی ارکان ہدایت مہمود ہو گئے جس
جس کے کام ہیں یہاں پہنچ گی۔ بیتا باہم مسجد کی طرف درڑا جناب نے شب و



قسم کی تبیر تھی۔ کریدیوں کے ساتھ رہا سلوک نہ کرنا میں نے اپنے قدری کی کوئی نکلیں گوارا نہیں کی۔ تم میری اولاد کو اسپر کر کے ذراں طرز عمل کا خیال رکھتا۔ ہائے کیا ایسا ان اہلیت میکے ساتھ اچھا بتاؤ کیا گیا۔ حکلہ کو کسے اہم این احادیث نہیں فرمدی بھروسہ یا کٹھے اور کھستے۔ اشام، اشام، اشام! غرض کہہ دیسکے بعد حضرت کو ایک گھمیں لٹا کر دلت مرکی طرف لے چلے حضرت کی اولاد اور اصحاب سب معنے و قصہ دست بدست اپنے امام مجری خود روانہ تک پہنچایا۔ ہاپنے خست کر دیئے گئے جبکہ میں ایم المؤمنین پہنچے۔ شہزادیوں نے گھر لیا۔ زخم صور کہ بیٹوں نے سوئٹ ایم المؤمنین پہنچے۔ اور کوئی ملامت کرتا تھا۔ اور کوئی رشی میں جکڑا ہٹا۔ لیا۔ ہاپنے زندگی سے نا امیدی ہوئی۔ بیٹیاں تمارا طاری میں مصروف ہیں۔ حکم من اشیز جس اخراج ملا یا کیا۔ مدرس نے جب زخم دیکھا۔ اس سے اپنا ہاپنے یہ اور سایوں پہنچ کر کام قسم نہیں ایم المؤمنین قتل ہو گئے۔ زینب دکشوم نے صدیے گری بلند کی۔ حضرت نے پھر سب کو صبر کی براحت کی۔ اب ساعت ہے ساعت حالت تغیرت ہوتی جاتی ہے۔ بیٹوں رمضان کو ہر کا اشیز یہ توں کب پہنچ گی۔ ہم سہار کر دہر کا اس سے شرخ پہنچ گیا۔ بیٹوں کی جات ہے کہ فنا ہاں کل ترک ہو گئی۔ نہ انطا کا فنا ہے نہ حکما صاحبہ بہت لا اڑان تحریر برقرار تھے۔

میری تھیں — بہ — بہ — بہ — بہ — بہ —
حینیں وزینب دکشوم قیم ہو گئیں۔ بیٹے امام ہو گئے مادر اسی عالم
میں پڑھیں۔
زینب نے دیکھ کر دن یا س سے دیکھا اور پیٹ کے سر کیتھی دختر ہر ترا
بن ہاپنے کیتھی ہوئی فراہمیتے نانا لواؤ کے بیٹوں کی خبر سید دالا
صد میٹے بیٹوں کے دل چاک کے اُپر
بیوش ندا سے ہیں پڑتے خاک کے اُپر
راوی ہے کھاک صدائی ہے اس دم زینب اُن کو دوں گیں موجوں بھاں کم
کیا۔ بھکریں ہے جنگ کر کا کچھ ختم! والش کو خش بھکر کچھ آئے جیں یہم
مرگ اسدالد سے مشغول یکا ہوں
یہم لاش سے لپٹا ہوا بسویٹ ہاپنے

کرنے لگیں۔ مگر (حضرات) کسی دایت میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ جناب زینب کا کشمہ بنتے تاب ہو کر گھر سے مسجد تک آگئی ہوں۔ میوبیت عظیم تھی۔ ایم المؤمنین کا معاملہ تھا۔ ہاپنے زینبی ہڈا۔ آرابی محدث نے شہزادیوں کو گھر سے باہر نکلنے دیا۔ میوبیت کرہا کے لئے اٹھدھی تھی۔ کہ ایک منادی کی صدائی کر خالی و تباہ ہو گی۔ شہزادیوں سے باہر نکل پڑیں۔ جناب نے بیت مقتل کو اسی شان سے روانہ ہیں۔ کہ گوشہ مجاہد عالم فطراب میں زینب پر ٹکتا جاتا تھا۔ اور زبان پر فریاد تھی ہائے میری ماں جائے۔ میری ماں کے لادے بہر حال تھی۔ عرصہ میں ہذلینہ بیانی این بھم کو گرفتار کر کے اس طرف سے لئے۔ جو ہر کا حضرت نے اشارہ کیا تھا خلقت نے اس خبیث کی طرف بھوم کیا۔ کوئی مشربہ تھکرنا تھا۔ اور کوئی ملامت کرتا تھا۔ وہ بیٹوں رشی میں جکڑا ہٹا۔ سر خم کئے خاموش تھل جب حضرت کے سامنے لائے۔ اکھیں کھول کر حضرت نے دیکھا۔ سب کو منع کیا۔ اور حکم دیا کہ تکین کھول دو۔ پھر نہایت درمی سے حضرت نے تاہل سے کلام کیا۔ اپنی شفقتیں اور رحمات یا دلالت۔ ہس پڑھہ شیخ نادم ہوا۔ بھر علیل شدن افع کو ٹکڑا کر پردیکیا۔ اور فرمایا اس کو لے جا کر رکھو۔ مگر کسی طرح کی رحمت اس کو نہ دینا۔ یہ بھی اہل کوڑ کو ایک

میری تھیں — بہ — بہ — بہ — بہ —
لہیت امیر المؤمنین

ہیں۔ کتنی شہزادیوں ورنہ ایک بیرون و فرمد خادم المؤمنین میں فر
جھعا۔ گواہ ایک اک لٹک پر ہر ایک سے اس سعادت میں برس کی۔ حضرت کی
پھالت ہے۔ کجب غش سے آفاقت ہوتا ہے کبھی امام حنفی کو ٹکڑا بن بھم کی
سفارش کرتے ہیں۔ بیٹا اس کو ایک بھی ضرب لگانا۔ کبھی قصور اور عیاقیں
کی مغارش ہوتی ہے۔ بیٹا ان کی خبر لئے رہنا یا گھنی اولاد کی بابت دیمتیں
ہوتی رہتی ہیں کبھی جیمن کو ٹکڑا کر بیٹے سے لگایتے ہیں۔ اسے ولی ناقلات
قیم کئے جاتے ہیں۔ معاملہ بھر کی براحت ہوتی ہے۔ جو شیخ سے
جب تھیں بے تابہ پوکر دتے ہیں تو پیشہ باخوسے آنسو پہنچ کر جیمن کو
تکین دی جاتی ہے کبھی اپنے نئے پہنچتے کوئی کار میونہ پر لٹاتے ہیں کبھی ٹک
پوئے ہیں کبھی لات۔ کبھی رہاں چسا کر مبرکی تو تبدیل ہاتے ہیں۔ اور غد
بھی کھداوار کے روئے لگتے ہیں۔ گواہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس کھیل میں
ہو گا۔ اور ان میں تھکڑیاں ہوں گی۔ ہر حال اسی عالم میں حضرت
نے یہ تین روز بزرگ کئے۔ ایکسوں رمضان کی میوبیت ناک رات تھی اور
حال تغیرت ہوئی۔ سب کے سامنے کھڑے شہزادین پڑھا۔ مٹھے قبلہ کی طرف
کر کے پاؤں پھیلا دیئے اُنم کلشوم بنے دیکھا کہ موضع ہانپہ جنت پر یا کر گئی۔

آنچیں بھی کوئے فن پڑھدا کو
انگریز ہیں دیکھ لیتے ہیں کئے
بھائیں گریان بکار کئے ہیں کئے
مال پہنچ دعائیں کئیں جبکہ زندگی سے قیمتا
را کو متحاضر کا خود و نیا سے سدھا
الحق اب تھے کرنے سے جگہ ہیں
ناں سرپردا جاتے ہیں واللہ مدد اسا
مانند پدر ہونگے پرسے سرم بھی بخوبی
ذاکر پہنچی ہو نظر کرم میرے شہزاد
زیارت مجھے دربار کی ہو جائے خدا را

شہزادوں نے کلمہ کوئے نام بھی اس جا بکار رافت کیا تھا لئے کہ
کریم نام پوچھتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ پرست شہزاد کیا ہم پہنچے تھے، تیری
پرستاری اور حاشا نہ فقط واسطہ نہ لیڈی ٹھکر کر تھوں اور عویزیں اس کے
شکر اور جزا نہیں ہمہ تھا ہوں۔ پھر وہیں شہزادوں نے فرمایا کہ شعن، تو
اُن کی موت پہنچا تھے، اُس نے کہا کہ زین کو کہا کہ شیخ الکوچہ کلام اُن کا درج ضائل
دھکائی نہیں دیتا۔ پھر شہزادوں نے کہا کہ شیخ الکوچہ کلام اُن کا درج ضائل
حیدر سے اُن کے تھے کچھ معلوم ہوں تو یہاں کہ اُس نے یہاں کیا۔ کہ ہر
وقت شیخ دھیل زبانِ اقدس پر جاری تھی اور میرے پاس بیٹھتے تھے۔
قریاتے تھے کہ سکین سکین کے پاس پیٹھا ہے اور غریب غریب کا
ہم شین ہے اور ماسولے اُن کے اس شخص کی تقریر تھا میری تقریر سے
بہت شاہقی اللہ اللہ، جس وقت یہ کلام مد دیش لگبڑے جسین ہے
تو دوں لشہزادے دھاڑیں مار کر رونے لگے اور کہتے تھے۔

لوحہ

فریاد غُنڈارا، فریاد خُندا را
لے شخص مُدہ آقا تیرافت کر میڑا
هم دوں پس ہلہلہ میں تھوٹی جھاکے
تجھے تجھم کے پر نے ہائے مارا

پھوٹھی محلس

محبتِ خجل سوئی فاطمہ بہرہ اور فضائلِ جناب سید و وفاتِ آنحضرت

تَعَالَى سَهْنُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ
فَرِما ياجناب رسالتِ آپ نے کہ فاطمہ میرے ڈم کا ایک تھیٹہ مکرا ہے
بُخانِ اللہ، کیا مرتبہ ہے جناب فاطمہ کا جحضور انور کے ساتھ گرفت رکھنے والے
کسی بھی محنت کھتے ہوں۔ کیا بھی ندویک کا رشتہ ہو مگر بھر بی بی کچھ کچھ غیرہ
ضور ہوئی ہے۔ مگر جنہیت جو کوئی سے ہو گئی وہ کبھی اور کو نصیب شہنشہ ہو سکتی
کیونکہ خواصیتیں کل میں ہو گئی وہی جو ہیں ہو گئی۔ اگر کوئی تکلیف ہمارے
چشم کے پھوٹے سے اعضاء میں ہو گئی تو وہی تکلیف سارے جسم میں ہو گئی۔
راسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ فاطمہ میرا ایک فکردا ہے۔ جس نے
اس کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف پہنچا دی جسیں نے فاطمہ کو نوش کر کا
اُس نے مجھے نوش رکھا۔
کیا پیش خدا صاحب تغیرت ہے نہر اُر خالوں جتنان ماک تغیرت ہے نہر اُر

اُنم اُختین مادر فتحیرت ہے نہر اُر سرتاہ قدم نُور کی تصویر ہے نہر اُر
دو ہر کو جو بُجھو تو شہنشاہ عرب ہے
پیشی ہے سنی کی یہ حسب اور نسب ہے
ماں باپ پاچہبیں فرزند کی کرم اس میں سلطان پر پرکھتے تھے
یکھا پے کر جب اُتھیں پڑھا پڑیم خود اُسکے ہوں مری کئے تھے تعظیم
میون سے طاہر ہے، تو پاکیر ہے جاں سے
کروڑ سے پھوکے تو نے نام ربان سے
پیشیم دلکشی دلکشی دلکشی دلکشی دلکشی دلکشی دلکشی
فرزندی اور خودی اور سدا رعنان ہیں اس طرح کے مجتبے تکنی بی کھلیں ہیں
شانی کئی نہر اُر کا نہ ہو گا نہ ہو اپنے

ہاں حضرت زینت کو سمجھئے تو ہجا ہے
نہر اُر آپ کا نام اس واسطے تھا کہ جب آپ واسطے نام کے کھڑی ہیں
تھیں تو چو مبارک سے ایسا یا تو رچتا تھا کہ بھی مُدُر سفید ہوتا تھا
اوکسی نہاں میں سرخ ہوتا تھا اور کبھی نہ سد ہو جاتا تھا اور فاطمہ اس واسطے
آپ کو کہتے ہیں کہ یہ حصہ اپنے جھوٹوں کو آتش نہیں سے بچات دلانے والی

کے لئے اسما جو قت میت کو لکھن دے کر براٹے دفن لے جاتے ہیں۔ تو عورت کی میت کے قدوامات پر لوگوں کی نظر پڑتی ہے۔ اس کے دلستے کوئی ایسا انعام نہیں ہو سکتا کہ میت پر کسی کی نظر پڑے۔ تو اسادہ بنت عیسیٰ نے عرض کی کہ لے بی بی ملک جب شہر میں لوگ ایک صندوق پیارہ روانے ہیں جس میں عورت کی میت رکھ کر براٹے دفن لے جاتے ہیں۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ کہ اے اسما مجھے وہ صندوق ضرور دکھلانا۔ چنانچہ اسما نے فرمایا ہی نوش کا صندوق اپنی شہزادی کو دکھلایا جس لو دیکھ کر آپ پڑھ لی اور شہر ہوئی۔ جالا کاپ کر کریں ہمیشہ ہوشی نہیں یہاں تھا۔ غرضیک جناب سیدہ عورات کے لئے عمل پیرا ہوئے کہ دلستہ اپک نور ہوتی ہے۔ ہمارے نبی آنحضرت علیہ السلام نے قیامت تک آنحضرت علیہ السلام کے لئے ہوشی کو جانب سیدہ کو عورات کی سردار ایک بہراؤ نہادی تھے۔ ملک عرضات عورتوں کے بغير مثال ایسے ہیچ ہو توں سے ہمیشہ وہ ایسے ہوتی ہے۔ اسلئے قبرت نے جناب سیدہ کو عورات کی سردار بنایا۔ اور جناب سالتابت کو مردوں کے لئے نہادی بنایا۔ کو یا کچھ کام آپ کے ہمراز یعنی مکارہ سلاط نے مکمل کئے۔ اور کچھ آپ نے کر دیئے۔ (صلوٰۃ)

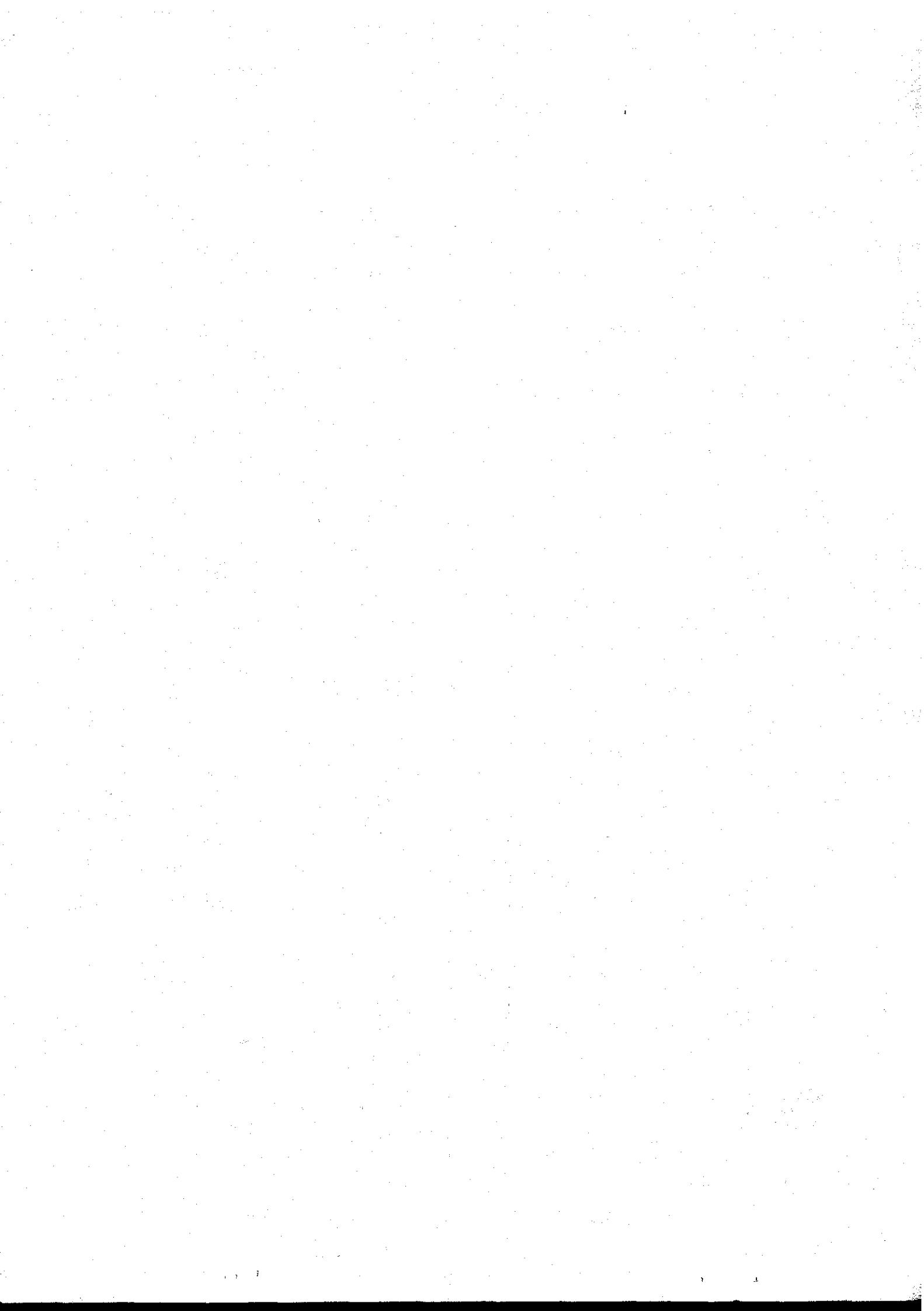
جناب سیدہ نے اپنی جیونی چیزوں جیاتیں میں ایسے کام کیے کہ جائے جو ہر راکب کام بھائے خود پرداشت کا سرچشمہ تھا۔ اور ہر عورت کے لئے ایک بیت حالت فرماتے تھے تو مسقیت جناب خاطر نے کہا۔ کہ اے ماں۔ اگر یہ بینک تھے میں تو میاں نہیں تھی۔ یہ بُوڑھا صاحبی تو نہیں تھا۔ اس سے پڑھ کی کیا ضرورت تھی۔ تو مسقیت جناب خاطر نے کہا۔ کہ اے ماں۔ اگر یہ بینک تھے میں تو میاں نہیں تھی۔ یہ کلمہ اپنی بیٹی سے سن کر حضرت بہت خوش ہٹکے جناب سیدہ کو پروردہ کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ نے ایک نے اسما دینبنت عیسیٰ سے کہا۔

ہیں جناب رسول خدا کو اپنی بیٹی سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ سفر کو جاتے تھے تو سب کے بعد میں اپنی بیٹی سے ملنے جاتے تھے اور جب سفر سے ولپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے جناب سیدہ سے ملتے تھے۔ حضرت کو اپنی بیٹی سے اس لئے محبت نہیں تھی لکھا بات تھے اور وہ بیٹی تھیں۔ کیونکہ ایسے تو ہر راکب کو اپنی بیٹی عرب زبان ہوتی ہے۔ اور وہ بیٹی سے محبت رکھتا ہے۔ نہیں بلکہ جناب سیدہ میں مخصوص اوصاف ہی ایسے تھے کہ بغیر خلاپ کل تنظیم بھی کرتے تھے۔ بارہ آپ نے بیٹی کا امتحان بھی لیا۔ مگر جناب سیدہ پوری امتحان میں اگر تین۔ چھانچھا ایک بیان جناب رسول خدا پہنچے ایک بُوڑھے اصحابی کو جو کہ آنکھوں سے بالکل ناہینا تھے۔ اپنے ساتھ جناب سیدہ کے مکان پر لائے جس وقت جناب سیدہ نے ایک سپری ہر مونک بنا کے ساتھ لائے دیکھا۔ تو فرما اور پرسے میں جلی گئی۔ کہا حضرت نے کہ اے بیٹی۔ یہ بُوڑھا صاحبی تو نہیں تھا۔ اس سے پڑھ کی کیا ضرورت تھی۔ تو مسقیت جناب خاطر نے کہا۔ کہ اے ماں۔ اگر یہ بینک تھے میں تو میاں نہیں تھی۔ یہ کلمہ اپنی بیٹی سے سن کر حضرت بہت خوش ہٹکے جناب سیدہ کو پروردہ کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ نے ایک نے اسما دینبنت عیسیٰ سے کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بھوی بیٹی ہے شفیعی چاہوں کو زوال بھی ہوتا ہے۔ لیکن نہ اتنی جلدی کہ کسی کو دُنیا کو کچھ تھی اور شام کو کچھ ہو گئی۔ رسول کی سکھ بذریعہ ہی میں ہوت کی آٹھ بھر کل میٹھی۔ جناب سیدہ کو اپنے باپ کے فران میں۔ پر وفات روئے کام تھا اور ہر دقت دھا تھی۔ کے اے با بھجے جلدی اپنے پاس بلاجھئے۔ رفتے رہتے ایک ان خواب میں کیا میکھی ہیں کہ جناب رسول نے فرد میا۔ اے بیٹی جناب عنقریب ہیرے پاس بیٹھ جائے گی یہ مزودہ من کراہیں۔ وضو کیا۔ نہایت صبح ادا کی مادر پر خول کے کپڑے دھون کر لئے پر لٹکا دیئے۔ پھر کھانا پکلنے گئیں۔ یہ نہیں میں جناب سیدہ تشریف لائے کہا لے دختر رسول لے سیدہ میں نے ایک وقت میں دو کام کرتے ہوئے تھیں نہیں دیکھا۔ آج کیا ہافت ہے۔ کہا کہ لے ایسا حسن، اے سرتاج مجھ تھیں پسے کہیں آج دُنیا سے رحلت کر جاؤں گی۔ کھانا اس لئے پکایا ہے۔ کہ میرے پختے بُوڑھے درپیں۔ اور کچھ اس دلستہ دھوئے ہیں رات تو میرے غمیں صرف وہ میرے درپیں۔ ان کی کون خبر لے گا جناب امیر یہ ہیں کہ آپ دیدہ ہرئے اور کہا لئے نہیں تھیں تھیں ایسے مغارت دے چلیں اگر کوئی تمہارے حقوں کے متعلق مجھ سے دو گذاشت ہو گئی ہو۔ تو مجھے موات کر دینا جناب سیدہ کی دُنیا سے تھی بندھنی۔ کہا کہ ایسا حسن آپ میرے سرتاج ہیں دیری پنڈ دیتیں ہیں۔ الگ از رہ شفقت رے قبل فریائیں تو یہاں دو کھم نہیں۔ پہلی

کام فردا ناواراکیت دن بیرون سے کر دیا۔ ایسی مسلط کا طبقہ بر تن اپنے جناب سلطان فارسی نہ ہوتے ہیں۔ کہا ایک دن میں نے روزن در سے دیکھا۔ کہ جناب سیدہ پہنچ پڑی ہیں۔ اور راہتوں سے خون جاری ہے۔ جس سے علی کام تھا جسی شرخ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا اے بی بی۔ اپنی تیر فضہ کو کیوں ملکم نہیں دیتیں کہ پہنچ چلائے سارشاد فرمایا۔ کہ آج میری باری ہے۔ فضہ کی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ مسافت کی اور مشاہ کیا ہو سکتی ہے۔ دوسرا سے فاقہ فوج اٹھا ناگریاں کو اپنے دروازہ سے خالی نہ پھینٹا۔ غرضیک جناب سیدہ عورات کے لئے قبرت نے ایک بکل نبوذ بنائی کہ دنیا میں سمجھا تھا۔ مگر افسوس صد افسیں کو دُنپا نے ایک قدر دی کی۔ بعد دفات رسول مکس بی بی پر جو اُستنے پتھم دھائے اس کا خیال کر لے سے رد گئے کھڑے ہوتے ہیں۔ داشد کیا یہ سہیت کم ہے۔ کہ بیویات سر در کامن استیغ فذ کو علیہ رسول عطا۔ اور ساپن اپنی بیٹی کو ہبہ کر گئے تھے چین لیا گیا۔ کبھی نے تھوڑا جنکی کی جملکی دی۔ یہاں تک کہ بے چاری کو ماب سے غمیں رہنے سے بھی منع کیا گیا۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتی ہیں۔ کہ مثبت علی محسناً ثبٰت لَوَا تَهَا۔ مثبت علی اکایا م مردن یا لیا یا یعنی میرکر ایسے مصائب پڑتے ہیں۔ کہ اگر توں۔ پڑتے تو راتوں کی طرح یاہ ہر جا تے۔ زمانے میں اعلاب بھی آتا ہے۔ غدا نوں کی کا یاں



دیانت سیدنا

کم کر کیا ہیں پہنچا پناہ شرمند ہی بیٹ لیا۔ کہ اتنے میں جیسے گئی باہر سے آئے ہیں
خاموش ہو گئی۔ تاکہ شہزادوں کو یہ مسلم نہ ہو کہ بھاری مادر گرامی دُنیا سے جیل میں
کھانا شہزادوں کے آنکے رکھتا اور کہا۔ کہ کھانا کھالے۔ مگر جسینی نے کہا۔ کہ
لے سے اس کو مہتو پنی مادر گرامی کے ہاتھ سے کھانا کھائیں گے بھاری اماں جان
کو آواز دو۔ یہ سُننا تھا۔ کہ میری حقیقی نکل گئی۔ کہا کا یہ شہزادہ بھاری
اماں جان اس دُنیا سے جیل میں پس پہنچ کر شہزادے دُوڑے دُوڑے
جھوہر میں آئے۔ دیکھا کہ جناب سیدہ قیامت کی نیند روئی ہیں۔ پہنچ دھاڑیں
مار مار کر فرنے لگے تو فرنے مدد میں آئے۔ جناب پاہیزہ پر چلا۔ کہ اے نور
چہلوں خیر تو پتے جو اس بے قراری میں درستے ہو۔ کہا کہ بھاری والدہ گرامی
ہیں چھوڑ کر ہمارے نامانجاں کے پاس چل گئیں۔ یہ خبر وحشت اثر مُن کر
آپ گھوہن میں آئے۔ انکھیں اشکبار تھیں۔ قدم رکھ کر مانے گئے۔ سیدھے
جھوہر میں پہنچے۔ دیکھا کہ جناب سیدہ دُنیا سے کوئی کوئی گلیں ہیں۔ پہنچوں نے
رورو کا اپنی جان ہلاک کی جیسیں آزادی تھے تھے کہاے اماں جان مجھے
چھاتی سے پہنچا۔ حضرت عیسیے نے گواہ سے میں اپنی ماں حضرت مریم کی
عصمت کی گرامی دی تھی۔ آپ فخرِ عالم ہیں ہم آپ کے فرزند ہیں ہم سینہ
سے پہنچا۔ یہ سُننا تھا۔ خدا کی قسم لاش حکت میں آگئی۔ دا بارڈو
نہاد سے ہوئے۔ شہزادہ ماں سپریٹ گیڈ دیکھنے والوں کے دل پرست گئے

مشغل ہوئے۔ قبرتار ہبھی۔ شرا فی قبار امیر سے پہنچا اور ایسے
بین دیگر اش کرتے تھے۔ کہ مسٹنے والوں کے دل بھاش پا ش ہوئے جانے تھے۔
اور راہی مان کو مخاطب کر کے کہتے تھے۔

۲۰

نیکھل دین چون۔ اماں اٹھو گور سے
 ہم ہیں تمہارے سکبدرن۔ اماں ہٹھی گور سے
 کیا ہٹوا ہم سے گناہ پول پڑیں ہم نہ پھیپھیا
 ہم ہیں بہت پر مُحن۔ اماں ٹھو گور سے
 ہم کو بہلائے گا کون۔ ساتھ مولا میں گا کون
 یہیں بہت ہم خستہ تھے۔ اماں اٹھو گور سے
 روشنیں عکس سرگزند ہم الجھے اماں قسم
 پھاڑ کلپنا کن۔ اماں ہٹھی گور سے
 چھپکال لئے کے گھومنی ہے وہ نو درگ
 غوردہ زینت ہیں۔ اماں ہٹھی گور سے
 لئے خلام چدری۔ تھی قریب نوحہ گری
 فقرہ تھا کیا پر مُحن۔ اماں اٹھو گور سے

کلام

کر بہا میں پھٹن، احمد پیرا دہو گیا
شاہ فرماتے تھے سر پتی میں فوت ستموئی
فاطمہ کے لال کانو شمن فرمائے ہو گیا
یکسی میں پھٹش امت بہانہ ہو گیا

گوئیں کی خوبی عوت ہے بحق اہلیت

ساتھیں سے بذریعہ پر آپ و دادا نہ ہو گیا

وکمابنت ملی نے چھٹے چھڑے کہنے ایک بھائی تھامبرادہ بھی بیجا نہ ہو گیا

تائیخ نا دین تک نہ ردا تو راست سچھتے اور دنیوں کو علی مغروہ فشاد ہو گیا

پوچھا عابد سے کسی نے گھر کیا ہے آپ کا

روکے فرمایا کہ اب تو قید خانہ ہو گیا

ہے پڑا اونٹ شریعت ہمارے ہیں بھی چھٹ گیا ہم سے ہے بگشتہ زندہ ہو گیا

اسفل انصاف کر بیار کی ہے یہ دوا قسمت سمجھادیں کیوں تاریخ ہو گیا

لطف تو ہے لوگ جب کہنے لگیں ہر طرف سے

انفت حیر میں حیدر پئے دواز ہو گیا



پاچھوں محلس

معاویہ کی وفات اور زید علیہ اللعن کا تجت پر یعنی اور
امام حسین علیہ السلام سے یعنی طلب کرنا

غروا یا جا بسا امام حضروں صادق علیہ السلام نے کہ رونا درود ایسا کناہ اور
بناؤ صیحت میں کوئہ ہے گھنہاں سین علیہ السلام کی صیحت من کر کر کرنا
ہاعظ اعظم ہے بروز قیامت جب کہ سب سماں ہوں یا منکار کی ریویہ
ہوں اگر اُس دن وہ آنکھوں ہوں یہوئی صیحت دھاڑ پیدا شدہ اور خدا
ہو گی۔

جناب شفیع مدید علیہ الرحمہ نے فصل کیے کہ منہ میں جب معاویہ ملا اور
بدریہ نے اپنے عجیب قوم سے تجت کر پا مال کیا یعنی تجت پر شکن ہوا تو اُس نے
تجت پر شیخیتیں فیصلہ حاکم دینے کا خط لکھا۔ کہ اس طرح سے موسکے حین بن طی سے
میری بیعت سے لے اور اگر وہ انکار کریں تو ان کا سرکاث کر میرے ہاں نہ
رہ سکے پس پھر ویچے اس عکم کے لیے رقت شب حضرت کا پانچ ماں گلایا جرت
فر اُس کے پہلو نے کا مطلب بھر گئے اور اپنے دوستوں دعویں نہل

پاچھوں محلس سے ۹۰

ہی بہت اسلام کو پیش فتح صیحت کی ہے میں یہاں ایک فاقہ دہکار انسان ہے۔
یہ ہو سکتا ہے کہ تم اس کی بیعت کریں۔ جناب مناقب میں ہے کہ یعنی کروان
کو رفعہ کا گیاہ اس حقیقی نے تواریخ ان سے نکال لی۔ اور ولید سے کتنے لگا۔ کیا
سوچ رہا ہے۔ جلد کو حکم دے کا بھی اُن کا سرتن سمجھو کر سے جان کا جن میری
گردی پر ہے حضرت ابھی وہ ملعون یہ کہہتی رہا تھا کہ اپنے ولید کے رکان سے
ایک گزری اٹھا لی اور جاہا کا مردان کو ماریں۔ جو نہیں مروان نے دیکھا۔
دیکھ کر ایک کونی میں چھپ کیا۔ اور یہ شور و غل کی آوازیں کرائیں جوانان
بھی ہاشم بنکی طواری میں اتفاق ہوئے ویسیکے گھر میں داخل ہوئے۔ سب سے
آگے جناب عباس اور علی اکبر تھے۔ دو دل نہ روک کر جاہا کہ اس کتابخی کی
سر اس کو دیں۔ اور قتل کر دیں۔ کہ ناگاہ ہے۔

شہنشاہ بیش رو قدم کو بڑھانا۔ امت میرے نامکی پیغمبیری میں دنما
عہدیں کیں زور علی کا دکھانا۔ ہمہ پہلے نہیں کرنے کے پہنچ کر میں نہما
ان سب کو لئے گھر میں چلھا۔ مددار

غصہ کر بدل دیجئے جسی سے اے غنموار
پس یہاں حضرت کا شام کرنا میں کیا مدد کے لکھان ستمہ ہیں
کئے ارہیں۔ جس سے حضرت ولید کے پاس آئے تھے۔ جناب زین و
کثیر مور قیۃ درہاب پنجاب نامہ صفا۔ گھنی ہوں پھر ہی تھیں۔ اور درکم

نیشن سوسائٹی سلب کار

کو آپنے جھک دیا۔ اس وقت بولید نے مجھے طلب کیا ہے میں اس کی جانب سے ملٹشیونیوں
تمہب میں سے ساتھ رہنے اور جب میں انہیں داخل ہوں۔ تو تم سب لوگ درخانے سے
پر کھڑے رہنا۔ یہ کس وقت میری آغاز بلند ہوتے دیکھنا۔ تو بتاں
انہر داخل ہو جانا۔ تاکہ وہ اپنا ارادہ پوشا نہ کر سکے یہ مسنا تھا۔ کہ میں باشیں
ایک جوش پر یہاں ہو گیا۔ اور تھیاروں سے کاراٹہ پیلاتھہ مورکہ حضرت کے
ہمراہ اس طرح سے ہو گئے جیسے کہ چاند کے گرد تسلیم ہوں۔ لادی ناقل ہے کہ
جب حضرت ولید کے پاس پہنچے۔ تو اُس نے پہلے معاویہ کے قرائے کا حال
بیان کیا۔ پھر زیر کا خط پڑھ کر میں جانیا۔ اور بیعت کے شے آپ سے کہا۔ حضرت
ارشد فرمایا۔ کہ یہ وقت شب ہے۔ صبح کو دیکھا جائے گا۔ ولید نے کہا کوئی
مضائقہ نہیں ہے۔ اب آپ تشریف لے جائیں اور صبح آکر کے سامنے
بیعت یہ زید کا اعلان کریں۔ اس وقت دردار میں مروان بے مایاں بھی میں ہو
تھا۔ ولید سے کتنے لگا کیا غصب کرتا ہے جسیں کو بغیر بیعت لئے جائے دے۔
اگریں اس وقت چلے گئے تو پھر تیرے ہاتھ دا آئیں گے۔ یا تو اسی وقت
بیعت لے لے۔ وہاں کا سرکاث کرنے والی کے پاس پھنسے میں میں
تھا۔ کہ امام کو رفعہ آگیا۔ شمار جلال پھرے پر غایاں ہوئے اور فرمایا
اے مروان تیری اور تیرے حاکم کی کیا مجال ہے کہ مجھ سے بیعت یہ زید لے
اوہ بھیا۔ ہم الہیت بتوتی میں ہے میں ہی گھر میں لا کھدا یا کئے ہیں اور ہماری

پیر اسلام آخری ہو۔ کلابیں تم سب کو پر خدا کنے جانے ہوں۔ آہ یہ صدائے
دردناک من کرب اہل حرم ہیزان پیریشان حضرت نے گرد کھڑی ہیں پس
آپ ہراک سے اس طرح دادع ہوتے تھے صلح کرنے والا وقت مرگ
اہل وصال سے خصت ہوتا ہے۔ آہ آہ جب جناب زینب سے خصت کی
ماری آئی تو ہن نے دلوں باہیں بھائی کے ٹھلے میں ڈال دیں۔ اور سے
زینب نے کچھ پوچھا دیلوں کو صرگئے جمان قاسم علی اکبر کو صرگئے
صلیم کے لال دبیر حیدر کو صرگئے میر سپر عظیل کے دبیر کو صرگئے
کوئی نہیں رکا پا شہ دیں پشاہ میں
روک رکھا کہ سوتے ہیں سب قتل گاہ میں
بیش رہب ہمارے مددگار رکئے بھائی پیش بخانجی، انصار مرگئے
شانے کی کے بھائی علام ایام رکئے اکبر بھی کھانے نیزہ غنیوار مرگئے
و خصت دو جلد فاطمہ کے لور عن کو
جذبہ اب کوئی نہیں چارہ حسین کو
پس پہن کر اہل حرم میں ایک کھڑا مپا ہو گیا۔ کلتے ہیں جناب سکینہ دُر در
انہاپ کے دامن سے بہت گئی۔ اور ہلاک پاک کر فنے گئی۔ کہتی تھی کہ
لے با بagan ہاگر کپ نے ہیں ہیاں ہاکیلا ہی چھوڑ جانا ہے۔ تو پھر ہیں اپنے
نانagan کے دضیل پوچھا آئیے۔ یہاں ہیں کون پوچھے گناہ را سے بagan

کتی تھیں۔ کہ کوئی جا کر نہ لے۔ کرفز نہر میں کر جال میں ہیں۔ اور کہاں ہیں کچھ
دیر بعد جب حضرت مودود قادر ولید کے مکان سے مکہرہ کئے تو جناب
زینب گلے میں ہاپس ڈال کر زارِ زارشی اور لہوارے نے لگیں مادر پوچھے گیں
کیسے مال جائی جلدی بتائیے کہ ولید سے اور آپ سے کیا لفڑت گو ہوئی۔
حضرت نے آبیدیرہ ہو کر فرمایا۔ کلے بن اب وہ وقت قوب آگیا ہے کہ
مدینہ حسین سے چھوٹ جائے۔ روشنہ رسول اور قربِ بُرُول سے جو گائی ہو۔
آہنی امیتہ ہماں درپے آزار ہیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم مدینہ رسول میں
پیش سے زندگی بسر کریں۔ بیزید نے ولید کے پاس ٹکھو چھا ہے کہ جس طبع پر سکے
حسین سے میری بست لے۔ بصوتِ انعام رخواز کرد۔ بندل مجھے قتل ہو ما نظر ہے۔
لیکن بیزید یہی سہ کار کی بیعت رنالکی طرح مکار نہیں پس حضرت کی یہ
قریونتی اہل حرم میں ایک ہڑام پاہو گیا۔ ہراکب بنی زار زار در بر ہی
تھی چھوٹی چھوٹی پنج بانی مال کو رتا دیکھ کر ٹبلہ سے تھے (کیون حضرت)
اہل حرم میں اس خبر و خشت اثر سے یہ بکھارہ برپا ہوا۔ تو اس وقت کیا حال
بھاگ ہو گا۔ جب حضرت سب اہل حرم نے دلخاخی کے لئے تشریق لائیں ہوں گے
لارہی جو دادعہ کا مفترہ ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب جناب سید الشهداء
واسطے خصت آخری خیبر میں تشریف لائے تو پریم کر در خیر برآواز دی۔
کمال سہیں زینب و کلثیم والے رکیہ والے شہر نزوا سے ذضم تم سب

چھٹی مجلس

معزت امام حق پا طل ساو فضائیں جنلب امیر دادع ہونا
جناب امام حسین کا قبر خاناب سول خدا دھا طمسہ زہرا و
حسن مجتبے سو تیاری سفر

قال اللہ تعالیٰ فی کتاب الْحُجَّۃِ وَفِی قَانِ الْحَمِیْدِ۔ یوْمَ تَدَعُو
کُلُّ اُنَامٍ اِنَّا مِنْهُمْ اِرشاد باری ہے۔ کہ بر ورقیامت کل نہیں اپنے
پیش امام کے ساتھ پکار سے ہائیں گے یعنی ان کا لکھ و نوش اپنے اپنے امام کے ساتھ
ہو گا۔ مگر امام دو قسم کے ذات باری نے بتلتے ہیں۔ ایک تو وہ امام ہیں جو
دو گروں کو دو رخیں ہیں بھائیں گے۔ اور ایک دوہیں جو ہمارے سکم سے
ہدایت کرتے ہیں دو جتنا امام ایک دوہیں میدع عن علیہ المدار اور وہ امام جنت میں
لے جائیں گے۔ جوں عطا کا ہزار ہزار دیکھ کرنا پا جائیں گے کہیں ایسا امام طاہے۔ کہ
جس عرضت طمارت کو بھی فخر ہے اور جس کا مولہ کعبہ و مقبل صجد و دلوں ہی
خدا کے گھر کی شاعر نے جناب امیر کے متعلق کیا خوب کہا ہے۔

لی مِنَ اللَّهِ أَنَّمَا قَرَأْتُ عَرَبَيًّا طَبِيبُ الْمُؤْلِدَةِ وَالنَّسِيلِ الْعَرَبِ الْبَغْيَ

مجھے اپنی بھائی پر رات کر کون ملا ہے گا۔ یہ باتیں اس قور دیدہ کی سُن کر
آپ زار زار و تے تھے اور کتے تھے کہ اے بیٹی اس وقت تمارا روا و نا
مجھے بہت شاق ہے۔ رور و کر دل نہ کڑھا و۔ میرے جیتے ہی اپنے آپ کو
تباہ دکرو۔ مال جس وقت میں گزو رجاوں گا۔ پھر جس قدر جی جائے ہے
اے بیٹی تیرے رونے سے مجھے اذیت ہوتی ہے۔ پس آپ نے جب بھی کو
بیزند سے پہلیا تلوہ معصومہ اور بھی رہنے لگی۔ آپ نے ہر طرح سے
تشقی دل اس سدیا۔ یہ دیکھ کر بیاں روتی جاتی تھیں۔ اور سے

لوحہ

شاد کتے تھے بیٹی یادہ دعوم کھاؤ سکینہ مال پیر میری گوں سے بجاو سکینہ
مال پاہنچی کے جھلکی بھی ہے میں اطفال سے مل کھل کے بھلا دیکھنے
میں کہ تھا کر مجھے تو الفت زیادہ ایسا دہراک دز کو پیختا دیکھنے
با با کو درم مرگ در لوا و سکینہ رضو و میکر جان کویوں کھوئی بھیتی
خوشیز مچھکا ہوں کا لشیری پیاری نوہ بالیاں تم ہا جھوٹ بڑھاؤ سکینہ
شہزادی ہری نئی سے ہا جھوٹ اٹھا کر ذاکر کو قیامت میں بھی بختا دیکھنے

رُباعی

باغ فردوس پر لِمَ نَذَلَی رکھا ہے۔ دالی ڈالی پچھے مدد علی رکھا ہے
سُبْزَ قوں پچس اور کی پر زہر۔ سُعَقَ پچھلے پسین ایسے ہلی رکھا ہے

ترجمہ۔ اللہ نے ہمیں ایسا امام فرشتہ دار غریب دیا ہے کہ میں کی جائے والاتر پاک اور پاکیزہ اور قلب بیوت والا ہے۔
جمع اللہ کوئین شافت اوپھنڈا۔ مائید خضر میون ہمدہ نہ کل بنی
مع کیا الیکڑت اور ہدایاں سے جناب فرشتہ کے لئے جو سب سانیا کرو ریا گی
تھا اسے میر متعظی فے کے۔

آدم لَذْ أَكْلَ الْمُنْظَهَةَ وَاللَّهُ يُعِذُّ
وَعَلَىٰ تِزْكِيَّةِ كُلِّ مُتَصْدِقِ الْقُرْبَى
حضرت آدم سے ہارو دش کرنے کے استعمال گندم ہر ہی گیا اور جناب
علی علیہ السلام حالانکہ منزع دستے مگر آپ نہ داشطشو شودی خدا۔ تمام
عمر باریوں پر کتفاو قناعت کی۔

خاف مُدنی ہبائیاً و عقیٰ مثیٰ قتل الحیۃ یوْمَاً هُوَ فِي الْعَدَدِ الْعَدی
خاتیف سوئے جناب رسمیٰ کاروں اور رسیل سے کہ دھرم خسیدہ فرعون تھا
اور حضرت علیؑ نے اپراؤہ میں بھی کی حالت میں سانپ کو دُکھ کر کے کردیا -
وَسَلَّمَانَ وَعَلَى اللَّهِ كَبِيرًا فَأَنَّ وَعَلَى طَلَبِ الْفَقْرِ رَضَا يَا بَلَّغْتُكُمْ
جناب سلیمان درگاہِ خدا سے طالبِ ملک قال ہوئے اور جناب علیؑ نے
فرود فاتح کی مرث نوشی سے غبت کی -

فاز الیوب و یعقوب بہر قائمہا و بنوہ فتح سلطنت کو تحریر
جناب الیوب و یعقوب ولیخ سے جو چیز فتح ہوئی تھیں۔ قدم

نے اپنیں دوبارہ پھیروں مگر حنابِ ایمک سلطنت ایسی میدان کر بلائیں
لئی۔ کجس نے پھر بخوبی خارج کی۔

مُر لیگانہ بمعجم ابوحریرہ کرب دبلا امام حسین
پڑھا پڑھ حضرات۔ جب ہے ہائے آقا امام حسین ملیٹر اسلام دلید کے مکان
سے واپس آئے تو اپ نے تھیہ سفر کا کیا۔ اور واسطہ رخصت کے پہلے شب
کی تاریخیں میں اپنے نناناکی موارد مقدوس پر تشریف لے گئے۔ تھوڑی بچ پہلے اسلام
عرس کیا پھر مزارِ مقدس سے پلٹ کر عرض کرنے لگے۔ کامے ناما جان۔ اس
وقت حسین آپ کئے شش مبارک پر سوار ہوئے کوئی نہیں آیا۔ بلکہ اس لئے کیا
ہوں۔ کہ آپ کے بعد آپ کی امانت نے ہیں چھوڑ دیا۔ اور اب سین ملے آپ کی
مزارِ مقدس پر مشینے نہیں رہتے۔ اس لئے آپ بھے اپنی قبر میں ساتھے
بیٹھے۔ زینا سے بہت تنگ ہوں۔ یہ کلمات مزارِ مقدس پر فراہی ہے یہ
کہ خواہ آپ پر ہماری ہوئی۔ کیا دیکھا کہ جناب سالیہ بعثتِ علیہ السلام نے اب زنا سے
اوے شکار کر رہے ہیں۔ کلے پیا حسین۔ ان مصیحتیں کو حیطہ اور صبر سے
 مقابلہ کرو۔ نانا کی قوم تھیں سماں تھے ساتھی ہے گی۔ اس کے بعد داشتی
ساخت ہے۔ ان غرض جناب سید الشہدا نانا کی مزار سے رخصت ہو کر
پس ماں جنیں تیڈہ ناطہ زیستگاری قبر مبارک پر تشریف لائے اور بعد ادب
سلام عرض پر بذلان ہوئے۔ کلے مادر گرامی آج تھار لاڈا لاجیں جس کو

راویان انجام لے سکتے ہیں۔ کوچب آپ نے مدینہ سے روانگی کا قصر کیا۔ تو
جنی ہاشم میں ایک بھی طرح کا کام بہا ہو گیا۔ پر دل اس درد سے بے چین نظر
آئتا ہے جب حضرت رخصت آخری کے لئے جناب اُم سلیمان کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ قوانینوں نے بے اختیار آپ کے لئے میں باہیں ڈال دیں۔
اور روکر فرانزیں۔ اسے فرزندِ نعمتی ہوں۔ کتماں الاماد، عراق کی طرف
جانے کا ہے جبکے یہ فخریتی پر یکجا منڈ کو چلا آتکے۔ یکو نکیں تمباکے نہ نا۔
رسول خدا سے سن جکی ہوں۔ کمیرا فرزندِ حسین سرنیشن عراق پر قتل کیا جائیگا۔
آخریت نے ایک دن مجھے تھوڑی سی خاک بھی دی تھی اور فربا اخاتے
ام سلیمان پیر حسین کی خاک ہے اس کیخان لفت تمام اپنے پاس کھنابس کو زیر
شیخ ہو جائے بھی لوں کیمیل ہمارہ ہمدرد حسین شید ہو گیا۔ پشاں نے اس خاک کو
عفاف نہ ایک ششہ میں رکھ لے چھڑا ہے۔ میں بھرتی ہوں آخریت کی پیشگوئی کے
پورا ہونے کا وقت آگی۔ حسین اس فرم میں سیرا عجب حال ہے۔ کسی طرح
پر دل تمہاری مغارقت گوارا نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے نانی جان
جو خدا کی مرضی ہے۔ وہ ہر کو کھجے کی گئیں اس نہیں ضرور شید ہو کر ہوں گے
اوہ میرے اہلبیت دربار اسیر ہو کر رہیں گے۔ میرا اگھر تو ناجائے گا
میں اوہ میرے تمام عنبر و انصار میں جو سفند قربانی یعنی دن کے بھنوکے پیاسے
ذلت کیکنا سے شید کئے جائیں گے۔ اے نانی جان آئیجی میں آپ کو

اپنے پیچلے میں کہا تھا میری سے تنگ ہو کر غازم شفر ہے۔ آپ کی جدائی
نہایت شاق ہے۔ کیا اور اس مستحبے دین لے مجھ بہت تنگ کیا ہے
ہے۔ یکملات میں کرمزادیہ کا نہ اٹھی اور بیٹھے کو عالمیں فے کر رخصت
کیا۔ اور غیر ایسا الحسین جہاں چاؤ کے ٹھہری مانگی روح بھی قمارے
ساتھ ہو گی۔ گھبرا نہیں۔ یہ کہہ کر میٹے کو رخصت کیا۔ پھر آپ اپنے برا جنس
سبز قماں رخصت ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے گرفت مضمون طب اور حسی
حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام پرست بڑا حوالہ کیا۔ اگر خفتر
ابو ایوب اپنا عز و دکی را انقدر فر پانیاں پیش نہ کرتے۔ تو دنیا بہت جلد دیکھ
یتی کہ دین اسلام کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ بلکہ باقی ادیان کے سامنے
اسلام ایک مضکمہ نیز ہے بن جاتا۔ مگر ہم اسے آقا حسین کے ڈل میں دین
خواہ کا ایک سچا درد تھا ان کے ناتالے اسی دین اسلام کی خاطر ہیں۔ مرس
ط رمح کی اذیتیں برداشت کیں۔ پس جب آپ نے دیکھا۔ کہ مذید
ہر کسی حکومت۔ دین الہی کو بر باد کر رہی ہے۔ اور حلال محرمنی کو حرام
اور حرام محرمنی کو حلال کیا جا رہا ہے۔ تو آپ سے ہبھڑہ ہو سکتا اور حیات
دین کے لئے سر پر کفن باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تمام دنیا کی صیانت کی
 مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے۔ کہ جب تک بر لوری طاقت کے
سامنے ہو یعنی کام مقابلہ نہ کیا جائے گا۔ اسلام نہیں بخ شکے گا۔ پس

رپنی قتل کاہ کا منظر دکھائیں۔ یہ فرمایا حضرت نے اپنی دو نو انگلیوں کو درین تکڑکنے کو کہا۔ آہ آہ اب کیا تھا جو نیس جناب اُتم سلوانے دیکھا۔ تو وہ قیامت کا منظر نظر آیا۔ کتاب ضبط درسی بے ہوش ہو کر گرد پڑیں۔ انہوں نے دیکھا کہ جا بجا کچھ فیدر سر کٹائے ہوں میں نہ اٹھے پڑے ہیں۔ اور لاشیں کے گودوں کی ٹاپلوں سے پامل ہو چکے ہیں اور جو خیسے ریتی پڑے ہیں۔ ان میں آگلی ہوئی ہے پکھی بیان سرہمنہ عالم بدھیا سی میں ہر طرف کو جاگ کر ہی ہیں۔ اور ان بے کسوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ الفرض جب جناب اُتم سلوانہ ہوش میں آئیں۔ تو حضرت امام حسین نے وہ تمام امامیں اور تبرکات جو جناب رسول خدا نے جناب امیر کے پرد فرمائے تھے اور ان جناب سے حضرت نبی پوچھے تھے۔ سب جناب اُتم سلوانہ کے پرد کر کے فراہما۔ کل بعد پیری شہادت کے جب میرے اہلیت پھر کر مردہ آئیں تو یہ سب چیزیں میرے فرزندوں ان عابدین کے پرد کر دینا۔ کیونکہ میرے بعد وہی میرے وصی اور جانشین ہیں۔ یہ کہہ کر جناب امیر کے پرد شہادت پنچھے برادر حق شناس جناب مقامیں کو اپنی حضوری میں طلب فرمایا۔ اور کہا کہ اسے جناس اب سفری تیاری میں صرف دنہ ہو جاؤ اور سب سے پہلے ایک نورت تیار کرو۔ اور جو جو سماں تبرکات اس سفر میں جانے والے ہوں ان کے نام لکھو۔ تاک سواریوں کا انتظام مکمل ہو سکے۔ پس فوراً یہ حکم میں کہ جناب عباس نورت

پید کرنے لگے۔ سب سے پہلے اپنے نبیم اشنا کر نہ کوئی من اللہ دفعہ قریبہ کیکھا۔ جناب امام حسین نے جب یہ جملہ پڑھا تو کہا۔ کہے عبارت میں نہ نظر اُمن اللہ و فتح قریب کیوں لکھا یا سب کوئی نکاح فتح کرنے نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ ہم تو دین اسلام کی خاطر سرکشی کے جا رہے ہیں۔ پس اپنے وہ کل کٹ کر لاتا ہے واثق علیہ لوحیون پاکھا۔ راوی نافل ہے کہ جب تمام نورت تیار ہو چکی۔ تو اس نورت میں ایک جناب فاطمہ سعفراً جو کہ اُس وقت یہاڑھیں اور دوسرا سے جناب زینب کا نام بھی درج نہیں تھا جناب نسبت نے جب سنا تو دنی ہوئی اپنے ماں جانتے کے پاس تشریف لائیں اور کہا۔ کہے بھائی اپنے بھے ہمراہ کیوں نہیں لے جائے۔ فرمایا اپنے کے اسے زینب جب تک تم اپنے ہو ہر جناب عبداللہ شوہر اجادوت حاصل کر دیکھیے ہمراہ نہیں جا سکتیں۔ حضرت عبد اللہ شوہر جناب زینب اُن ایام میں بستر ملات پر پڑے ہوئے تھے۔ پس جناب زینب اُسی حالت میں نورت جناب عبداللہ کے حاضر ہوئیں۔ دیکھا۔ کہ حضرت عبد اللہ بستر پر لیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب زینب ملواۃ اللہ علیہما السلام شوہر کے پاس آئیں۔ دل بے قرار تھا۔

تعین شاک پاٹی ہی ہر چیز ملے اسے
جیبست عبادت نے زینب کو جو دیکھا
پوچھا کہ یہ کیا مار جائے، تو نہیں ہے

آں میں مل پھر سہر کی ہم تھا

ایک چار راتیں مان جناب فاطمہ سعفرا کی بھائی جس میں جانب اپنے نگلے ہوئے تھے۔ اور کہا کہ مجھے سفر میں بھی کافی ہے۔ اس کے بعد جناب زینب حضرت عبداللہ شوہر کے سفرت ہو کر ہمراہ اپنے بھائی کے جانے کو تیار ہو گئیں ایک روز میں یوں کا کھانا ہے۔ کہ جب حضرت نے اپنے سے رواہ ہو کر ایک منزل پر تھام کیا۔ تو معلوم ہوا کہ جناب عون و محمد پران حضرت زینب کا فائل کے ساتھیں آئے۔ یہ خبر سن کر جناب زینب کے دل پر سخت حسد ہو ہوا کمی تھیں۔ کہ اگر انہیں میری محبت ہوئی تو وہ ساتھ کیوں نہ آتے ان سے تو غیر اچھے جو میرے بھائی کے ساتھ اس وقت اپنے اہلی میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ زینب کی تقدیر ہو مرغی دانہ۔ ابھی جناب زینب اپنے دل میں یہ کہہ رہی تھیں۔

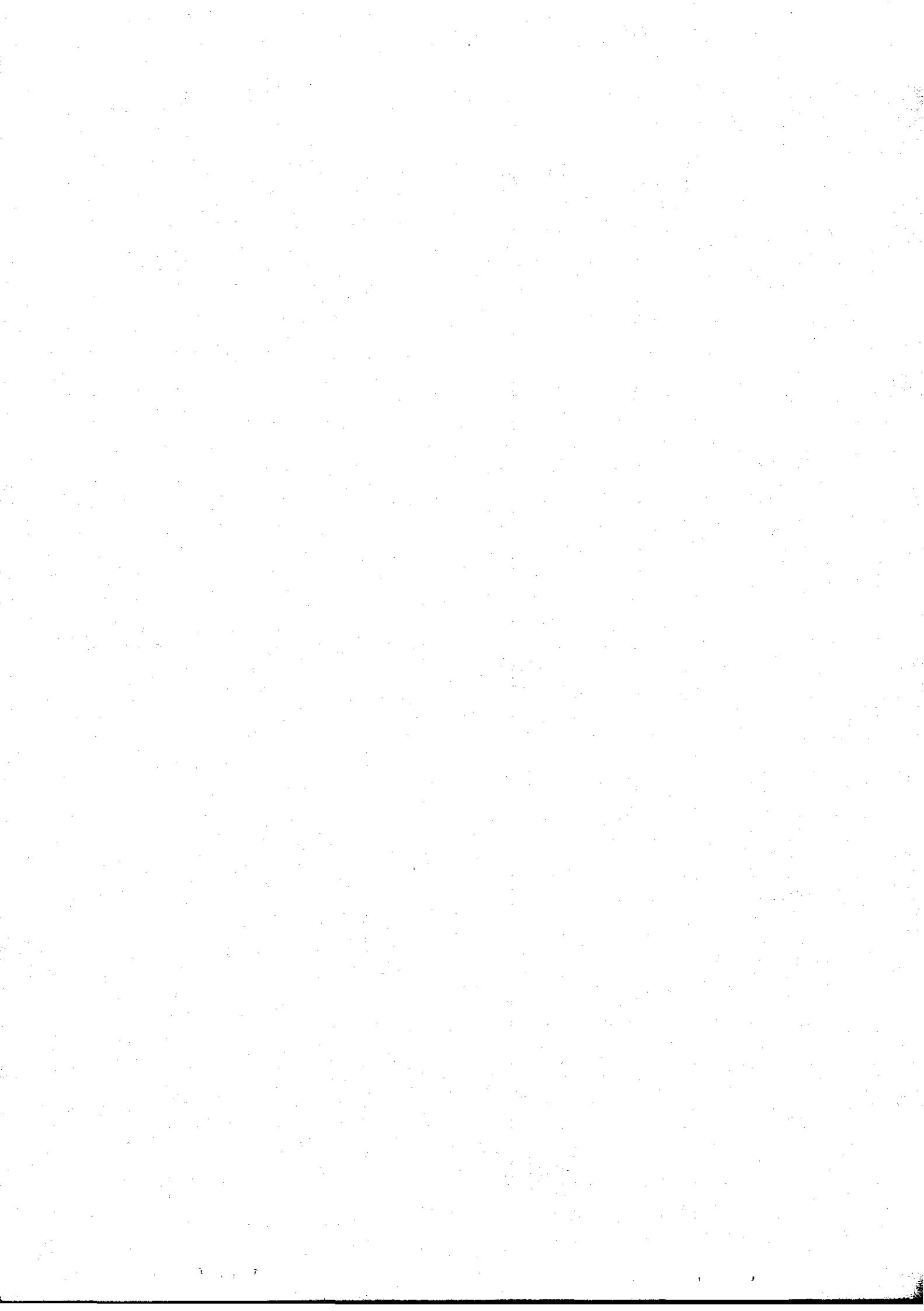
کھوڑ دیکھتے ہوئے دوچار بابر
بھائی میں نہیں زدنیک فہ جانیں والوں تھیں گئیں ختم ہو کر دیکھ کر

جیت میں نکل رہی تھیں۔
یہ شمس دفتری قل پر کر زینب پر
اُس وقت بتواننا خلیں شرمنگار۔ پس عون و محمد زینب کے ساتھ نہیں خوار
اکبر نے کیا جاکہ ہوئی جان سے لکھا۔ پسکھ دکھنے اُنکے ہیں اُپنے خلدار
فہرست میں بھری پیشی کی ہے نے گئی زینب۔ ماں اُنکی تجلیا کے کوئی نہیں

اُشنا جس وقت حضرت عبد اللہ نے جناب زینب سے یہ کلمات سئے تو فرمایا کہ اسے زینبیا ہی ہاں کیوں کرتی ہو۔ میں تو اپنی قیمت پر نالاں ہوں کر یہ جو بیماری کے۔ اپنے آقا حسین کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اور اس سعادت سے محروم رہا جا رہا ہوں۔ اے دُختر زیرہ بُر تھیں ہر لمحہ سے باہر ہے۔ بلکہ جس جس اچنکی تھیں ضرورت ہو۔ اپنے ساتھ لے جاؤ رہا۔ حضرت عبد اللہ سے یہ میں کہ جناب زینب اُٹھیں اور ایک مندقہ مکمل

پیش میں ۔ ۔ ۔ بے ۔ ۔ ۔ قیمت میں

زینب نے کہا سفر کو تیار ہیں شبیخ
مر جائیں ہے ان کے یہاں زینب دیگیر
سترج میرے حال بیعت کیا ہے۔ بیماری سے کچھ آج افادہ بھی ہے
فرمایا یہ عبداللہ نے حالت ہے بستور
قدرت کو منظور ہر انسان ہے مجہور
پس پوئیں کہ خاب زینب سفر میں ہے۔ کہ میں یہ زینب آج
تماری بھکاری بن کے آئی ہے۔ اگر ناگوار خاطر ہو۔ تو مجھے بجا زست زینب
کاپنے مان ٹائی کے ہمراہ سفر میں جاتی رہوں ۔
اے والی ہر ساری یہ فرض یہ ختم تھا۔ بریاپ کیا لاد بست ہوئی ہے پیاری
اوہ بھی لا دل بھی دے جائیں گی زینب
اک جن قحط صدقے کے جائیں گی زینب



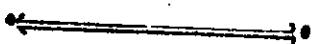
تیاری سفر

راتھی میں عون و محمد قریب اپنی والدہ ماجدہ کے تشریف لائے اور
آبابے سلام بجا لائے۔ جناب نبیت نے دونوں کو دیکھ کر مذہابنا فحشے
پھرالیا۔ تب بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا۔ کہ امّاں جان، ہم
سے ناراض ہیں۔ اینہیں کیا خبر کہ ہمیں کون سی مصیبت دریش آئی۔
تب ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ اسے امّاں جان آپ ہم سے ناخ خدا ہیں۔
ہم کیا کرتے ہیں امّاں جان کو غش پوش آتے تھے۔ ہم ان سے اجازت کے
طلبگار تھے۔ جب اُن کو کچھ افادہ ہوتا۔ تو ہم نے وہ کاغذ جس پر ہمیں
امموں جان کے قدم میخت اڑ دیم پر شمار ہونے کی خوشی تھی پہش کیا۔
راس نئے ہمیں ائمّے دیر ہوئی۔ پس وہ کاغذ جناب عون و محمد نے
اپنی بلور گرامی کے پیش کیا جس کو حضرت زینیت پور مختین لگیں سے
قہقہیں بھی کاپٹتے ہاتھوں کی پخواری بیماری سے مجبور ہوتے۔ والبہ شاقدیر
ورنہ میں فدا آپ پر ہرتا خدگیر بینیے میرے آئتے ہیں ذرا ہم نے کلشیز
جو ہول میں مقتنا تھی انہوں نے وہ برخاداری

زینب کی رضا چاہئے ہم نے تو فنا دی

انہذا اند اچس وقت حضرت رئیش نے یہ تحریر کی کہ تو جوش مہر
ملوکی سے اچھل پڑیں اور اس وقت اپنے ماں جائے ہنا بام حسین
کو آواردی۔ کارے بھیاں

وہ سنتہ فیض آپکے ہر جائیں کنائے زینب کو پیار آیا غلامِ علی پر تمکے
فہرتوش بونشکے درساکے کے سارے گودی میں لیا زینب معلوم نہجا سے
دیکھی یہ دلائیوں پڑھتے ہے بہن کی
یعنی تھیں بلائیں ادھراں کی اُدھرُن کی



شیخ بن سلطان بن نایف

عہدت طہارت فراق فاطمہ صفر اسے ہیتاں تھیں۔ خصوصاً جناب شریعت
کو چین نہ آتا تھا۔ کہناگاہ سوار یاں درشیمہ پر حاضر ہو گئیں۔ جناب سکھتے
کہا کارے آماں جان۔ اپنے میرے چیاعیاں تھیں عمل وہیں تھے کہ حاضر

ہونکے پس سے
مئی کر شیخی باونے نا شاد بچاری
میں لئتی ہوں کہا یہ مفرکیں ماری
غش پر گئی ہے ناٹھ غرامیری بیانی
بیکن کچے کوتے میں سب سگریہ زاری
ابکن پیش اس صاحب آثار کو پھر بول

اس طال میں کس طرح میں بیمار کو چھوڑ دوں
مُن کر گئیں شاہ کے آنسو نکل آئے بیمار کے نزدیک گئے سر کو جھکائے
خون پر کھکے باذ کا گئیں لب پر یہ لامے کیا فُعْفُ لقاہت ہے خدا اکٹھائے
چس صاحب آنار کا یہ حل ہو گئیں

وائلہ میں یوں رہے یجاداں سروں
پس یہ کہہ کر بہار کے سر ہاتے میٹھے گئے مادر سورہ احمد پڑھ کر تم کہتے
گئے کہ نماہاہ یہاں صفر اگر آنکھ کھلی۔ تو پہنچے سر ہاتے اپنے پر برد رگوار کو
دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ مگر حضرت سیدنا شہزادے کے آنسو ہ فرط
بہت گر پڑے۔ لئے میں جناب ہال دستے ناظم صدر نے کہا۔ کہ لے کے ادبو
مر بان بامہاں کس وجد اشکار ہیں۔ ماں نے کہا۔ کہ لے یہی اب تم نے

ساتھیں مجلس

ثواب پانی پلانے کا در روانگی امام حسین از مدینہ منورہ
و جدای فاطمہ صغریؑ خدا آنحضرت

فریا بجانب امام جعفر و صادق علیہ السلام نے کہ پانی پلانکسی بننے والوں کو حالتِ شنگی میں ثواب عظیم رکھتا ہے۔ اور یہ فرمادیست جب ہر کب تفسیرِ حدیث پیاس سے جان بچنے ہوگا۔ تو وہ شخص جس لئے کبھی پیاس سے ہمگر کو سیراب کیا ہوگا۔ وہ خوف کوثر سے سیراب ہوگا: اور خندل ہر چیز کو کیسے تھے وہ کمل گو۔ کہ جنوں نے پلٹے بنی کے نواسے کوینں مکرمیں گرمیں جب کہ پہنچے ہی اپنا آشنا زہن چھوڑتے۔ بی بول اور بچوں محبت آوارہ دلن کیا جس وقت حضرت نے مدینہ سے گئی کجھ کیا۔ تو ان لوگوں میں جذاب فاطمہ صفراءؓ خیر امام حسین طیہ السلام نہایت ملیل تھیں اور سفر کے قابل دخیل۔ بخار سے کرسی و قبت اس کو فراگت ڈھرتی تھی۔ بہت تخفیف فزار ہو چکی تھی۔ جذاب تید الشهداء نے اس کو اپنے ہمراہ اتنا دو ڈال دراز سفر میں ساتھ لے جانا مناسب نہ بیکھا۔ مگر تمام محفوظات

بھائی مکاوت عذر ب آگیا۔ ہم تین پر دخادر کے جاہے ہیں۔ بُونین بیا
لے یعنیا۔ تو ایک تیر غول پر لگا جس سے فاطمہ صفراء بے هوش ہو گئیں۔ یہ
حالت دیکھ کر زمیٹ کھوم بی بے تابہ ہو کر رُنے گئیں۔ پس فاطمہ صفراء کو
جب غش سے کچھ آفاقت ہے۔ تو اپنے باہے کئے گئیں۔ کلے سیما سے
وہاں بچھے ایکیس اس طرفیں کیسے چین آئیں۔ فرمایہ داشرا کے ک
لے میں صفراء میں جو ہو گئیں۔ دُور و دوار کا سفر جل میں کیسے کھانے کا
انفلام د پانی کی امید ہے۔ اور تمہاری یہ حالت ہے۔ اس لئے تینیں
یہ کس طرح ساختہ لے جاؤں یہ من کرے
صفراء کے کھانے سے خود بے محنت کھائے۔ پانی پر کیسے اہمیں بالوں تو گنگا کا
پچھوڑ کر کافی کوئی نہیں کسے کیں لینا۔ کافی ہے فقط اپنکا ہی شرست بیار
گری میں ہی راعت سے گزر جائے گی بآبا

آئے گا پسیت تب اتر جائے گی ما با
لے بابکی کی دل آزاری دکروں گی اور غود ہی اپنی دابنا کرنی لیں گی
اور دن پھر میر انشا بھیا علی چھفرمیری گوہیں رہے گا۔ میرا دل ہل جائیں
ماسا اس کے سے

میں پیشیں کھتی کھاری میں بُخادو
ہانا بچھے فرشہ کی سواری میں بُخادو

جھیں ہیں ٹال کر انتہائی مشت و سماجت سے کمی تھی خدا کے لئے۔
اگر کوئی صورت ہو سکے۔ تو بآجاہن سے سفارش کر کے مجھے بھی اپنے
ساختے چلو اس موئے گھریں تم دو گوں کی جداتی سے میں بے موت
مر جاؤ گی۔ سب بی بیاں دلاس دشی تھیں۔ اور بآہ وزاری مرضت
ہتھی جاتی تھیں۔ یہ جدال کئی معمولی جدالی دشی۔ سب کے دل ماہی
بے آب کی طرح ہیں میں توبہ ہے تھے۔ جب جناب فاطمہ صفراء پہنچے بھائی
شیر خوار علی اصغر سے دواع ہونے لئی۔ تو عجب قیامت خیز سماں تھا۔
اپنے نتھے بھائی کے منہ پر مدد ملتی تھیں اور دھاریں مار مار کر دتی
تھیں۔ اس کی بچھی کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آخر کار سب بی بیاں
رضت ہو کر گھر سے نکلیں۔ جناب فاطمہ صفراء بھی عصا کے سارے ان کے
ساختہ ساتھ کتبہ کی روانگی دیکھنے کے لئے دروازہ نکس پر چکیں۔ جناب
عجماس اور جناب علی اکبر نے ایک ایک بی بی کا ہاڑ و پکڑ کر بے اہتمام سے
سوار کیا۔ اور تباکید تھی۔ کہ کوئی ناجرم قریب د آئے پائے لوگوں نے اپنی
اپنی دوکانیں بند کر دی تھیں۔ زانگیری نے راست چھوڑ دیا تھا۔ چاروں
درٹختا تھیں کچھی ہوئی تھیں۔ محلوں ہر پر دے پڑے ہوئے تھے۔
اہ آہ بچھے یاد آگی کر ایک دن بعد شہزادت مظہر مکمل بی بیاں نیچے سر
با حال پر بیان بے کا وہ اونٹوں پر سوارا فار کوڑ دشام میں پھر لی

یعنی کوئی نے فرمایا۔ کہ ایسی تھی تھاں راز کے کام نہیں ہو سکتے تھے
یہی ہے تم جہاڑوں کی تھیں۔ تمہاری تائی جان اور سارے جہاں سر پر ہیں جب
یہیں دہانیں دیکھوں گا۔ تو تمہارے بھیا علی اکبر کو سچ کر تینیں مٹکا رکھا۔
پس یہ کلمات رہاں امام سے سن کر دُہ بیمار اپنی ماں کا شہزادے ہو گئیں۔
فرمایا مادر غم خوارتے کے صفراء تمہاری ماں مجبور ہے۔ تمہارے بآجاہن کیا
محترم ہیں لے پہنچی تقدیر سے کسی کار و شہین چلنا۔ تیری جگہ اُن سے
دل نہایت بچھیں ہے۔

صفراء کے کہا کوئی کسی کا نہیں زنگار۔ سب کی بھر خوش ہے کہ جعلے پر بیا
الشند وہ اٹھکھنی کی ہے ندوہ پیار۔ لیکن ہم پہنچ کریں۔ سب کیا سمجھا ہے جنما
پیاروں میں سب اکتنی شفقت نہیں کرتا
یعنی ہے کوئی مردہ سے مرقت نہیں کرتا
آہ آہ جب بی بیوں کے سوار ہوئے کا وقت تاید تو پھر اپنی حرم میں ایک کھلا
پھر لے جعلہ اور کتبہ کی ایک ایک بی بی جناب زینب فاطمہ صفراء کو خدا کے
وسیکھنے خیروں سے گئے ملیں کہ اس کرب سے روتنی ہیں۔ کوئی مجھے
والوں کا لیکھ جوشن کر کا احتلاط خاص کر جب اپنی حرم فاطمہ صفراء کو خصت
کر لے گئے۔ اس وقت ایک بی بی کی سچھی کا جعبہ حال تھا۔ پھر ایک
دھاریں مار مار کر روپی چھی جناب فاطمہ صفراء ہر ایک بی بی کے

چاری تھیں۔ الفرق جب سب بی بیاں سوار ہے جکیں اور یہ قافذو ہاں سے
چلا تو گوں نے دیکھا۔ کہ پیار صفراء ہمیت بچھنی کے ساختہ تھے۔ یہ جعلہ
آہ ہی ہے۔ اور فریاد کر رہی ہے۔ ہا جاہن خلکے والیں ذرا بیڑا اور دھرہ و
کریں ایک بار اپنے چھوٹے بھیا علی اصغر کو خصت کر دیں۔ مجھے پیغام نہیں
ایم نہیں۔ خدا جانے پھر ان کا دیوار نصیب ہو گیا۔ نہ ہو گا کام جیں ٹھیک اسلام
نے مکرم دیا کہ اونٹوں کو روک دی۔ جبکہ بیوں کو معلوم ہجتا۔ کہ فاطمہ صفراء
وچھے پچھے جعلی آہ ہی ہے۔ تو سب بے تماہن اونٹوں سے اتر پڑیں۔ اور پھر
ہر ایک بی بی نے لکھلیں لیں کرتی دی۔ کوچھا ہے۔ کہ جب فاطمہ صفراء علی اختر سے
رضت ہوئے کو آئیں۔ تو جناب رباب کی گود سے ان کو لے کر کئے گئیں۔
اچھا بی بیاں اپنے شوق سے تشریف لے جاویں میں اپنا بول اسنسان
گھر میں اپنے اس نتھے منہ بھیا سے بھلاکوں اگی، یہ میرا ٹھوٹیں تھیں اپنے ہو گکا۔
اس سے ہمیں بول ہجراں رسیدہ تسلی یا مئے گا۔ یہ من کہ جناب رباب نے
فرمایا۔ بیشی یہ شیر خوار پچھے بیٹریاں کے کیوں نکرہ سکتا ہے۔ عرض کی فاطمہ صفراء
نے اماں جان آپ اس کی بکرہ کریں۔ یہیں زنان بھی ماں کا دو دھ
پڑا کر پوڑش کر گئی۔ یہ من کسر بی بیاں فاطمہ صفراء کو سمجھنے گئیں
یہیں وہ کسی طرح حضرت علی اصغر کو اپنی گود سے جدا کر لیں گئیں۔ اخوب
زرا دزور دیا گیا۔ تو کہنے گئیں۔ اچھا بی بیوں مجھ سے میرے نتھے بھیا

مکالمہ مخصوصی مجلس

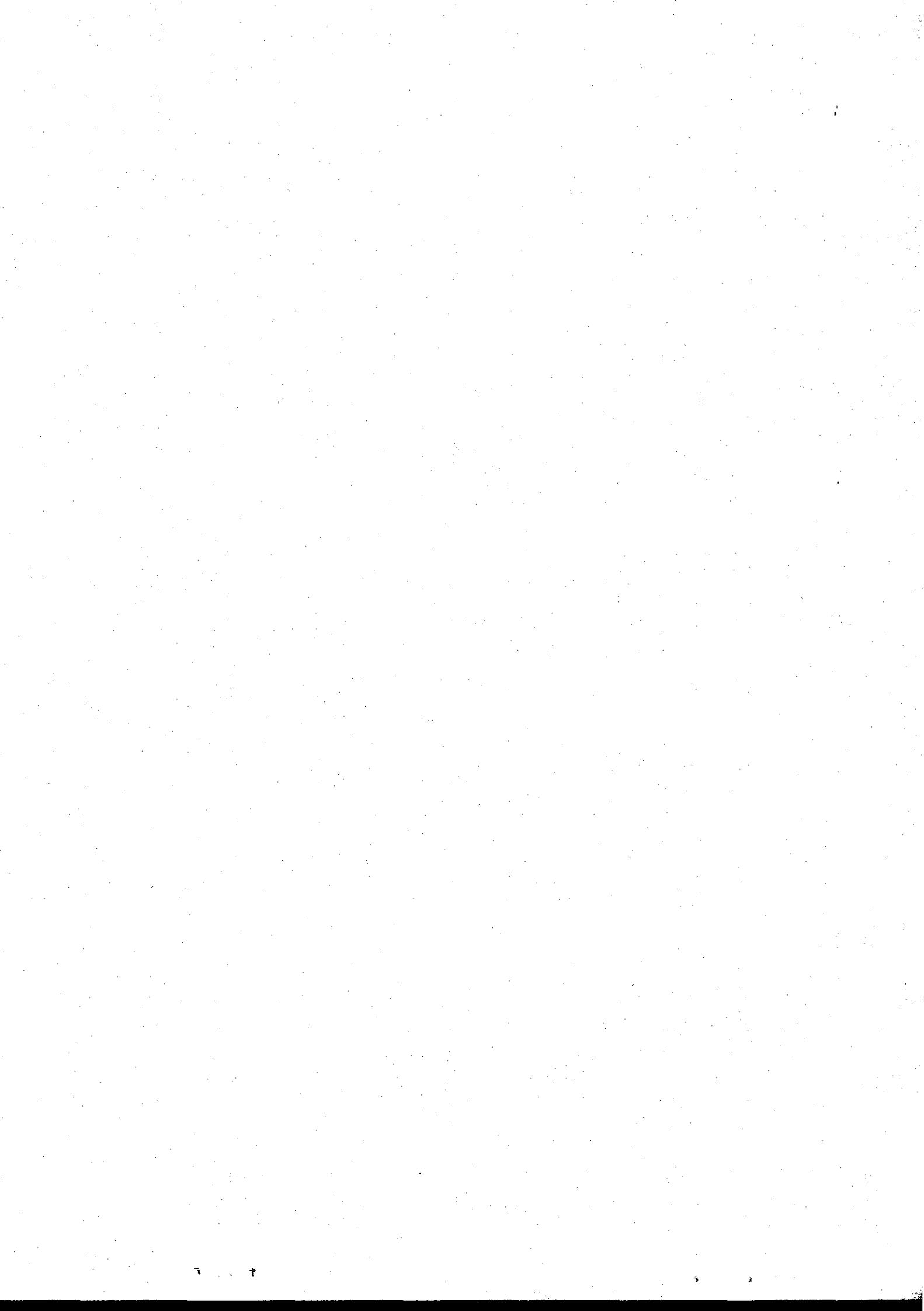
مکالمہ مخصوصی سے جناب سید الشہداء کی روانی و داخلہ کر بلاء معللہ
 قائل اللہ تعالیٰ فی کِتَابِهِ الْمُجَیدِ وَ فِي قَرآنِ الْمُحَمَّدِ وَ لَا يَخْتَبَدُ
 اللَّهُ عَالِيًّا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّلَمُونَ اَقْرَأْيُوكُمْ هُمْ يَسْعُومُ لِتَنْتَصُرُنِي
 اَلْوَجَادَارِ رَزْقَهُ تَقْبِيجَادُهُ تَعَالٰی قَرآنِ مُجَیدِیں ارشاد فرماتا ہے۔ کوچ
 لوگ علم کرتے ہیں ان کے ٹھنم سے خدا کو غافل نہ کھو۔ پتختین کو خدا دنبی عالم
 ان کو مذکوب سے دینا میں مددت دیتا ہے۔ اور موخر کرتا ہے۔ اس ورکے
 بیچ جس زندگی میں ہر لیل قیامت سے کھلی ہوں گی۔ اور پھر درشا دانش میا ہے
 وَسَيَّسْتَحْكُمُ الَّذِينَ يُنْظَمُوا بِيٰ مُنْقَلَّبٍ يَنْقَلِبُونَ اور قریب ہے۔ کہ جو
 لوگ علم کرتے ہیں۔ وہ ہاں یقینے اس بات کو۔ کہ آدمیتیں کسی کیہاں ب
 میں مجبتلہ ہوں گے۔ کاتی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
 کرائی حضرت نے فرمایا علم کی ترقی میں ہیں۔ ایک توڑہ ہے۔ چھٹے خالد بن عباد
 بخش دیتا ہے۔ اور دوسرا ہے پہنچے نہیں خشنا۔ اور تیسرا فرم وہ ہے جسے
 نہیں چھوڑتا اور اس کا موافقہ کرتا ہے۔ لیکن وہ علم ہے نہیں بخشنا فہرست
 ہے۔ اور وہ علم ہے بخش دیتا ہے وہ پہنچے جو مایں خود خود اگذاہ کرے

کو جبراڈ لوگوں کی کو گدیں خوشی سے چلا جائے۔ تو پھر میں کچھ نہ کہوں گی۔
 یہ میں کہہ رہا یہ بی بی علی صفر کو لینے کے لئے بڑھی۔ لیکن علی صفر نے کسی کی
 مرفت نہیں کیا۔ اور بدستور اپنی بیماری سے پہنچے رہے۔ آہ آہ علی صفر
 کیوں کراپنی بیماری سے پہنچے و رہتے۔ جبکہ انہیں دوبارہ طنہ کی آس دفعی
 صفر کا حربہ برائیک بی بی اپنی کوشش سے کامیاب ہی تراہماں
 ہیں علیہ السلام آنکھوں میں آنسہ بھرے ہوئے خود علی اصغر کے پاس
 قشریف ہے۔ اور جوکہ کچھ اس مقصود کے کام میں کہا۔ کہ فرا علی صفر
 فاطمہ صفر کو چھوڑ کر اپنی ماں کی گدیں آئیں۔ فابلہ آپ نے یہی کہہ رہا ہے
 کہ اے بیٹا یا تو اپنی بیماری سے کہاں رہو۔ یا میراں کہ ملیں شہید ہو کر
 شہادت کا درجہ حاصل کرو۔ یہ کلامات سن کر علی صفر شوق شہادت میں
 کوڈ کراپنی ماں کی گدیں آئیں۔ اب فاطمہ صفر اکارہ سامسا را گوئی ہے ایسا
 اور نا امید ہو کر رہ گئیں۔ پس اتنے میں قائلہ خصت ہو گی۔ اور بیمار فاطمہ
 صفر اپنے کلبہ کو جب تک نظر سے او جھل نہ ہو۔ وکھنیں رہیں اسکے
 بعد غش کھا کر زین پر گر پڑیں ۵
 سملئے کھردی صفر کے کم تھی یہ نانی
 تو مابرکی یعنی ہے، صابر کی بُشانی
 کیا دخل کسی بشر کا جو مرضی اللہ
 پہنچنے پڑتے فنا ہست چلی ہوڑھ فاطمہ صفر

کریں ایسے ناجان کے حکم سے ساتھ لے جائی ہوں۔ اور یوں کہے یہ رجیک ب شب
 رسول خالکی امانت ہیں۔ کسی کو ایسا میں نہیں ہاتا پہلوں کو جس کے پاس
 انہیں چھوڑ جاؤں۔ اور تیرے میرے اہلیت بھی مجھ سے ایسے نہیں ہیں
 کجبت کہیں زندہ ہوں کسی جگہ۔ کسی حل میں۔ کسی طرح جلد ہونا الاراد
 کریں گے۔ ابھی حضرت ابن جبائش سے یہ فرمائے تھے۔
 لئے ہیں پس خمیس سے آواز یافتی! کیا شورہ دیتے ہو انہیں شکے نہیں
 زیبیں ہیں بن جائی کے لہسنے کی نہیں اُمما کی دیست ہمیں لے جائیں
 ایک بھائی ہے اور سرپر نہیں سایہ پر رہتے

کیا جانتے ہیں آپ کہ یہ اور سفر ہے
 یہ کلامات میں کہ حضرت عبدالشابن بقاس خاموش ہو گئے۔ برداشت تجداد
 اٹھائیں جب کو خفتہ مدار اہلیت مدینہ منورہ سے مکہ مظہر کو روانہ
 رہتے۔ اور یاہ شبان رمضان اور شوال اور قعده تک تقویں رہتے۔ مگر
 کبھی ایک نہیں چین دیتا یا بے ابر خوفناک ہے۔ کہ اعدا کمیں خانہ خدیہ میں
 ہی شہید ہو کر دیں۔ چنانچہ جب یہ دو کھلوم ہو کامام حسین مدینے سے کہیں
 آئے میں۔ تو اس ملعون نے تیزی آدمی حاجیوں کے لباس میں بیٹھے۔ کہ جو کے
 بہانے سے حالت طواف میں حضرت کو گرفتار کریں یا قتل کروں۔ فرز نہ
 دوں نے خبر ہونے پر ارادہ حجت متوتوی کر کے بغیر حج کے سفر عراق کیا۔ اور

اور اپنے نفس پلکم کرے۔ اور تمیری قیمہ علم کی جس کے معا خدا کو خدا ترک نہیں
 کرتا۔ وہ بندوں کا ایک دُسرے پر علم کرنا ہے۔ اور حقوقی جہاد کا نکالہ
 پہنچنے ذمہ میں رکھنا ہے پھر اسی کتاب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 منقول ہے۔ کہ رسویخانے فرمایا۔ کہ تم لوگ پر ہر کروڑ علم کرنے سے کیونکہ علم
 کلامات ہے۔ بزرگیات میں یعنی ظالم کے لئے عرصات محشر میں تاریکیاں پیدا
 ہو جائیں گی۔ اللہ یا کرسی پر علم کرنے سے باز رکھنے کے لئے کیس قدر تدبیر دوائی
 ہے۔ مگر مونین وہ لوگ کیسے مسلمان تھے جوں نے اپنے بھنی کے ذمے
 مغلوم کر لیا پر علم کئے۔ گھر میں جسیں سے رہنے نہ دیا۔ اگر می کئے توں میں جسکے
 جاؤ رہیں اپنا آشیاد نہیں چھوڑتے حضرت کو آدائہ ملن کیا۔ فاچھینیہ میں
 لکھا ہے۔ کہ جب جناب میں علیہ السلام نے بطلیپاں کو گذجا ہاڑ کوڑ کی
 طرف روانہ ہوں تو اس وقت عبدالشابن جماس حاضر ہوئے۔ اور اس
 طرح سے عرق کرنے لگے کہ یا بن سول اش کیاں کا قصد ہے۔ روانہ خاندان
 رسالت سے بگشہتہ ہو چکا ہے۔ کہیں بھی دوست نہیں محلم ہوتا۔ حضرت
 یکوں عازم سفر ہوتے ہیں۔ یہ میں کہ اپنے کام کے جواہر کیا کرے شخص
 جسکا کئی ناچشم روگار نہ ہو۔ دُسرے اپنے کام کے حکم کی کس طرح خلاف روزی
 کر کرنا ہوں۔ یہ میں کو عبد اللہ نے کہا۔ اگر یہی مرضی آپ کی ہے۔ تو ان بی بیسا
 ان بچوں کو ایسی گرمی میں ساتھ نہ لے جائیں۔ یہ میں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔



اکھویں مجلس

مکہ مُعظمه سے جناب سید الشهداء کی کوافی و داخلہ کر بلاؤ علی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْجَبِيلَ دُفْقَانِ الْحَمِيدِ وَلَا يَخْتَدِنَ
اللَّهُ غَالِبٌ لِّغَالِبِهِنَّ الظَّلِيمُونَ اتَّمَّ يَوْمَهُ هُنْ لِيَوْمٍ شَنَصُونَ هِيَ
الَّذِي بَصَارَ رَزْمَهُ، أَتَيْتَهُ دُعَائِيَ تَعَالَى قُرْآنَ مُجَدِّيْنَ ارْشَادَ فَرَاتَاهُ تَاهَ
لُوگْ ظلم کرتے ہیں ان کے ظلم سے خدا کو غافل نہ بھوٹ۔ یقین کر خداوندِ اسلام
ان کو غذاب سے گنجائیں مولت دیتا ہے۔ اور موخر کرتا ہے ماس دز کے
لئے جس دن اکھیں ہرلی قیامت سے کٹی ہوں گی۔ اور پھر لہذا دن ہاتا ہے
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّمَا يَنْقَلِبُ الْمُنْكَرُونَ اور قریب ہے۔ کہ جو
لوگ ظلم کرتے ہیں۔ وہ ہمارے اس بات کو۔ کہ آنحضرت میں کس کنٹب
میں بنتا ہوں گے۔ کاتب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ ان حضرت نے فرمایا ظلم کی قین میں ہیں۔ ایک قدم ہے۔ چے خالونہ عالم
بخش دیتا ہے اور دوسرا نے وہ ہے جسے نہیں بخشتا۔ اور تیری قسم وہ ہے جسے
نہیں چھوڑتا اور اس کا مراد خداوند کرتا ہے۔ لیکن وہ ظلم جسے نہیں بھنا ہے شرک
ہے۔ اور وہ ظلم جسے بخش دیتا ہے وہ ہے جو مایہن خود دخشد اگناہ کرے

کو جبراً نہ لوگوہ کسی کی گود میں خوشی سے چلا جائے۔ تو پھر شکمچہ نہ مونگی۔
یہ میں کہہ رہا یہ بی بی علی صفر کو لینے کے لئے بڑھی۔ بیکن علی صفر نے کسی کی
طرف رُخ نہ کیا۔ اور پرستور اپنی بیماری سے پیش رہے۔ آہ آہ علی صفر
یکوں کراپنی بیماری سے پیش ہے وہ رہتے۔ جبکہ انہیں دوبارہ ملنے کی آس نہ تھی
آخر کار رجب ہرایک بی بی اپنی اپنی کوشش سے کامیاب ہی تو اماں
حسین علیہ السلام آنکھوں میں آنسو جبرے ہوئے خود علی اصغر کے پاس
قریب ہاتھے۔ اور جبکہ کچھ اس مقصوم کے کان میں کہا۔ کہ فرا علی صفر
فاطمہ صفر کو چھوڑ کر اپنی ماں کی گود میں آئے۔ غالباً آپ نے یہی کہہ بوجا
کر کے بیٹا یا تاہد اپنی بیماری سے پاس رہو۔ یامیدان کر بلادیں شید ہو کر
شہادت کا درجہ حاصل کرو۔ یہ کلامات میں کرعی صفر شوق شہادت میں
کوڈ لائپنی ماں کی گود میں آگئے۔ اب فاطمہ صفر اکار بامہ سما سما را گوٹھا
اور نہ امید ہو کر رہ گئیں میں اتنے میں فاٹل خصوت ہو گیا۔ اور بیمار فاطمہ
صفر اپنے کنبہ کو جب تک نظر سے او جھل نہ چوٹا۔ دیکھتیں رہیں اسکے
بعد غش کھا کر زین پر گر پڑیں ۵

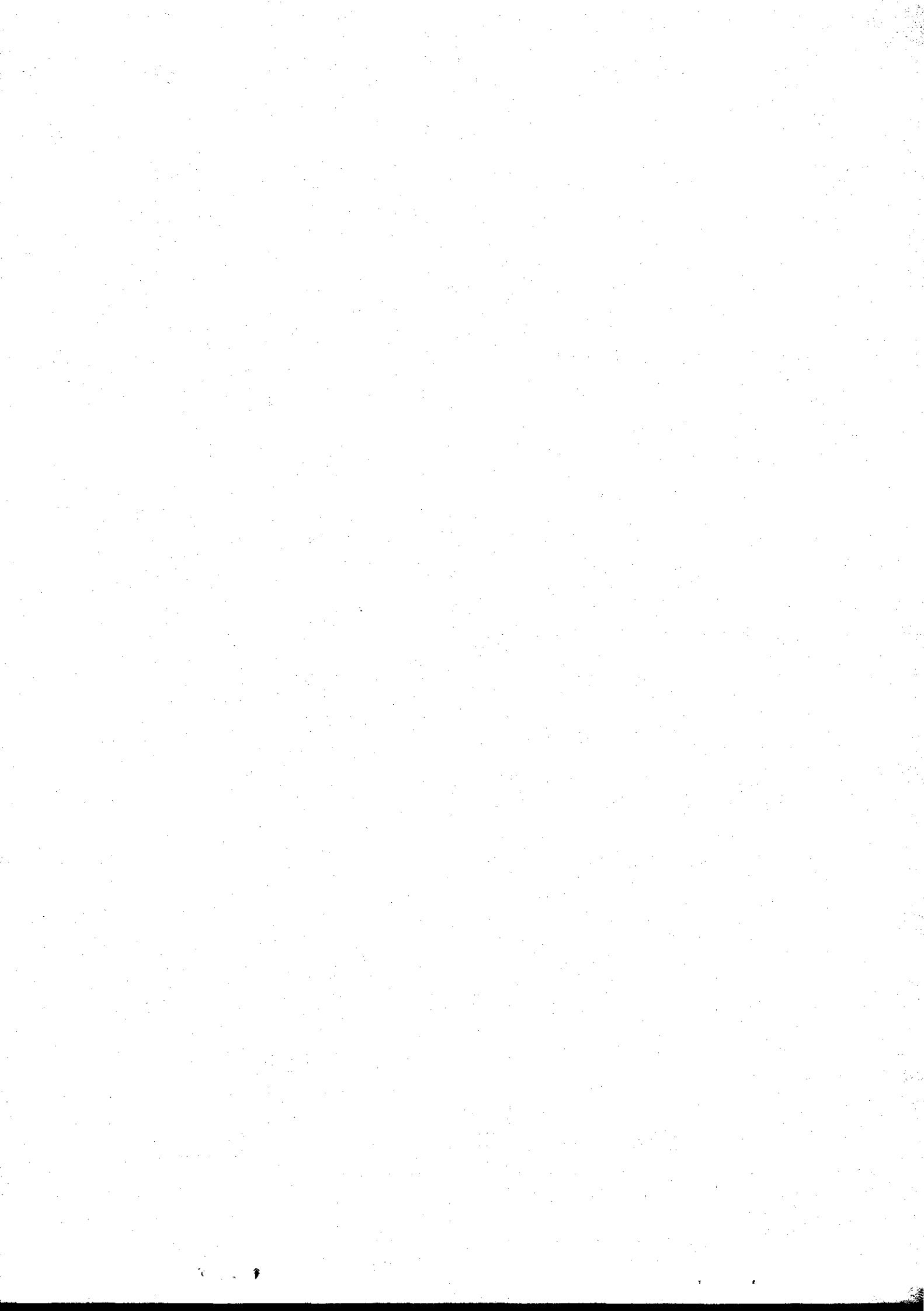
سرانے کفر صفر کے کتنی تھی یہ نانی
تو صابر کی پوچنی ہے، صابر کی ننانی
حل خلیں سمجھو ہو گئی میری جان
کیا دخل کسی بشر کا ہو مریضی اللہ
پر ضعف نقاہت چلر ہر قاطعہ صفر

آہر لپیٹے نفس پر ظلم کرے۔ اور تیری قسم ظلم کی جس کے مرا خدا کو خداوند کرنیں
کرتا۔ وہ بندوں کا ایک دوسرا پر ظلم کرنا ہے۔ اور حقوق جماد کا خلا
اپنے ذمہ میں رکھنا ہے پھر اسی کتاب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے۔ کہ رسول نہ کرنے فرمایا۔ کتم دیک پر ہو۔ کر دل ظلم کرنے سے کیوں ظلم
کلمات ہے۔ بزر قیامت میں ہنی ظالم کے لئے وحدات محشر میں تاریکیاں پیدا
ہو جائیں گی۔ انشا! اب کسی پر ظلم کرنے سے بار بخشنے کے لئے کس قدر تاہید فرمائی
ہے۔ مگر مونین وہ لوگ کیسے سماں تھے جہوں نے اپنے بھنی کے نواسے
ظالم کرنا پر ظلم کئے۔ گھر میں چین سے رہتے ہو دیا۔ گرمی کے نوں میں جکہ
جانور بھی اپنا آشیانہ نہیں چھوڑتے حضرت کو آوارہ طعن کیا۔ فاوج حسینی میں
یکجا ہے۔ کہ جب حاجیین علیہ السلام نے بھلپاہل کو فرچا ہا کر کوڑ کی
طرفت رانہ ہوں تو اس وقت جدا شدابن جہاں حاضر ہوئے۔ اور اس
لمحے سے عرف کرنے لگے کہ یا بن سول اندکاں کا قصد ہے۔ زماں خاندان
رسالت سے برگشہ ہو چکا ہے۔ کوئی بھی دوست نہیں معلوم ہوتا۔ حضرت
یگون عازم صفر ہوتے ہیں۔ یہ میں کرتا ہے کہ اک اے عبدالشکر کے شخص
جنکا کئی ناشرہ رکارہ ہو۔ دوسرا سے اپنے ناکے کم کی کس طرح خلاف روزی
گرستہ ہوں۔ یہ میں کو عبد الشکر کے کما۔ اگر یہ مرغی آپ کی ہے۔ قوان بی پری
اور پتوں کو ایسی گرمی میں ساتھ نہ لے جائیجے۔ یہ میں کرتا ہے ارشاد فرمایا۔

امیریں ۸۲

امیریں ۸۲

کہیں اپنے ناجان کے حکم سے ساتھ لے جا رہوں اور تو کسے یہ بچے بب
رسول خالک امانت ہیں۔ کسی کو ایسا میں نہیں ہاتا ہوں۔ کس کے پاس
اٹھیں چھوڑ جاؤں۔ اور تیرے میرے امیت بھی مجھے سے ایسے ناؤں ہیں
کہ جت تک ہیں زورہ ہوں کسی جگہ۔ کسی حل میں۔ کس طرح جدا ہو ناگوارا
کریں گے۔ ابھی حضرت ابن جبائش سے یہ فرمائے تھے
لئے چین پس خمیس سے آواز یافتی! کیا شورہ نیتے ہو انہیں شکے فلانی
زینبیہیں پس بھائی کے لہنے کی نمائی! آنکی دوستی نہیں لے سمجھلائی
ایک بھائی پس اور سرپر نہیں سا پر پور ہے
کیا جانتے ہیں آپ کیا اور سفر ہے
یہ کلامات میں کہ حضرت عبدالشابن قیام خاموش ہو چکے۔ بڑا ہتھ تھا
اٹھائیوں کی جب کو حضرت مولا البیت مدینہ متوسطے مکہ مُعظمه کو روانہ
ہوئے۔ اور ماہ شaban رمضان اور شوال اور ذی القعده تک تھیں رہتے مگر
بھی ایک نہیں چین دیا۔ برابر خوفناک ہے۔ کہ اعدا کمیں خاڑے میں
ہی شہید کر دیں۔ چنانچہ جب یہ دید کو معلوم ہوا کام حسین دینے سے مکہ میں
ہے گئے ہیں۔ تو اس ملعون نے تین آموی حاجیوں کے لباس میں بھیجے۔ کہ جس کے
ہاہا سے حالت طوات میں حضرت کو گرفتار کر لیں یا قتل کر دیاں۔ فرز نہ
دوں نے خبر ہونے پر لارا وہ جمع الملوکی کر کے غیر مراق کیا۔ اور



ہمارے ہاتھ فرست کر دو۔ ہم یہاں زین پا کیک بتی بائیں گئے
من کر دے۔
لئے لئے عرض ہماری ہے یا امام یعنی میں میں کے نہیں کام
خان غریب خانے ہمیں الیچھ مقام تینک پر من ہمہ اشوب اک مقام
ریج دم والہیں جھوکریں کہا کھاکز رکھئے
اور انہیاں جھوکریں کہا کھاکز رکھئے
یہ کلمات ان لوگوں سے من کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کامنداں
تم نے اڑا و بخت حق الخدمت ادا کر دیا۔ مگر ۵
مفتی میں جو کھا ہے نہیں فرق ہو دے گا
اس جا جانو آل شی غرق ہو دے گا
زبانِ امام خیر الامم سے من کروان کے تمام باشندے۔ نار نادرست
گئے۔ الفرض کپٹے دہ نہیں سا شہر اور دنیا کے عرض شرید کی اور قبار
تھوڑے ہوئے۔ ناگاہ ایک بُر قده پوش بی بی نے حضرت کے کان میں
جھک کر کچھ کلمات کہے جس سے آپ تڑپ اٹھے۔ پس پُر جما جناب
جانش عملدا رہے۔ کہ یا مولا جانیب زینیستے آپ سے کیا کہا۔ جس سے
آپ بے قرار ہوں۔ فرمایا آپ نے کامے چھاس سے
حکم لٹکوئے زینب عالی مقام کی بنتی بنا گئی پس اکبر کے نام کی

آٹھویں نو ہجۃ کو یوں ترویج تھی خفیہ نے بوقت شب آن کراہی کوڑ کی
غدری بیان کی۔ مگر جاپ پس ایشہ عازم سفر ہوئے در پل پڑے۔ راوی
کہتا ہے۔ کہ چلتے چلتے حضرت کا گھر ایک مقام پر وک گید ہر چند آپ نے
کو روشن کی۔ مگر اہواز نے ذرا جبکش نہ کی۔ بلکہ ایک دایتیں اس
طرح لکھا ہے۔ کہ آپ نے اس مقام پر چل گھر کے تبدیل کئے۔ مگر
ایک نے بھی قدم نہ اٹھایا تب حضرت اس مقام پر اتر پر سے دو ہائے
لوگوں کو ملا کر پوچھا گیا۔ کہ اس جگہ کا کیا نام ہے۔ ان لوگوں نے کہا
یا حضرت اسے ماڑیہ کہتے ہیں۔ پھر آپ نے کہا۔ کہ اس کا کوئی اوظم ہیا ہے
کہا کر لے گیا۔ مگر یہ بھی کہتے ہیں۔ پھر تیرسی دفعہ آپ نے کماں لھا اسیم
گیا کوئی اور نام بھی اس کا ہے۔ میقاتِ لھا الکرہ بلادِ انہوں نے کہا۔
کہا کے کہا ہی کہتے ہیں۔ پس یامِ من کر آپ نے اسی جگہ پر تمام اہل عیال
اور اس باب کو اُتار لیا۔ اور کہا کہ یہ وہی زین ہے۔ جس کی خبر میرے
نانا جان نے دی ہے۔ پس دہان کی خوفزدی سی مٹی اٹھا کر آپ نے تو نوی
اور پھر بھی مٹی اپنی بین جناب زینیت کو مونگھا ہی۔ جناب زینبے فرمایا۔ کہ
لے بھیا اس کی پیشیک دے۔ اس میں تو آپ کے خون کی بوادر ہی ہے۔
میری جان پیشی ہاتی ہے۔ پس وہ مٹی پیشیک دی آئی۔ آپ نے وہی
استقدام اعیار کر کے فیال کے زینداروں سے کہا۔ کہ تم اپنی زین

آٹھویں جس سید احمدی روانی

۸۶

میقاتِ لھا الکرہ بلادِ انہوں نے

لے بھائی جامیں میری جانب سے اُن کو پیغام دیروہ

بشقہ کی خون میں اپنے نہائیں گے

یک قبر کی جگہ علی اکبر، بھی پائیں گے

الغرض جب قبلاً تحریر ہو چکا اور دہان کے زیندار قیمت اس زین کا
لے پکے تو آپ نے اٹھا کر اس جگہ کی چار حدیں مقرر کیں۔ اور اُن
زینداروں کو ارشاد فرمایا آپ نے کہیں نے یہ سب زینیں قیمتیں سے دی
گرداد۔ شرطوں پر جن میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہیاں چدربیں ہماری ہوں گی۔
ان پر زیافت دکرنا۔ اور دوسرے سے

آئیں یہی محبت توانیں جیعنی دیکھنے میان تین ان میرے شیوں کو کمیوں

کر کچھ قصہ روان سے پہ بدل دیجوں۔ پیاسوں کو میرے دیئے جب پہنچوں

پان ابھی تو طباہے از سہرا کے جانی کو

پر سانوں سے ترینیں گے سادات پہنچ کو

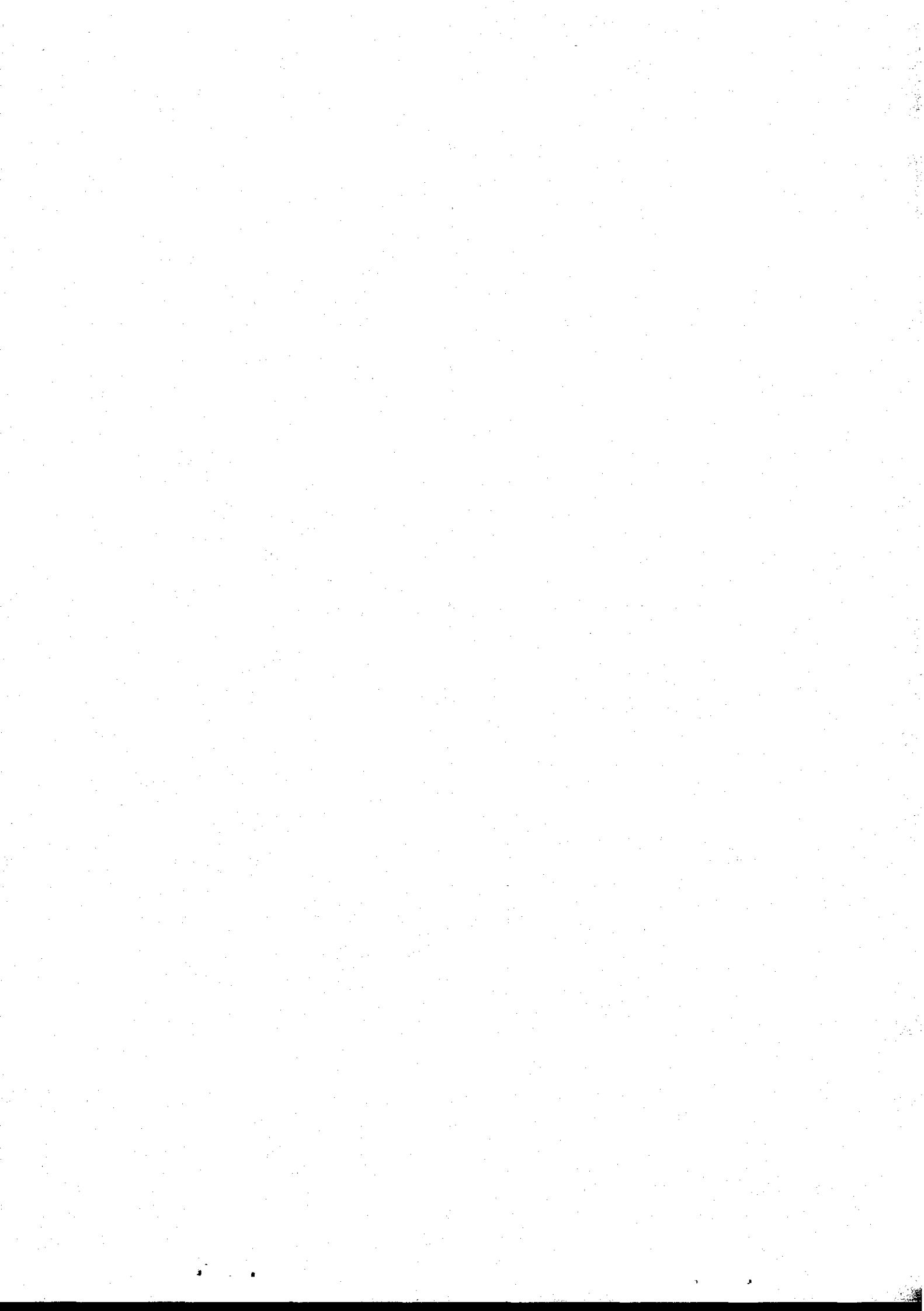
بعد ایک گیاشانے مردوں کو میلحدہ۔ یک صفتیں کھٹکے پہنچے عاشش شدیا

اور دوسرا صفتیں ہیا عورات کا مجع پھر تیرسی صفت پہنچ کیں این جا ہوئی بیا

کھنے لگتے تب مردوں سے وہ عاشق باری

کر دینا یہاں دفن جو لاٹیں ہیں ہیں ہماری

پھر مجھ عورات کو پہنچتے یہ میا۔ خروں نے اگر دفن سے من اپنا پچھا یا



نوبی مجلس

شہادت حضرت مسلم علیہ السلام

اُن تاریخیں بنتیں اور پڑھنے لئے تاریخ مکانی سکھنے میں اپنے کام کو ہدایت ملے گا۔ اس سب سے پہلا مکان نہیں لوگوں کے واسطے بنایا گیا۔ وہ بھاری اور تمام عالموں کے لئے باعثت پیدا ہے۔ مجلہ ان کے ایک مقام برائیم ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گی رحفات، اس میں کیا شک ہے۔ کہ جب تک دارالسلطنت نہ ہو اور سلطنت چل نہیں سکتے۔ اور کوئی قانون مرتب نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے سب سے پہلا گھر جو خدا کا ہریت عالم کے لئے بنادے گئے۔ بیجان اندھی کہنا اس گھر کا۔ کہ جس کے مدار ابراہیم خلیل اللہ و حضرت اسماعیل جسے پرگزیدہ تھے۔ مگر خدا نے کائنات کو جو جنم و جسمانیات و مکان و مکانیات میں تعمیر ہے۔ مکان کی کیا ہرودت تک بڑی عبادت ایک سچے ہر کو توجہ ہرمنی لازم۔ کیونکہ جب تک کوئی پیغمبر توجہ کے واسطے نہ ہو۔ شخصی و خشیخ ہونا محال۔ اس لئے تک خدا زندگی دین کا قیامت تک کے لئے تکلیف رکھا یا گیا۔ اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔ خالہ کجھ میں اور تو اور پسند مارنے کا حکم نہیں۔ مگر کس قدر

افوس کی بات ہے۔ کہ جو گھر مسلمانوں کے لئے امن و امان قرار پائے ہے۔ میں کا ذرا سر رہتے دیا گے۔ اور پھر اس وقت جلوپ سید الشہدا کا تکے کج کرتے ہیں۔ جبکہ عین صحیح کام تو تھا۔ کسی مومن کے دل سے گھر پہنچنے کا کس کس قدر حق ہوتا ہے۔ جب امام حسین و شہروں کے شرے میں محفوظ رہتے ہے کے لئے تک شریف لائے۔ اور یہ میدیڈ کو معلوم ہوا کہ اُپ تک میں پہنچنے لگے ہیں۔ تو اس پر شیخ شعلے چالیں آدمی چاہیں کے لباس میں اس لئے رواز کئے۔ کہ عین صحیح کے موقوپ پر حضرت کو حرم کے اندر ہی تکلیف رکھا جائے۔ جب حضرت کو اس ظالم کے اس ارادے کا حال معلوم ہے۔ تو پھر آپ تک مگر میں قیام مناسب نہ کھلکھل کر کہیں میرے قتل سے خودت خاذ کبید زائل نہ ہو۔ چنانچہ آپ بغیر صحیح کئے جانپ فراق روانہ ہو گئے۔

یہ کھا ہے کہ جس زمانہ میں حضرت مکرمین قیام پڑی رہتے۔ اہل کوڈنے کا کو خلپ پر خط اس میں میں میں کیجھی شروع کئے۔ کہ ہمہ ترید پر جیسے فاجر و فاسق انسان کو کوئی ہالت میں بھی اپنا دینی پیشوا ماننے کو تباہ نہیں ہے۔ ہم کوہ ایت کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے۔ لہذا آپ جلد از جلد شریف لائیں تاکہ تم آپ کی یعنیت کریں۔ اسے قرآن پر رسول اکر آپ نے ہماری درخواست کو قبل دیکایا تو ہم بوزیر خشیر خدا نے تعالیٰ اور آپ کے نام کے پاس شکایت کریں گے۔ جب اس ترسیم کے بیٹے شمار خلوف حضرت

کھا س آئے۔ تو آپ نے اپنے چچا زاد جمالی حضرت مسلم بن عقل سے فرمایا۔ کہ اے بھائی تم کو دل پہنچے جاؤ۔ اور ہم اس کحالات کو دیکھو۔ اگر وہ واقعی پسخند دل سے مالیہ بدلت ہے۔ اور میرے آئے کی انہیں ضرورت ہے۔ اور مان کی بنت بخیر ہے۔ تو مجھے وہاں سے لے کھنا۔ میں سب کو نکر تھماں سے پاس پرچھ جاؤں گا۔ یہ حکم من کر جانپ مسلم جانپ کو دار روانہ ہوئے۔ اور اپنے ساتھ دو فرزند ہوا جیسی کہم سے شکھ جیں کام کئی کتب میں محمد و ابراہیم لکھا ہے۔ ہمارے لئے گئے۔ کیونکہ وہ دو فرنچیزے آپ سے نہیں تھے۔ جب آپ نے اپنے چچا زاد جمالی حضرت مسلم بن عقل سے فرمایا۔ کہ ہم تو شوش استقبال کیا۔ اور آپ کے آنسے سے نہیں تھیں و خوش و خرم ہوئے۔ تصور کیا۔ ایام میں ہزاروں آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ حضرت مسلم کو یہ لقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ پسخند سے امام علیہ السلام کے خامنگار ہیں۔ اور انہیں بخات اُخْرَدی کے لئے دینی معاملات میں رہنمائی چاہتے ہیں۔ تو آپ نے ایک خط بخوبیت امام حسین لکھا۔ کہ یہاں کے حالات تسلیٰ نہیں ہیں۔ آپ بہت جلد شریف لا دیں۔

راہی لکھتا ہے۔ کہ کوڈ کے بعض شرایط پسند دل نے تھیں۔ طور پر یہ میں کو مطلع کیا۔ کہ تو یہاں بے خبریں ہے۔ مسلم بن عقل جس سے کوئی نہیں کہتے ہیں سب لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ مدد و دار حاکم کر دیا۔

اور یہاں ہے۔ جب تک کوئی سخت قائم جابر حاکم نہ آئیں۔ کوڈ تیرے حق ہیں۔ نہیں رہ سکتا۔ پس جلدی کوئی انظام کر۔ پس اس میں کو جب یہ علم پڑتا۔ تو اس نے این زیاد کو جو نہایت ہی شکنہ دل اور جانپ اپنے سند تھا۔ کوڈ کا حاکم ہنا گزیجہ۔ اور تاکید کر دی کہ مسلم بن عقیل کو جس طرح بنے تکلیف کر دیا۔ اور جو لوگ ان کے حامی ہوں۔ میں کو سخت سزا دے۔ پھر کہ اہل کوڈ امام حسین مسلم علیہ السلام کے منتظر ہی تھے۔ پس این زیاد وہاں پہنچا۔ اور اس نے اپنی کوڈ پر مخفی شروع کر دی۔ بہت شخصیں کو اپنے سامنے بولوا کر شوایا۔ اور کئی ادویوں کو قید کر دیا۔ اس قائم کی سخت گیری سے لوگ گھبرا گئے۔ کئی تو کو فوج ہوڑ کر ہماں گئے۔ اور بہت سے لوگ بخوبی این زیاد حضرت مسلم کا ساتھ پھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ آپ تنہارہ گئے۔ اور اپنے پتھے ہوا خواہ حضرت ہماں کے مکان پہنچے تھے۔ گران بچے جاہوں نے حضرت ہماں کو کہی کوڑ سے مار مار کر شہید کر دیا۔ اب آپ بالکل بے پناہ رہ گئے۔ کہ یہ قت جتاب مسلم پر بڑا سخت مصیبت کا تباہ کیلئے مُؤْسِنِ ذ کوئی شفیع خوارہ مدد گار پڑ دیں۔ اور پھر اگر تو تھا۔ کہ ایام دنیہ تاہماں اہل کوڈ پر این زیاد کا عنوان اس قدر فالب آپ کا تھا۔ کہ کوئی شخص اپنے گھر میں پہنچانا نہ کے لئے تیار نہیں تھا۔ آپ کے دو فوٹ پتچے قاضی شرع کے گھر میں تھے۔ خود

مُسْ کر طوپ نے بے کیا نام تھا سارا
کہنے لگے پیکس سے بے کیا کام تھا
پس طوپ نے کہا اور تو کچھ نہیں گیر دشمن خاندانِ رسول ہے کہیں
ایسا دہو۔ کتم بھی خاندانِ رسول سے ہو۔ یعنی کہنا پڑھم آنکھوں میں
آن سو بھرا گئے اور کہا کہ عورت میں مسلم بن عقبہ پھوٹ۔ اولیٰ گوئے
مجھ سے دغا کی۔ اور میسا تھے چھوڑ دیا۔ وہ عورت موذتی بیوی دوست کا
ابدیت تھی۔ جو نہیں اس نے جنابِ مسلم کا نام سننا۔ تو وہ
خوبی پر کہو کہ دوئی تھی جب وہ نیک نام کہنی تھی گھر ہے اب کا یہ مجھے مقام
بیجے مُحَاجَّہ اپنے گھر کی ہوں ہیں نام فلکی ہوئی ہے مجھ سے بڑی لے ڈالا
غارت کرے خدا اُنہیں کیسے جوں ہیں
مجھے نہ آپ کو کہ یہ آں رسول ہیں
پس یہ لکھوڑہ آپ کو گھر کے اندر لے لئی۔ اور خاطر و مدارات میں مشغول
ہوئی تین حضرتِ مسلم کو اس عالم پر بیٹائی میں دکھانے پینے کا خال تھا
دآرام و آسائش کا طرح طرح کے درج دفعہ اب کو مجھے ہوتے تھے
ابھی تھوڑی درجی آپ کو ہاں دکھری تھی۔ کہ این ریا دکی زمین پتھر
کرنی ہوئی ہاں پہنچا گئی۔ جنابِ مسلم ہٹھے بھادتھے۔ آپ فرار کر لے
کر ہاں پر گل آئے اور ان طالبوں سے اتنا شروع کیا۔ اور تھوڑی

ہر طرف پر بیٹان پھر ہے تھے۔ اور اس بات پر کہنے افسوس مل ہے
تھے۔ کہیں نے فرندِ رسول کو اس طرف آئے کے لئے کیوں بکھرا۔
اسی خیال میں مجھوٹے چلے جا رہے تھے۔ کہ ایک عورت اپنے
دروازے پر کھڑی نظر آئی۔ جنابِ مسلم پر بیاس کا غلبہ تھا۔ اپنے
اس سے فرمایا۔ کہے کنیو خدا میں ہیسا ہوں۔ تھوڑا پرانی مجھ پر
کبھی پہاں کا بھلا فلمہ ہے۔ پس وہ عورت جس کا نام لودھ تھا
فرار وانہو گئی۔
لئی نہیں اک پانی کا جام اتنی ملعو د کر ہوئی خدا نہیں اس طرح سے گذا
لئے شخص پیاس اپنی بھسا کر ہو روانہ معلوم نہیں بھوٹ کہ پڑا شوب زبان
حاکم کا پہنچے یہ حکم ہر اک فرد پر شدے
پائے گا سزا غیر جو لکھا کسی گھر سے
پس یہ نہیں کر جفت نے پانی پی رُشکر خدا کیا اور اس عورت کے
دروازے پر پیٹھ کر دم لینے لگے۔ تب طو عرنے کہا۔ اسے مرد غذا اب تو
پانی سے بیس ہو چکا ہے۔ اس داسٹے اپنے گھر کا راستے۔ یعنی کہ
جنابِ مسلم کی آنکھوں سے آنکھوں گے۔ اور فرمایا
یہ ایک نہ ہوں غوب الغایر میں بیکھریں وہ بندہ خدا ہوں
تھیکیت مجھے دیتے ہوں ابھی بسنا ہوں ہاں غیرے تا صد شاہ شیداں بھیں

نے جنابِ مسلم کو گرفتار کر لیا۔ اور کشاں کشاں دربار اپنی یادیں لائے جائے
اس طالب کے سامنے پوچھے تو اس کو سلام دیا۔ اسکے ایک ریا ریا نے کہا
کہ اے مسلم امیرِ کوئی نے سلام دیا۔ فرمایا اپنے میرا امیرِ قریش رسول ہے
اس کو اچھی کیوں نہ کوئی۔ یعنی کہ اپنی ریاد و کوچھ اگلیا بانے کے سلام کرو
یاد کر و قتل کئے جاؤ گے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اودشم خدا تو مجھے قتل سے
مُر آئے۔ واللہ اور خداں تقل ہر ناس اور تباہی ہے۔ اس کے بعد
اپنی ریاد نے ایک غلام سے کہا کہ مسلم کو کھٹکے اور نے ہاکر قتل کر دیا۔ اور
لاش پیچھے پہنچنے کے وہ حضرتِ مسلم نے فرمایا۔ کہ اگر میر اقتل کرنا ہمیں مظہر
ہے تو مجھے اتنی اچارت دے کر میں کسی سے پھر دیتی کر لوں۔ اس نے
اچارت دی۔ پس سعد دربار میں غرضِ خاماً اپنے اس سے فرمایا۔ کہ میں پھر
میری پہلی دیت یہ ہے کہ میرے اپر فلاں شخص کے چند دنیار قرض ہیں
میری زرہ یعنی کہ میرا ارضہ دا کر دینا۔ اس نے کہا میرا ایسا کرو تو کاہے
پھر میری اک میری دیت کو بنایتا۔ دکھنے ہوں ہاں میرے پھر مکاہ
شفقت سے مجھے ائمہ ہائی بھاننا۔ پھر ہوں کو خبر قتل کی ہرگز نہ نہ
روتے جو ہوئے ہوتے ہیں فرما دی کے
پر بجا تا مدینہ میں نہیں ساختہ کسی کے
بے ان سے برما تھی اک بیری دیت شدید جو اپنی اسیں کہنا یہ عجلت

نے ۱۴۲ - شہزادہ مسلم -

ہی دیر میں بہت سے اشیا کو مار کر زمین پر گردیا۔ یہ حال دیکھ کر جو میں
اششت جو اس فوج کا سردار تھا گہرا گیا۔ اور اس نے اپنی ریاد سدار کیک
طلب کی۔ اپنی ریاد نے کہا۔ ایک قنِ تمنا کو گرفتار کرنے کے لئے فوج کا ایک
وہت کافی نہ ہوا۔ اس نے کہا اے پسر زیاد کیا پہلوی انسان کا مقابلہ ہے
ارے یہ جان ہاشمی ہے۔ اس خاندانِ کل شجاعت کا تمام عرب لہماں نے
ہوئے ہے۔ الفرض پاچھوٹ اور سارا بین زماد نیجی دیا پس دشمنوں نے
پاروں طرف سے حضرت کو گھیر لیا۔ ایکھمان نک لٹتے آخر قہ بمن
زخوں سے پھر پھر ہو گیا۔ اور اپنے دم ہو کر ایک جگہ پر بیٹھ گئے۔
ان نامزوں میں اتنی تباہی تھی۔ کہ شیر جو فوج کے پاس آئے دوسری سے
تیلار نہیں سے مارتے رہے پس حضرتِ مسلم کی پیاس کا غلبہ ہوا۔ اپنے
ان طالبوں سے فرمایا۔ کہ میرا اس اپنی دو۔ میر کسی نے توجہ نہ کی۔ آخر
ایک پاری ہے کہا۔ کیا غصب ہے۔ کہ کوئی زخمی کو پیاس نہیں تیکا کیا
یہ مسلمان نہیں ہے سردار رُشکر نے کہا۔ کہ تو ہمیں جا کر پانی پانے کے وہ شخص
کو زہ آپ نے کہنا پڑھم کے پاس آیا۔ اپنے جب پیاسا چاہا تو منہ کا تو
پیالہ میں ایسا گرا۔ آپ نے وہ پانی زمین پر پھینکیا۔ یا۔ آہ آہ حضرت
مسلم کر بانی پہنچا کر کوئی نصیب ہوتا۔ جب کہ ان کے آقا مولا حضرت
امام عینی کر ملا میں پیاس سے شید ہوئے والے تھے۔ الفرض ان طالبوں

رسول محلہ

شہادت فرزندان حضرت مسلم علیہ السلام

قال اللہ تعالیٰ وَنَعَلَیْنِ فِی مَکَانِ الْمُجِیدِ وَوَقَاتِ الْمُبِینِ اَمَا تَرَیْنِي فَلَا تَقْبَلْ
اِرشادِ بَنِي خُلُدٍ زَرِ عَالَمَ كَمَا کَتَبَتِیْمُ کَتَرْغُصَبَ سَهْ دَرْ وَگُونَکَوْنَیْنِ
وَقَتْ تَیْمَ فَرَادَ کَرْ تَابَهَ۔ توَسَ کَیْ فَرَادَ سَے عَرَشِ عَظِیْمَ کَانَتَابَهَ۔ جَنَابَ
رَسُولِ خَدا نَے اِرشادِ فَرَادَ یاَهَے۔ کَلَپَنَے بَخُوں کَامُنَهَ کَتَبَتِیْمَ کَاسَنَے دُجُورَوْلَیْ
کَیْ کَوْکَر اِسْ تَیْمَ کَوْلَشَمَانَ بَاپَ یَادَ آتَتَیْ یَسَ۔ اُور رَوَایَتَ مِنْ دَارِهِ یَسَ کَوْ
جَبَ کَوْلَیْ بَسِیْ تَیْمَ کَسَرَوَرَ دَسَتَ شَفَقَتَ پَھِرَ تَابَهَ۔ توَسَ قَدَرَ بَالَّهِ
اِسْ خَصَ کَے ہَاضِمَ کَیْ چِیْخَے آجَائَشَ۔ خَداوَزَرِیْمَ بَهْ تَعْدَادَانَ بَالَّوْنَ کَے
فَرَشَوْنَ کُوْلَمَ دَیَتَابَهَ۔ کَیْ اِسْ خَصَ کَمَلَهَ دُعاَتَ مَغْفِرَتَ کَرَدَ جِنَسَتَهَ
کَتَبَتِیْمَ کَسَرَوَرَ ہَاتَھَ پَھِرَابَهَ۔ کَیْلَ حَرَفَتَ تَیْمَ کَسَاتَھَجَتَ شَفَقَتَ کَا
رَکَسَ قَدَرَ دَرَجَبَے مَنْقُولَ ہَے۔ کَجَنَابَ سَرَوَرَ کَامَاتَ نَلَکَ شَفَعَ اُور شَرِفَرَ
لَذَکَلَکَ پَرَوَشَ کَیْ سَارَ اِسْ کَوْلَپَنَے سَاتَھَ شَحَادَ کَهَا نَالَکَلَتَهَ تَھَاوَرَ بَرَطَعَ
کَیْ خَرَگَرَیْشَ اِشَ اَسَ کَے بَاپَ کَے کَرَتَے تَھَ۔ قَضَائِیَہِ الْهَیْ سَے اِسْ لَوْکَ
قَھَدَکَیْ پَسَ جَنَابَ بَرَبَرَوْلَیْ خَدَانَے کَهَا نَادَ کَھَا یَادَ اُور دَہَبَیَ پَانِیْ بَلَ

رَکَنَادَقَمَ کَوْدَمَ ہَے بَرَیْنِیْ صَبَحَتَ بَاعَدَ چَنَ یَادَرُبِرِیْ اِلَکَیْ ہَے طَبَیْتَ
شَوَّجَانَ سَے مَیَسَ آپَ پَرَ قَرُبَانَ ہُمُونَ آتَا
خَطَبَکَے کَمَیْ حَرَثَتَ کَوْلَشَمَانَ ہُمُونَ آتَا ۱

پَسِرَحَنَے کَہَا۔ کَیْ اِسْ مَدِیْتَ کَوْلَوَرَلَنَامَیرَ سَے اِمَکَانَ سَے بَاہِرَ ہَے
پَجُونَکَهَ بَادَشَادَهَ وَقَتَ اَنَّ کَے خَلَافَ ہَے۔ اِسْ لَئَے مَیَسَ اِیْسَا کَرِیْبَنَیْنِ
سَکَنَاء حَفَرَتَ مُسَلَّمَ لَے فَرَمَایَا کَوْدَمَنَ خَدَاعَنَتَ ہَرَجَجَهَ پَرَ بَادَشَادَهَ کَیْ خَشَنَدَیْ
کَاخَالَ ہَے۔ مَگَرَ خَداوَرَ شَوَّلَ کَیْ خَشَنَدَیْ کَا کَچَمَجَ خِیَالَ نَیَسَ کَرَتا۔ اِلَغَصَرَ
لَمَنْ زَیَادَکَے غَلَامَ جَنَابَ مُسَلَّمَ کَوْلَکَدَ کَرَ کَوْلَجَ پَرَلَے گَلَکَے اِحْسَنَ مَظَلَّمَ کَے
بَهَاوَرَلَجَیْ کَوْلَبَیْمَ قَلَلَ کَرَدَیَا۔ اُور لَاشَ حَفَرَتَ مُسَلَّمَ کَوْلَیْجَ گَرَادَیَا۔
اَهَآهَ غَرِیْبَ مُسَلَّمَ کَوْلَوَرَکَفَنَ بَعْسَرَهَ ہَرَوا۔ ہَائَے اَفُوسَ بَعْدَ شَادَاتَهَ
بَانَدَحَادَمَ لَاشَ مَیَسَ مَیَسَ اَهَانَے رَنَکَ کَوْلَچَوْنَ مَیَنَهَ کَسَتَنَتَهَ اَوارَهَ دَلَنَ کَوْ
اَفَسَیْنَ لَاقَلَابَوْنَیْنِ پَاکَ بَدَنَ کَوْلَ یَارَبَتَ خَداوَنَوْلَے ٹَکَرَیْ کَسَکَبَھَیْ ہُمَنَ
یَدَلَاشَ بَھَرَے ہَکَنَجَتَهَ لَوْلَیْدَیْ ہُمَنَ ہَیْنَ غَدارَ
گَہَ کُوْچَوْنَ مَیَسَ لَاتَے تَھَنَے کَبَھِیْ جَنَابَ بَازَارَ
قَضَهَ ہَنَتَمَ جَدَرَیْ کَسَ طَرَحَ المَ کَا فَمَ دَلَ مَیَسَ بَھَنَلَپَھِیْ شَاهَ اَمَمَ کَا

رسول محلہ ۹۹ شہادت فرزندان حضرت مسلم

آهَ آهَ آوارَهَ دَلَنَ بَخُوں اِرَکَلَلَیْ بَرَوَنَ عَدُوَرَ تَوَلَ پَرَ گَرَدَوَغَارَ پَرَ اَهَوَا
تَھَا۔ بَرَطَفَ مَایَسَ اَسَتَ پَھِرَتَ تَھَ۔ کَمَیْ سَے فَرَادَ کَرَتَهَ کَهَا جَاتَهَ سَهَ
پَوَسَ ہَیْ مَصْمُوْلَوْنَ کَوْنَ تَھَارَ مَادَ۔ دَبِیْخَنَ کَیْ جَاتَھَ دَبِیْخَنَ کَھَا ٹَھَکَلَانَا
بَنَ، بَلَپَکَنَیْ بَوَزَنَ سَکَلَادَ تَھَا کَھَا۔ تَقْدِیرَیْنَ غَمَ کَھَا تَھَا یَا اَشَکَ بَنَانَا
سَکَھَوَتَهَ اَپَسَ مَیَسَ بَنَیَ کَتَتَ تَھَ روَکَ

سَاتَھَکَتَهَ تَھَ اَفُوسَ چَلَجَ بَاپَ کَوَکَدَ کَرَ
اَگَرَمَ بَاپَ کَے پَاسَ ہَوَتَ تَوَشَأَتَیْرَهَتَهَ اَرَقَمَ رَمَکَ اَپَلَادَکَ
مُنَسَیْنَ بَانِیَنَ ڈَلَتَتَهَ۔ اُرَبَابَکَ لَالَّا شَکَنَدَھُوں پَرَمَھَا کَرَدَھَنَ کَرَتَهَ شَرَدا
جَاتَهَ کَہَلَکَے فَیْقَنَ اَپَلَاجَیْ دَفَنَ بَھِیْ ہَوَتَهَ یَا نَیَنَ ہَوَتَهَ۔ اَفُوسَ کَہَ
ہَیْسَ تَجَبَتَ کَابَھِیْ پَتَرَهَ نَیَنَ۔ کَہَا کَرَلَیْ۔ ہَمَ فَاتَھَ سَے بَھِیْ حَرَمَ ہَے۔

تَقْدِیرَیْتَ اَماَنَ کَیْ اَگَرَمَلَ دَکَھَانَیْ اَورَ قَلَنَ کَیْ بَالَکَشَنَانَ کَوْنَسَانَیْ
پَوَجَھَسَ گَیْ جَمِیرَیْتَ کَے دَوَیْکَدَلَیْ ہَوَکَوَہَا بَاَکَیْ کَماَنَ قَرَنَھَانَیَا

گَرَدنَ کَوَھَکَائَے ہَوَتَهَ خَامُوشَ بَنَیَعَ

حَرَثَتَ بَھِیْ تَوَکَبَھِیْ نَیَنَ کَیْ ماَنَ سَے کَیْنَعَ

یَکَہَ کَرَدَهَ دَوَلَنَ پَتَجَنَ زَارَ زَارَ فَتَهَ اَسَهَ اَوَرَ مَالَمَ هَرَتَ دَبِیْسَ

پَرَتَقَیْ اَلَلَشَدَدَ حَرَطَتَ قَسَدَنَ چَمِیْ کَرَلَانَ قَاتَدَرَ جَاتَهَ دَوَلَنَ

عَرَضَ کَیْ اَحَدَابَ نَے۔ کَیْ اِخْرَتَ آپَ اِسْ قَدَرَنَجِیدَهَ خَاطَرَنَہَوْنَ۔ بَمَنَنَ اَوَدَ
تَیْمَ لَرَکَھَ کَا مَاضِرَ کَرَوَنَیْنَ۔ فَرَمَا جَنَابَ سَاتَ مَاتَ نَے کَتَبَتِیْمَ کَیْ مَحَمَّمَ وَهَ
دَرَکَشَرَخَ اُور شَرِر تَھَا۔ جَبَ مَیَسَ اِسَ کَیْ نَازَ بَرَوَارِیَ کَرَتَهَا۔ قَبَرَوَکَارَ
سَیرَوَجَهَ سَے بَڑَاوَشَ ہَوَتَا تَھَا۔ کَیْلَ حَرَفَتَ مُسَلَّمَ نَسَآپَتَنَے۔ کَجَنَابَ بَوَلَ خَدَانَا
تَیْمَوْنَ کَے سَاتَکَیْسَا سَلُوكَ تَھَا۔ اُور جَنَابَ اَیْمَ عَلِیْدَ اِسلامَ بَھِیْ۔

اَپَنَیَا دَوَشَ بَارَکَ پَرَوَطِیَانَ رَكَدَ کَرَبَدَهَ شَبَیْنَ مَیَسَنَ ہَیْ
فرَزَنَدَانَ حَفَرَتَ مُسَلَّمَ کَے سَاتَکَوْنَیْدَیْنَ لَے کَیَا سَلُوكَ کَیَا۔ حَالَمَکَ جَنَابَ
مُسَلَّمَ کَوَلَپَنَے ہَاتَھَ سَے خَوَدَشِیدَ کَرَچَکَے تَھَ۔ اُور وَهَنَتَهَ تَیْمَ ہَرَسَرَحَ
سَے قَابِلَ رَحَمَ تَھَ۔ مَگَر وَهَشَقَیْ کَیْسَے نَسَکَ دَلَ تَھَ۔ کَبَعْدَ شَادَاتَ حَرَثَتَ
مُسَلَّمَ کَوْلَیْ اُنَنَ پَتَجَوْنَ کَوَلَپَنَے گَھَرَیْنَ پَنَاهَ بَھِیْ نَیَنَ یَاتَا تَھَا۔ اُرَلَنَ رَیَاوَ
لَعَرَنَ نَے مَنَادِیَ کَرَادَیَ تَھِیَ۔ کَوَلَیْ فَرَزَنَدَانَ مُسَلَّمَ کَوْلَھَرَیْنَ دَچَچَائَے
وَرَدَمَرَیَا تَھَے گَا۔ ۵

سَعَصَمَ سَمَحَدَ کَوَلَیْ رَحَمَ اَنَپَہَدَ کَھَائَے۔ ہَاتَھَائَیْنَ تَکَبَسَ سَوَنَے رَبَابَنَ لَائَے
جَمِیْمَ کَے کَوَلَیْشِیْنَ بَلَرَیَ پَرَدَجَائَے۔ ہَاتَھَبَنَے جَوَگَوَہَرَ عَرَقَتَ کَوَچَائَے
ہَسَ لَائَیْسَ نَہَمَ کَیَا گَھَرَاسَ کَائَنَے گَا۔
مَرَحَائَے گَا پَرَ قَدَسَ سَے لَکَبَہَ نَرَجَھَیَ گَا

اس سچے کہا اسی طرح پہلی حکم ہو گی۔ فرض کہ اس عالم لے ایک اندر سری کو شودہ ہی
جس میں ایک بھائی دوسرے بھائی کی فصل دو کھجھ سکتا تھا۔ قید کرو یا اپر
وون میں اکٹ بار اٹکلی زندگی کھلتا۔ اور دوسرے بھائی جو کہ اتنا یک گزرہ
تھے سے کرو زندگی بان چلا جاتا۔ اسی طرح عرصہ بعد گدھ گیا۔ اور وہ مخصوص
چھٹھی فصل کر رہا تو اس ہو گئے۔ اٹھنا یہ تھا بھی دو بھڑکوں سے لگا۔ پھر ایک دن
ٹنگ آکر وار وغہ زندگی سے کئے گئے۔ کہ اے بھائی زندگی بان ہاں تو
مسلمان ہے۔ اس نے کہا، محمد اللہ۔ پھر جو نے کہا۔ کہ جاپ محدث مصطفیٰ کو
جا تھا ہے۔ اس نے کہا۔ پوچھن اُن کو ز جانے والہ مسلمان کیسا۔ پھر تو جو نے
کہا۔ کہ اے بھائی تھوتھی میں مرتدی کو بھی جانتا ہے اس نے کہا۔ کہ تو تو
میرے آقا اور امام ہیں۔ یہ من کو پڑھوں کی جان بیان آئی اور نکتے

لئے کہ اے شخص ہم مسلم بن عقیل کے فرزند ہیں ہے
تو کہتا ہے اخڈ کوہ بیہرے ہے ہاما
بوجھرے ہے محمد کا بھی بھرے ہاما

یہ سچتھی نہ خوش الہار گھبرا گیا۔ اور سماں کر ان مخصوص پڑھن کے
قدموں پر گھپلہ ہوا۔ اوسہا تھوڑا تھوڑا کرنے لگا۔ لے پھر مجھے معاذ کرنا پڑا تھا کہ
حال سے تھوڑا ناواقف تھا۔ مجھے غشہ دیں ہیں تھے کہی ماڑیم پر تھی کی ہے تو
یہ میں پڑھ دیا۔ اس اسٹھ کے پیارہ کوئی یہ نہیں نہ لادوں پیلوں نہ داد

ڈاکی عالم پر پڑھنی میں ایک نالہ کے قریب بنا نکل۔ ایک پاہنچی فے
ملکار کر کہا۔ بس آئے تدم د رکھنا۔ کہاں بھاگ کر جاؤ گے۔ ہم تو تمہاری
ٹاش میں ہیں۔ یہ من کر دوں پیدا کی طرح کا پہنچے گے۔ بھائی سے
بھائی نے کہا۔ اب کیا گوں یہ دشمن نہیں ہیں بلکہ متوفی ہے۔ اب
زندہ ہو پہنچا حال ہے۔ یہ ظالم ہماری فرمادی بھی نہیں ہے۔ یہ بھی پیڑوں
ٹکشکو کر بھی رہے تھے۔ کہ ان مخلوقوں نے مخصوص پڑھوں کو کہا دیا
اور طاپنچے مار کر مخدادان کے شریخ کر دیتے۔ اس کے بعد
رسی میں چکو کر کشاں کشاں دباری این روایات میں لے آئے ہاں زیاد
مکھوں تھتھی تھوتھی کھا ہوا حال دگر گل۔ شفا کے یہ نہیں گوہ پیس دھوڑوں
اس کے درباری پیشے تھے ناگاہ جب فریضہ نان مسلم اس نکھٹیں
ہوئے تو وہ ملعون ہے

مخصوص میں ہوں کے لگا حاکم کھوں این جانے کی اب کوئی کام کو سزا میں
مدرس تھوتھی تھوتھی کھا ہوا حال دگر گل۔ شفا کے یہ نہیں گوہ پیس دھوڑوں
ہاں تک رسی کرنے کے سوا یاریں ہم ہی

با اتحاد گنگا ر، گنگا س پیس، ہم بھی

آخراً امراءں زیاد بد نہ صافے ان کو قید کا حکم دیا اور زندگان بان کو
بیکار تاکید کی۔ کہ جو مسلمان کو اچھا کھانا اور پانی دو دینا یہ دشمن کے پنچے ہیں۔

ہلی کو دو صورتیں تھیں۔ کوئی کلار ہا ہے۔ میری ہائے میں اب تم کو زندگان سے
جلدی تکل جانپاہا ہیے۔ جو بھچ پر گزرے گی۔ اس کو جھیل لوں گا پس رہ
دو ہوں مخصوص ایک سال کی قید کے بعد زندگان سے تھر تھر تھر تھر تھر
تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر تھر
ڈاک دے کا اسٹھار کر بھی تھی۔ دروازے پر کھڑی نظر آئی۔ پھر جو
حاجز ہی سے کہا کہے مادر مہر بان خدا درستول کا واسطہ تھوڑی بھی
لئے ہیں اپنے گھر میں پناہ دے۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو، پھر جو نے
کہا۔

رکھیں تربت تو رسول مرنی سے

حسل کے پسروں میں کہوں کریں سے

یہ من کروہ مونہ تدپ اٹھی اور کہنے لگی۔ لے پھر میں تھاری دادی
کنڈہ ہوں۔ میں تھاری دادی کو تھارا آھری ہے۔ مگر میرا دادا حاکم کا دوست ہے اگر کچھ
خوب ہے۔ تو اسی کی طرف سے ہے۔ پھر جو نے کہا بلات زیادہ گھی ہے
ممکن ہے جوہ ڈاکے۔ ہم صحیح ہو تھے تیرے گھر سے نیک جائیں گے۔
ہم اکاروہ دوں پہنچ کر تھیں کہ تھیں لے آئی اور ایک بھرہ میں سے جا کر ان کو
بھٹکایا کھانا اور پانی حاضر کیا۔ پھر جو نے کہا۔ کہا۔ مادر مہر بان ہم کو تکھے
گی خواہش ہے۔ پیچے کی جو نکہم بہت تھک ہے ہیں۔ اور جا ہے ہیں۔ کہ

نہ دیں تھا لہوں بھتھی میں پڑھ۔ لوزا دس فٹھے سے مدھ جا ہو مارو
شکرہ میرا اللہ، پیش بردے شکر جو!
جنتیں میں شکایت میری حیدر سے شکر جو!
پھوں نے کہا۔ کے مرد خدا تھیں اللہ کریم اس کا احمد سے اٹا اشد
ہو دل شر رہا مسے جن تیرے شفعت ہوں گے۔ گئے شخص ہم چونکہ راہ سے
واقت نہیں ہیں۔ جائیں تو کیدھر جائیں۔ اگر تجھے معلوم ہے کہ فریضہ
رسول اعلیٰین حضرت امام حسین اعج کل کہاں ہیں تاکہ ان کی خدمتیں
پھے جائیں۔ جو راستہ سب سے زیادہ نزدیک ہو وہ ہمیں تھا۔

مشتہی دوہ تکب گیا اور کہنے لگا کہے پتوہ
ماشوکے دل بکھر پر بسطو غیر۔ خیے بھی جلا شے عیشے تاراج ہوا مگر
رامنک کا ستمکھ ہوں نے کو ڈاڑو زیو۔ افسوس کر زینب کی بھی چینی کی ہلاک
و یکھا عزم شاہ سے دربار شقی کا
سکو ذمیں سر آیا تھا حسین ابن علی کا

اور اے پتوہ بالا سے نین العادین کے کوئی تکرہ میں فاقہ خوان
بھی نہیں پتھرے یہ من کر اُن پتوہ پر برقت طاری ہو گئی۔ اس دس فٹھیں پڑھ کی
طرح زین ہر تھیں پتھرے گے۔ اس نے کہا۔ لے فاہزادہ فریضہ سے شکر جو۔
ایسا دہو گو کوئی تھا را شمن آڈا سُن لے۔ این فریضہ اسلام ہے۔ وہ بھائیں

تشریفی دیر آلام کریں پس اس مومنے فوراً پستہ نہ چھادیا اور بچھائی سے
پست کر سو رہے۔ فراز دیر نگوری تھی۔ کہ حارث ملعون گھر میں دہل ہوا۔
پوچھا اس مومنے کہ تمہارے اس خدر دیر سے آئے کا کیا باعث تھے
کہنے لگا۔ کہ تمام دن مسلم کے پتوں کی ٹکاں میں پھر تاریا۔ مخنا نہ
یعنی ہم دو دن میرا صدیڑا بھی بلاک ہو گیا۔ گردہ ہاتھ دینے لئے میں یہ
کہہ کر دوہ طعون لکھانا کہا کہ رسولیا۔ اچانک ان صاحبزادوں کو ایک خاب
ہونا لگا کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ مجھے خوب میں باہمان
اطے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پھوٹکر نہ کرو۔ اب تم میرے پاس جلدی
پوچھ جاؤ۔ تب یہ سُن کر چھوٹے بھائی نے کہا۔ کہیں نے بھی غایب
کیجیا ہے۔ کہ کوہ دلوں بھائی روئے لگے۔ ناگہ حارث ملعون کی آنکھیں
گھٹی۔ اس کے کام میں جب پتوں کے دنے کی صدا آئی قاذھیرے میں
دیوار پکڑا ہے اس بھرے میں آیا۔ ناگہ اس کا ہاتھ بڑے جائی پہڑا
اور پہ چلا کہ تم کون ہو۔ پتھے سمجھے ہجے بولے۔ کہ ہم فرزندان حضرت مسلم
ہیں۔ اس کھوپیں پناہ سے رائی ہیں۔ یہ مستنا تھا کہ وہ ملعون دُڑا خوش ہو کر
بولا۔ کہجھے کیا معلوم تھا۔ کہ تم میرے گھر میں ہو۔ میں تمام دن تمہاری
ٹکاں میں پھر تاریا۔ پس ان مخصوصوں کا اس ملعون نے رشی میں کس لیا
ہے وہ زیبیں کہنے لگے کہ ظالم ہم سے تم لے لے۔ کہ اب تیرتھوں میں

شہادت فرزندان حضرت مسلم

۱۰۶

آئیں گے میں جلواد نے اُن کی آہ وزاری پر کھڑک تو بڑے کی بلکہ سے
وکھلتا تھا خداشیں جب کرتے تھے فرمائیں پتوں پر کھدا مسیحیوں پر ہمہ داد
و والوں کے کھنچنا لایا استھنا بجاو۔ کھروتھے یا اور زبردست تھا بجاو
کرنے تھے پھر تھے لٹپیاں بھل گئیں سکر

جمجم کی طرح پاندھ دیاد دلہ کو دستے
و اندر چبٹی سچ نوار ہوئی۔ تو رہ ناظم دلوں کی پکڑ کر مدد اکی راٹ
ٹھہا لے لے۔ وہ رین مومن روئے پیشے آئی اور بہت کہنے لگی۔
کیوں خالہ نہ بھرا کو لا آئے کھن میں
ڈوپھوں تو بہت دے مہر کے ٹھہن میں

وہ مومن پتوں سے پٹک گئی۔ وہ ظالم اس کو منع کرتا تھا۔ گروہ
دیندار دہنی تھی۔ آنکھا اس طعون نے جھبلکارا کیت تدارکادا راس کو
کیا جس کے صدر میں وہ مومن ہیو شہر کر گئی۔ پس وہ دلوں
پتوں کوئے کر نہ سمجھا پھر پتوں نے ہر جذبہت و سماجت کی اور کہا کہ
شخص ہیں زندہ این زیاد کے پاس لے چل۔ گردہ فتحی دمانا اور سے
ہامرنے حل کیا جوا رام شاکر سر کو پا چھڑتے نے ہیں جلدہ شاکر
تھا فکسہ ہے کہ وہ بھائی ہشاکر جائیضا تھیں دو دم سر کر جھکا کر
تمار علیتی تھی تو بہت جانا تھا بھائی پٹک ٹھہن کا تھا جانہ

میں رعنی مجلس — ۱۰۶ — شہادت فرزندان حضرت مسلم

گیارہویں مجلس

وفضائل الہیت پر بری مدد ای کا ٹھیک لانا و شہادت پانا
خدا نصرتہ کیا تھی مصطفیٰ کوئی دیا وہ سب نہیں جو بتا اور ہی کوئی
علی الخرسون شرف جو کہ مرتضیٰ کوئی دیا دیبا کو دیا اور دادیا کو دیا
جہاں پناہ ہے مژہ بارگاہ ہے
بنی کی بارج ملی کل کے بادشاہ ہوئے
خوات الہیت کی موات بہت سے امور میں حضرت رسالت
کے ساتھ ثابت ہے۔

اول۔ سلام میں بنی کے لئے ہے السلام علیکم آیتہ الیٰ
اور اہل بیت کے لئے ہے۔ سلام علی اہلی میں۔

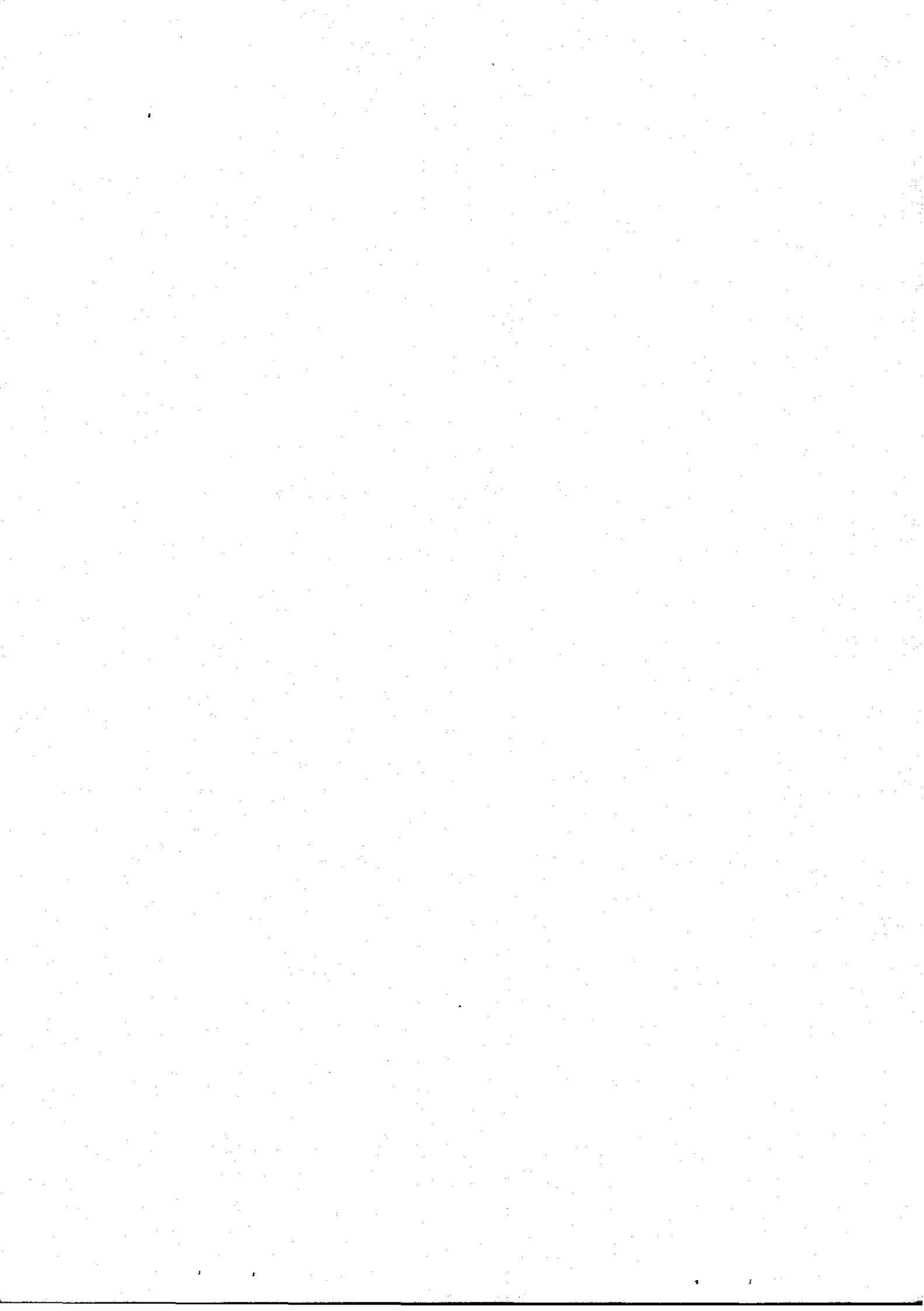
دوسرے صلة میں۔ اللہ ہم میں علی محمد اَدَلْ خَدَّا۔

تیسرا شہادت میں بنی کے لئے ہے طا و اہل بیت کے لئے
بے یقینہ کو مُتَطہِّدًا۔

پوتھے عیم صدقہ میں۔ یعنی بس طرح صدقہ محمد پر حرام اُسی طرح
آلِ مُسْتَمِرِ حرام ہے۔

ناگا دہنی مسلم کی تواریخ پر بالائے رہیں کہ کے تالا مالا سر
وہیں جھکا رئے پھیکا تن اطراف چٹا کے یہ چھوٹے نے کاہٹے برا در
دیکھا بڑے بھائی کا سرستہ دو دن
وہ گر کے تڑپنے لگا بھائی کے لہیں
آیا ہوشی تھی تکم کر کے دو بارہ ہمچنانے لگا بھائی کوہ بھائی کا پیارا
اور کوچکلا بھی بھائی کو بھکارا جانے تھے سے سر اس کا بھی اُٹا
دھنگی دخوں کا لگا شمشیر معدہ میں
بھائی کا ہو میں گیا بھائی کے اُٹوں





پانچھویں (منجوب موقوت) رسول کے لئے ہے فاقہ عومنی مصیبہ مدد
اوہاں بیت کے لئے ہے مغل اس عکم علینما جملہ المُرْدِدَة
یعنی الفتوحی۔

چھٹے۔ رسول اور اہل بیت رسول امان میں امت کے لئے عذاب
الہی سے مانگان لیجتنا بھیم و آنت فی همہ اہل نیں غناب
کرے گا ان پر جب تک تم ان میں ہو۔ اور اہلیت کی شان میں حضرت
رسول خدا لے گرا یا۔ النبومہ امانت لا ہیل الشما و اہلبیت امانت
الامق۔ تاریخ اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔ اور میری اہلیت
میری امت کے لئے امان ہے ۔

ساتویں بحالت جنابت مسجد بنوی میں بانا ۔

آٹھویں۔ حضرت علی کادر روازہ مجدد کی طرف کھکھے رہنا۔ پنٹا پنچ
این عہاں سے مردی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا نے ان تمام محبوب کو
ونحن کے دروازے مسجد کی طرف کھکھے ہوئے تھے بذر کرنے کا حکم یا اپن
علی کے دروازے کے سوا اس در سب کے دروازے بند ہو گئے۔ اس کو
لوگ ناخوش ہوتے۔ اور حضرت سے ملکا یافتا گا۔ اپنے پانچے حباب د
امام کو تمام در طاقتے قبض کر دیئے لیکن علی کادر روازہ کھلا کھا ہے۔
بجواب ان کے آپ نے فرمایا۔ کردیں نے علی کادر روازہ کھلا کھا ہے۔

پانچھویں بیان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کو دن ہر اہلیت کا وقار کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ کریمیں بالکل خاتم ہو گیا۔
منقول ہے کہ جناب بریزہ نے روزِ عاشورہ اُس قوم برشعار کے مقابلہ پر
نقفر بر فرمائی تھی۔ اس میں بھی کہا تھا۔ کہ اس قوم یہ وہی حسین ہے جو دوڑ
میاں بدل خدا کی وجہ انتہا اور رسول کی رسالت کا گواہ بن کر کھلا تھا۔ اُن
ثُم نے اس کا روشنہ اتفاق پست کر دیا۔ کاب اُس کی بات بھی کان حمر
نیں میں نہیں۔ یعنی کریم بریزہ سعد سے ایک شی کو خلا اور کھنگ لگا۔ لے بریزہ
تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ کہ حسین کون ہیں پوچھ کر اس شفعت
امیر المؤمنین میں بدوں معادیوں کے خلاف بغاوت اختیار کی ہے۔ لہذا
اس کا قتل بھی رواج ہے۔ یہ من کو خناپ بریزہ کو ختم کیا گیا۔
ہمیزہ کر کے گھوڑے کے کفر زہ جلا دیا ایسا لگایا وار جنم پوچھا دیا!
اس وقت میں جزر دریہ اندھی کھادا کتے تھے جو کہ حضرت عباس نہادا
اُنکے داری میں گردایا کریں ویاں سے

آتی تھی مر جا کی صدا آسمان سے
مؤمنین جناب بریزہ ہولی بٹے مومن بستی و پریزہ گوارتے اصحاب
امام حسین میں اُن کا ایک غاص مرتہ ہے۔ یکجا ہے۔ کشپ ناشر جمع
چھوٹے پہنچے میں سیکنڈ و می مغزہ دریخیہ پر خالی کوئی نہیں ہاتھوں لٹکا دار
العطش ملٹش بند کر رہے تھے۔ تو جناب بریزہ پہنچے جیسے میں مشقول عبادت

پانچھویں بیان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حاصل تھی۔ تو پھر بریزہ رسول ان سے بترخیل نہ رسول کون ہو سکتا تھا افسوس
ہے۔ کہ بعد حملہ رسول مسلمانوں نے ان خفگان کا ذرا الہاذہ کیا۔ اور
امیر المؤمنین میلہ الاسلام کرو ہوہا اوتین پہنچا گئیں۔ کہ ان کے قتوس سے
کلہم لڑتا ہے۔ کس قفالوں کی بات ہے۔ کہ جو علی دقاقلہ اور حسن د
حسین بھی کو حضرت رسول خلا روز بیانہ اپنی بیت کی تصدیق کے لئے
سلے کر رکھتے تھے اور یونی قرآنی صادقین میں تھے فرک کے پانچیں میں
سب کی گواہی روکر دی گئی۔ اور حکومت کرنے والوں سلطنتی طبع
ان کو بھی جھوٹا سمجھا ۔

صواتی عرق میں ہے۔ کہ روز شوری امیر المؤمنین طیۃ اللہم نے
اپنے استحقاق کے ابیات میں آئیہ جاہلہ کو پیش کر کے اصحاب شور علی
سے حفر ما یا تھا۔ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم میں کوئی
حضرت رسول خدا سے بجاوی قربت بھجو سے بیوادہ ہے میں وہ قصر بریزہ
جن کو حضرت رسول خدا نے اپنا نفس قرار دیا اور جس کے پیشوں کو
اپنا یہاں اور جس کی مسترات کراپنی میتورات کہا۔ ان سب نے کہا۔
اپ بجا فرار ہے ہیں۔ ہم میں کسی کو یہ قربت حاصل نہیں سافوس
کہ زہاں سے اقرار کرتے تھے اور علما حضرت کوان کے حقوق سے محروم
کر لے گیں کوئی دیقتہ باقی نہ رکھا۔ ان کی فکار کو شیش ہی کجا پیشہ ہوا۔

اہلی میں امداد کر دعا کرنے کا۔ کہ ہم کو خدا اس کو شیش میں کامیاب کرنے پر کہ جناب بُریر اور ان کے ساتھی معموروں پر سوار ہو کر نہ فرات کی طرف روانہ ہوئے۔ بُریر دہان پر پہنچے۔ تو فوج کے ایک سوار نے ٹوک کر کہا۔ کون آئیئے جناب بُریر نے اس کی آواز کی وجہان کر لی۔ اور کہا۔ کہ اے جنبدال اللہ ہیں ہوں بُریر این خصیرہ سماں۔ اس نے آیا پہلوں کو نہ سے اپنی پیاس بھائوں اس نے کہا۔ اے بُریر چوں مگر تم میر سے ہم بیله ہو۔ لہذا اتنی اجازت فی سکتی ہوں۔ کہ تم اور تمہارے ساتھی نہ سے اپنی پیاس بھائیں مشکیزوں میں پانی بھر کر نہ لے جانے دوں گا۔ جناب بُریر نے فرمایا۔ اے عبد اللہ دا نے ہوتم پر میر سا اور تو تجھے رحم آئے۔ مگر اولاد درسلیل پر رحم نہیں تا۔ آج چھوٹے چھوٹے پتھے پیاس سے اس طرح تڑپ رہے ہیں کہ اُن کی فریادوں سے دل پتے جاتے ہیں۔ یہ سن کر عبد اللہ کے دل وہ اثر ہوا۔ اور کہنے لگا اپھا اے بُریر اس وقت بہت سے ہر وہ مدار سو رہے ہیں خاموشی سے اپنی مشکلوں کو بھر کر جلد از جلد وہ پس ہو جاؤ ۴

پس یہ جناب من کو حضرت بُریر نہیں واپس ہوئے۔ پانی کو دیکھتے ہی دل پر ایک پھری ہی پھل گئی۔ چھوٹے چھوٹے پتھے پیاس کی پیاس کا تصور

تھے۔ پتوں کی یقیناً دشمن کو اول لرز گیا۔ خیمہ سے بے تاباد نکلے اور حباب امام حسین کو جمع کر کے کئے گئے دستوارے ہو۔ قم پہاڑ تھا۔ اس حالت پر کہا۔ اولاد رسکل پیاس کی بیڈت سے تڑپ ہی پتے اور ہم اپنے کاڑیں سان کی فریاد شدیں ہے ہیں۔ سب نے کہا۔ بُریر بے شکران کی فریادوں سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ زندگی دہانی جان ہو رہی ہے۔ بھیں ہیں آتا کہ ان حضوم پتوں کی تکلیف کیوں کر قدر کریں۔ جناب بُریر نے فرمایا۔ یہ وقت شب ہے۔ نہر کے پہرہ دار سورہ سے ہوں گے۔ حکومت دی سوار ہو کر جلد اس طبع بنے مشکیزوں میں پانی بھر لاؤ۔

پتوں کو تم پیارا بھروسے کیں قدر۔ روشنی ہیں ہمارا، ہیں دیکھ دیکھ کر مادر ہیں شکر کے نیکاں آئے آج گر۔ پتوں کو پیاس سے مر جائیا۔ اگر کیا پھر جواب دیں گے عملی دبتول تو

کس طرح منہ و کھائیتھے پھر تم رسول کو پیش کہ کہ جناب بُریر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ساتھ ان کے داؤ شخص بھی ہمراہ ہوئے۔ بُریر نے ایک سو کھاہ پھٹا مشکیرہ اٹھایا پہلے خیمہ پر تشریف لائے۔ اور پتوں کو پیار کر کے کئے گئے۔ اے پتوں گھبرا نہیں ہم تمہارے واسطے پانی لینے جا رہے ہیں۔ یا تو پانی لے کر آئیں کے درست تھیں زندہ صورت نہیں دکھائیں گے۔ تم اپنے نئے نئے ہاتھ درگاہ

صبر ۱۵

صنعتی ہی صد اپتوں کاں غول جرایا۔ ہر ایک نہ پانی کے لئے باقاعدہ بڑھایا۔
گئے تسبیح کئے ساتھ وہ مشکیزوں کے اپر
تب کھل گیا مشکیزوہ کا منہ دامے مقدر
پس جتنا پانی تھا وہ زمین پر بہ گیا حضرت بُریر کی مختبر نگائیں
مل گئی۔ پتھے یہ دیکھ کر دنے لگے۔ انشا اللہ! کس قدر پیاس کا غلبہ ان
پتوں پر تھا۔ کئی پتھے اس زمین پر جہاں پانی پیا تھا۔ لیٹ گئے تاکہ زمین
کی نی سے دل کو کچھ تکین ہو۔ یہ حضرت بُریر سے دیکھا د گیا۔ پس حضرت
سے میلان کا زار کی اجازت لے کر ان مروں پر بھیٹ پڑا۔ راوی لکھتا
ہے کہ حضرت بُریر نے تھوڑے عرصہ میں ان ملائیں کے کشتوں کے پتھے
نکاویے۔ اور کسی کو مقابلہ کی جگہ اس طرف سے تھی کہ اس شیر دلیل ہو
ایک بڑا شیر دلیل پر حلک لکیا۔ اور چاروں طرف سے تھی کہ اس شیر دلیل ہو
وار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت بُریر سے پانک زخمی ہو کر گھر فرے
سے گھر پڑے اور گرتے ہی آواز دی یا بن الرسل انشا اور کئی۔ اے فرزند
رسول میری مدد کو آئیے۔ کہیں نے اپنی جان آپ پرے نثار کی۔ یہ
ئں کرام حسین علی السلام موعظہ نعمت فقا کے بُریر کے پاس پہنچے۔ یکن

نیازوں بس

کر کے زار نزار دلے لگے اور اپنے دل میں کہا۔ اگرچہ شدت پیاس سے بیڑا جگ جھی کہا۔ ہورہا ہے۔ مگر یہ مرقت سے دُور ہے۔ کہیں پانی پی لوں۔
اور پتھے پیا سے ہوں۔ جب تک اولاد رسول کے پتھے بیڑا نہ ہونگے پانی پیا
بجھ پر حاضر ہے۔ یہ کہ جناب بُریر نے پانی کا مشکیرہ بھرا اور خوشی خوشی
وہاں سے نکلے۔ آہ آہ مومنین۔ ایک پیاسی نے ان کو بچان کر شو جوایا۔
کاے پھر وہ مارو کہا بے خوبی سوتے ہو۔ بُریر بھانی مشکیرہ حسین کی طرف
پانی لے جا رہا ہے۔ جگدا نہیں گھیر کر پانی چھین لو۔ پس آواز اس فیکی
ئن کر تامہرہ دار چوناک پڑے اور چاروں طرف سے جناب بُریر اولاد کے
سامنے ہو گیا۔ بچان انشا، اصحاب حسین کیسے بہادر جانباز تھے کہ
تینوں دینداروں نے تلواریں بیام سے کھینچ لیں۔ اور ان اشتیا سے لڑائی
کیا۔ یہاں تک کہ بت سے ناریوں کو واصل ختم کیا۔ ان کی بے پناہ تھی زندگی
ویکھ کر وہ روابہ صفت بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور جناب بُریر صبح و سلٹ
مشکیزوہ لئے ہوئے خیمہ بھاگ حسین میں داخل ہو گئے۔ مومنین اس وقت بُریر
کی خوشی کی انتہا دھتی۔ دُور ہی سے ۵
آواز دی پتوں کو جلدی ادا ہراؤ۔ اور گونے جو نالی ہیں بھی تھے اسے

بارھوں محلہ

در حالات شبِ عاشور

حضرت یعنی نے مٹاہ سیر صحابہ سے یہ حدیث نقل کی تھی۔ رَحْمَةُ رَسُولِنَا فَرِمْيَا مَنْ أَمْرَكَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِذْمَرْ فِي عَلْمِهِ وَالْأُنْجَى
فِي تَقْوَاهُ وَأَبَى إِبْرَاهِيمَ فِي حَلْمِهِ وَابْنِ مُوسَى فِي هِبَّتِهِ وَ
إِلَى عِيسَى فِي عِبَادَةِ قَلْيَنْظَرِ إِلَى وَجْهِ عَلَى ابْنِ ابْنِ طَالِبِ
يُعْنِي بُشْرَخَصٍ يَوْمَ تَسْأَلُهُ - كَذَاقَمْ كُوْلَمْ مِنْ - فُؤْغُ كُوْلَمْ كَتْقُونَيْ مِنْ -
إِبْرَاهِيمَ كُوْلَمْ كَعْلَمْ مِنْ - مُوسَى كُوْلَمْ كَرِبَّتِ مِنْ اوْصَى كُلُّكَ كَجَّادَ
مِنْ دِيْكَيْ بِسْ اسْ لَوْجَاهَيْ - كَعَلَى كَسْهَرَهُ كَيْ طَافَ نَظَارَهُ لَيْتَنِي يَهُ
سَبَكَالَاتِ اَنَّ كَعَدَ اَنَّ كَوَلِ جَائِشَنَگَ - حَفَرَاتِ قَوَرَتَ نَهُ
جَبَ خَلَافَتِ كَيْ بَنَيَادِ رَكْهِي - شَوْكَمْ شَوَّاهَ كَرَاقْ جَمَاعَلَنَقْ جَلِيقَهَ
لَيْتَنِي زَمِنَ كَيْ بَنَجَعِ مِنْ خَلِيفَهَ بَنَانَهَ دَالَلَهَوْلَ - لَيْتَنِي كَرْفَتَ اَبَكَ
قَصْرَنَوْتَ تِيَارَ كَرْهَيَ - تَوَآپَ جَاتَتِهِنَ - كَجَبَ مَكَانَ بَنَانَهَ جَاهَيَ

آہ، آہ حضرت کے پونچھے سے پہلے جناب بریر را، ہی جنت ہو چکے تھے
حضرت میڈا شہدا بریر کی لاش لے کر خیر میں آئے۔ کا تھا ہے کہ جب پونچھ کو
معلوم ہوا کہ بریر کی لاش آئی ہے۔ تو سب طبق بانہ کر گرد لاش جمع
ہو گئے۔ اور بے اختیار کہا سے

پونچھ کی تھی یہ صدرا۔ یادِ شاد واد وادا - یادِ شاد واد وادا
لے بریر خیر خواہ، تھاخو صلد تیرابڑا - کون ہے جو سے بھلا۔ یادِ شاد واد وادا

پانِ تھاتیر سے من کے بس۔ کیوں شُجْھانی پیاس

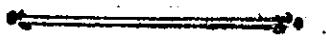
نیساں بھار رہا۔ یادِ شاد واد وادا

جِنْکَ تَحْمِي بِنْ عَلَى - بَهَارَ رَاجَ تَحْكَمْ حَسَنَ - پانِ تُولا کر رہا۔ یادِ شاد واد وادا

مَرْغَيَّاً تُوا خَلِيرَ بَهَارِی بَسْ قَمَتْ كَاهِيَسَرَ - هَسَقَمَ سَكَبِجَ بَعْرَاهَا، یادِ شاد واد وادا

خَلِيرَتْ تَحَاكِيَهَ جَزَرِی لَهُ قَوْمَ جَرَرِی

پُونچھ کا تھا مَاتَمْ بَسَا - یادِ شاد واد وادا



بارھوں محلہ

کی کوشش کرتے تھے ان کا یہ دعا ان اقتدار انکھوں میں خارکی طرح سے
کھلکھلاتا تھا۔ وہ سمجھے ہوئے تھے۔ کران کی موجودگی میں ہم کو بھی پیشوائی میں
فرماغ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ یہ دلایا مام حسین کے درپے قتل ہوا
وہ چاشنا تھا اور اچھی طرح جا قاتھا۔ کہ جب تک حسین دُنیا میں موجود ہی
وہ خلیفہ رسول کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتا۔ افسوس صد افسوس بجا شے
اس کے کو سُلہان اہل بیت علیہم السلام کے علم و فضل سے دھانی بکات
جا سکتے۔ ان کے ایسے چانی دُشمن ہوئے کہ جب تک کہ بلاس اس
عکس کو اچھی طرح شہادہ پر باد کر لیا جیں ذایا۔ آہ، آہ کوئی تکلیف تھی
جو دُشمنان دین نے ان پاک ہمیوں کو نہیں پہنچائیں غاص کر کہ بلاس
تو وہ دھیان مظالم ہوتے۔ کہ جن کے تصور سے کلیہ ارز تھے بتر جلوں کو
لاکھوں گھونکوار درستے گھیرے ہوئے تھے۔ دُوسری محروم سے بنی
کے نواسے پر جڑھانی مشرف عہد ہوئی اور دسویں محروم کو شجتن پاک کا
خاتمه ہو گیا۔

مومنین، سورہ عاشور کی صفحہ دو صفحہ تھی۔ کہ آسمان پر ایت کے تابندہ
تھے زمین فرنخا میں غُروب ہو گئے اور دُوسری صفحات کے آپار منقی

حالات شبِ عاشورہ

تو پہلے مکان کی بُنیا درکھی ہاتی ہے پس حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم
بُنوت کی بُنیا درکھی گئی۔ اور پھر یکے بعد و یگرے قصر بُنوت تھا اس سوتے چلے
آئے۔ تا انکے بنا بَمَحْمَضَطَهِ اصلِ اللہ علیہ وسلم وَالْمَلَكُمْ پُر خُتم بُنوت ہوتی۔
اور یہ آخری قصر بُنوت تھا۔ مگر اس شان کا ک تمام کمالات ابیاد کا مجموعہ
کیوں کران کے بعد دیر بُنوت ختم تھا۔ اور قیامت تک آئے والی نسلوں کے
یادی و رہبرتے۔ اسی لئے قدرت نے تمام شرف و فضل اس قصر
بُنوت پر تمام کر دیئے۔ چونکہ مکان کے واسطے دروازہ باعثِ فضیلت
شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ دروازہ دیکھ کر ہی مکان کی شان کا پتہ چلتا ہے۔

اس لئے اس احری بُنوت کا دروازہ اس شان کا تھا کہ اس فرانے سے
ہر ایک بھی کے تصریح جانے کا راستہ مل جائے۔ بلکہ دروازہ ہی میں ہ خصیبا
ہوں ک تمام ابیا کی یاددازہ ہو جائے۔ ہی میں ہ خضرت ختنی مرستہ فرمایا تھا
کہ آنہ میں یعنی العلم و علیٰ بیانہ میں ملک کا شہر ہوں۔ اور علی اس کا
دعوانہ بے حضرت ای کمالات اُن میں تھے چن کو دیکھ کر لوگوں کے
دل میں شکرِ حمد کی آنگ بھڑک اٹھی۔ پچونکہ وہ اُن صفات میں حضرت کا
متقابل توانہ کر سکتے تھے۔ لہذا دُنیوی حیثیت سے ان کے مارچ گئے تھے

ہونا ک خواب دیکھی ہے۔ کہ جب سے پریشان ہوں، آپ نے پوچھا کہ ایسے سیکھنے وہ کیا خواب ہے۔ مجھے سے بھی بیان کر دیا تھا اس مقصود کے کارے باہمیں خواب میں دیکھتی ہوں کہ ایک شکر پکار لے جان کے پتوں میں برچیاں اور نیزے ہیں۔ ہمارے پتوں کے اندر چلے آئے ہیں۔ اور سے

یستا ہے کوئی زینب کلشوم کی چاد عابد کو جانا ہے۔ کوئی ماں کے شوکر ہے جیتنا کا ان سلسلے کوئی تجھر آتش سے جلاتا ہے۔ کوئی آپ کا پتر سر نکلے مر م آپ کے چلاتے ہیں ہاہا

اور کوئی حمایت کو نہیں آتھیں ہا
بعد اسکے میں کیا دیکھتی ہوں کو مضر یاں آئیں سہمنج و محل کی میشتر پھوپھی میں میری اپرچڑھی کھجھٹے سر ہیں زینب کلشوم میں پوچھنے والا تو چلتی ہے آتش سے پھوکرم نہیں ہے

اوہ سہاڑوں میں تجاویز کے لعلیں نہیں ہے
اغتشہ بھول سرہیں کئی بیروں کو اپرہ کیس کا کوئی سہمنج والد کے کھنیر کئی تو ہے دستاب، کوئی ہر منور اک سرپے گما نکبر زینب کے ہمارے

مر نکی پل جائے گی جب تاہ پکار اور ایں بھی ہو بھگی آفت میں گزار
نخدا سا گلا جب تیرا تی میں بندے گا
تب حال تیں کامیری بجان کھنے گا

حضرت راوی جو واقعہ کا مبصر ہے وہ بیان کرتا ہے۔ کہ جناب سید الشہداء مشیح ماشیر کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے خدمت سے بے لذمہ ہو شے تاکہ پسی عزیز و انصار کی حالت کو ملاحظہ فرمائیں۔ آپ انصاروں کے خیمے دیکھنے کے بعد اپنے خوبیوں کے خیمے کی طرف آئے۔ تو کیا دیکھا کہ سب میں بیان اپنے اپنے پھول کو ماسٹے ہنگ کے تیار کر رہی ہیں اور سماں صحت آمیز کلمات بھی کھنی جاتی ہیں۔ مجب سے پہلے اپنی مار جانی بھن جناب زینب کے خیمے میں آئے۔ اور باہر کھڑے اپنی بیشتر کی گفتگو شنے لگے۔ تو دیکھا کہ عون و محمد والیں کے ہمیں زینب کوں جان پر شمار ہونے کا وقت ہے۔ اخوان کا اور رازیں کیمیں زینب کو شرمندہ دکھنا تم جغیز طواری کے پوتے ہو اور علی مرضی کے دوسرے ہو۔ ایسی جنگ کر دے کہ دشمن پناہ مانگتے پھریں اسے پیار و اپنی بجان کو غریز

خاک مار دیں بھر گئے۔ شب ماشیر کے واقعات کے متعلق لکھا ہے کہ بیرات اہلیت طاہرین کو بصفہ مشکلی میں تھی، کیونکہ بلاعین امداد ملت کی دیتے تھے اپنی پست طاہرین نے محض یہ رات آخری عبادت کے لئے مخصوص کر لی تھی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ تمام رات کیا مرد کیا بُوڑھے۔ کیا جوان اور کیا پچھے اس طرح سے عبادت میں مصروف تھے کہ آوازان کی شہد کی متعجبی کی طرح اسے ہی تھی۔ ان غوس میں کوئی سرایا نہیں۔ بلکہ عبادت الہی میں ہی رات گزاروی۔ یہ رات ایسی ہولناک تھی کہ چرند۔ پر نہ بچاں جنگل سُنان۔ اہلیت کی یہ آخری رات دُنیا میں تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جناب سید الشہداء عبادت میں مصروف ہی تھے۔ کان کی لاٹی بیٹھی جاپ سیدنا حضرت کی گود میں آیا تھی، آپ اس کو سینے سے پہلا کر پیار کرنے لگے۔ یوں تو حضرت کو اپنے سب پتوں سے ملی ہی محبت تھی۔ مگر یہ بھتی ہی سب کے بھینے پر سونے کی عادی تھی، شہب عاشوری کی رات حضرت کے سینے سے بیٹھی ہوئی۔ یہ مخواہ پھونک پڑی اور دو قلچانی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ اے بیٹی تیرے رو نے کا کیا باعث ہے۔ فرمایا اس مخصوص نے۔ کہ اے باہمیں نے ایک

نیزے پر محبت شان سے وہ جلوہ نہ مانے
؟ اذت کی نگاہوں سے مجھے کیکہ ہا ہے
پس سکینہ سے یہ خواب من کراپ بہت روئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے
جان پر اس خواب کی تبیر ہے کہ ٹوبے پدر ہوگی۔ اور میں بے سر
ہوں گا۔ صبر کرو خلا صابریوں کے ساتھ ہے۔ اور اے میری پیاری سر
سر خواب ہیں دیکھے ہیں ہیں نیروں کا کپڑے اے جان پر فوج شینی کے ہیں کوہ اس
کھانہ ہوں قسم سر کی تھے اے میری بیختر کو جانشی پیاسوں کے گھن میں مکر
وہ سر کی تیرے پھر پہلافت کی نظر ہے۔
اے باپ کی پیاری وہ تیرے باپ کا نہ رہے

یکھات پلنے پر عالی مقدار سے من کر دہ مخصوص اپنی میں کی گودی
میں جلی آئی۔ مگر وہ قلچانی تھی۔ اپنی ماں سے مل کر سب حال بیان کیا
اور یہ بھی کہا۔ کہ اے آمان جان سیرے بابا فرماتے تھے۔ کہ سکینہ
کھل تum پر کوہ تیبی گر پڑے گا۔ پیاری آمان بھنے بتلائیے کہ کوچوئی کیا
ہوتا ہے۔ یہ من کر سے
نادان کی باتوں پر وہ ورنے لگی لچار چھانی سے لگا کروہ پیکاری بدل نہار

کے ہیں۔ مجھ پنی طرف سے شرپ قربان کرنا۔ اٹھوپنے تھے میری کمیں
تمار باندھوں میں آپ کی طرف سے قدیم ہونگا۔ یہ من کو جناب میت الشہدا کا
حال ہوتا تھا ہوا یو تو تھی بندھ کی اور آپ اپنے خیر میں چلے گئے۔ اتنے میں
جنپنیت کی نظر حساسان پڑی۔ تو کجا دیکھا کہ سیدہ معین نبادار ہے۔ آنکھوں کے
آنکھوں ہوئے۔ کنانہا علی اکبر عشق کا چشم و چراغ ہمشکل چیز۔ اذان کی ہی میں اس کا
سے آنسو میں کی اڑیاں پلکیں۔ سب کھٹھتے۔ کہ یا آخری اذان پر الجھوٹ
مادر علی اکبر جناب زیریث کو تاب دھتی۔ عالم بیہمہوٹی میں تھیں۔ کفعت نے
کما۔ بی بی صبر کرو۔ اٹھو دقت نہار ہے۔ ان کی سلامتی کی دُمما لگوئیں کہ
وہ غم کی ماریاں اٹھیں ڈھوکیا۔ ناز گواری۔ اور جناب میت الشہدا کی اقتدا
میں سب غازیوں نے ناز پڑھی۔ ابھی حق و صلات کے حکمتے نماز خدا ہی
میں صروف تھے۔ کفر قاتم بخار کی رفت سے قبروں کی بوجھا لشروع ہوتی۔
بہت سے صحاب پاؤ فاشید راہ خدا ہوئے۔ ہاتھ جونپے دہ باری باری
بعد حصل اجازت امام عالی مقام میڈاں کارزار میں آ کر شید ہونے لگے
حضرت میت الشہدا ایک کی لاش پر جاتے تھے۔ اور ان کو خیرتک لاتے
تھے۔ تا آنکھ اپ کے عزیزہوں کی باری آئی۔ وہ بھی باری تھوڑے
تھے۔

نرکنا۔ ویکھیغیر تراس طرح اپنی جانیں قربان کریں اور تم جلد بخے ہو کر اگر
اپنے خون میں دنہا وہ تو تمہاری زندگی کس کام کی۔ یہ من کر جناب
میت الشہدا دیر تک روتے رہے۔ پھر دسرے خدمہ میں پوچھے۔ تو
کیا ویکھا۔ کر جناب اُمریلی کا چشم و چراغ ہمشکل چیز۔ اخبارہ برس کا
کوہیں جوان ہو یا ہوا ہے۔ اور ماں ملی ابڑکے چھے پر یکملی باندھے
خانوش دیکھ رہی ہے اور کھتی ہے۔ کل کو یہ تصور ہیغہ خاک میں
مل جائے گی یا ان کی کو کھا جائے گی۔ یہ من کر حضرت روماں سے آنسو
پوچھتے ہوئے چل پڑے۔ تو کیا دیکھا کہ ایک خیر سے روشنی کی آواز
آمری ہے جب آپ وہاں پوچھے۔ تی حضرت نے عجیب و غریب نظر
ویکھا۔ کر جناب اُم کلثوم تور وہی ہیں۔ اور حضرت عباس ایک گوشے
میں بیٹھے اپنی تکڑا صعن کر رہے اور جناب اُم کلثوم روشنی جاتی ہیں اور
کھتی ہیں کر کل تمام بی بیاں اپنے بھوؤں کو جناب میت الشہدا پر
قربان کریں گی۔ یہیں اپنے ماں جائے بھائی پر کیا قربان کروں گی۔ اگر
آج یہ موقودہ ہوتا۔ تو مل لا ولدی کی کبھی شکایت نہ کرنی۔ یہ من کر
جناب جاسٹ ملدار فوراً اٹھے اور اُم کلثوم کے قدموں پر سر جھکا یا کہا

ارضیں — بہرہ — ممالک — حالات — عاش

وی عرصہ میں اپنی جان عزیز میت الشہدا پر قربان کر گئے۔ اس کے بعد حضرت نے
اپنی موت پر کھا نہی۔ اور واسطے منصب کے خیشہ، حل جرم ہیں اخیل ہوئے۔
اور سپرخکار و خیر پر آواز دی۔ کریا زینب و یاد کلثوم را سکینہ و روا
ریاب علیک بنی اسلام پھر فرمایا اسلام علیک یا فضیحہ جاتی
اُمی ناطۃ النبھر اور اسلام ہو میرا فضیحہ میری ماں فاطمہ ہر لکی نہیں۔
حضرت کی اُمی ناطۃ نبھر تمامی یہاں آپ کے گرد جمع ہو گئیں اور درود کر
پڑھنے لگیں۔ اسے فرزند رسول کیس ارادہ سے آپ تشریف لائے ہیں۔
فرواہ الوداع۔ الوداع۔ الفراق۔ الفراق۔ یہ سنتہ ہی ان بے کسوں کے
ول مینوں میں ہیل گئے۔ اور جسے کے اندر را ایک کھرام پہا ہو گیا۔ چار نظر
سے ڈکھایا۔ سیلان جسیں کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہیں۔ جناب نبی
عاشق زارین چادر سے ڈھکی ہوئی۔ ہال لکھنے ہوئے۔ بھائی کے گھے میں
باہم ڈال کرے

نیزبے روئے پوچھا کیا درکھر گئے عباس د قاسم علی اکبر کدھر گئے
میرے پر عقول کے دل برکھر گئے مسلم مکے لال دل برکھر گئے
کوئی نہیں رکا پشہ دیں پناہ میں روک کر کہا۔ کسنتے میں سب قل کاہ میں

بادھیوں — بہرہ — ممالک — حالات — عاش

ہمشیر سب ہمارے بد کار مر گئے۔ بھائی مصیب۔ بھائی ناصار مر گئے
شائی کٹ کے بھائی علیہ اسلام مر گئے۔ اکبر بھی کھا کے نیڑہ خونخوار مر گئے
و خست دل بخدا نہ لمسکے تریخ میں کہ
چورمگ اب کوئی نہیں چارہ حسین کو

ابھی آپ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ایک چار سال پتی نے اکرام اور
مظلوم کا من خام لیا۔ اور پہنچنے لگی۔ کیوں ہا جان اپنے منبر کو اپنے
فریبا اسے بیٹھی کیونکہ موت کو وہ قبول نہ کر سکے جس کی کوئی تیعنی دنا صدر ہو۔
یہ من کریتی نے حضرت بھری نظر سے باپ کے چھرے کو دیکھا۔ اور کسی گی
یا البتہ مُردن کا اقرب جدّا مَا۔ اے با اگر بیات ہے تو پھر تم کو
ہما سے جتنا کی قبر پر پنجا بیجھے۔ امام مظلوم نے ایک آور دبھر کر فرمایا۔
یا بھی لوٹر کاقطان نام۔ اے نبُر دیدہ اگر میرے مکان میں
ہوتا۔ تو تم کو اس حصہت میں کیوں چھوڑتا۔ آہ یہ من کر بیالی سکنہ بہلا کر
روئے گئی۔ امام علیہ السلام نے بتی کوئی سے لکھا یا اور دیر تک
پیار کرتے رہے۔ اور فرمائے گئے کہ اے بیٹھی باپ میرے میدنے سے سر
اٹھا کو اور صبر کر دی۔ میری فوج کو زیادہ نہ لڑکا اے بیٹھی تھے دنے سے بھے

تیرصوں مخلص

در شهادت حضرت مسیح موعود و محمد فرزندان حضرت نبی پیغمبر

قالَ اللَّهُمَّ إِنِّي فِي كِتَابِ الْمُحْيِيِّ وَفِي قُرْآنِ الْمُحْسِنِ، يَا أَيُّهَا الْأَعَزَّى إِنَّمَا أَمْسَأْتَنِي إِلَيْكُوكُوَّلَهُ وَكُوَّلَوْمَعَ الصَّادِقِينَ، حُكْمُهُمْ هَذَا نَبَّأْنَ بِهِ، إِيمَانُ الْأَوَّلِيَّنَ سَخَطُابٌ بِهِرَبَرَهَا هَذِهِ - كُلَّهُ إِيمَانُ الْأَوَّلِيَّنَ سَخَطُابٌ مُدَوِّنٌ، ادْرِسْتُكُونَ كَسَّهُ سَاقَهُ مُوْجَاهُمْ مُوْاَدَلَ شَرْطُهُ هَذِهِ، كَرْخُلَسَهُ مُهَنَّمَنِي خُوفِنِهِلَّوْلِي مِنْ رَكْنَاهُ كَسَّهُ تَيْمِ كَوْكَسِي فَرِيْبَ كَرْتَانِيَا خَجَّالَهُ كَسَّيْ كَامَالَ غَرِيرَ بَرْعَهُ كَيْ جَلَّهُ حُكْمُ دِيَالَهِي سَخَادُونَهُ كَيْ جَاهَسَهُ - پَھَرَ بَعْدِهِنَّ پَھَوْنَ كَسَّا تَهْمَهْرَنَا، سَاتَهُ حُكْمُ دِيَالَهِي سَخَادُونَهُ كَيْ جَاهَسَهُ - پَھَرَ بَعْدِهِنَّ پَھَوْنَ كَسَّا تَهْمَهْرَنَا، سَاتَهُ حُكْمُ دِيَالَهِي سَخَادُونَهُ كَيْ جَاهَسَهُ - اور سَاقَهُ بَنَنا اور جَيْرَهُ هَسِيْنِي اِرسَطَلَعَ كَاسَاتَهُ دُوَّ، كَ اُنْ سَجَنَ كَسَّهُ رَاهِكَ حُكْمَ كَبُورَهِي پُورِيَ تَعْمِلَ كَرْدَ - اور آگَارَنَ كَهْبَانَهُ بَلَذَهُ مُصَبِّتَ دِيَكَسَهُ، تَوَبَّنِي جَانَ تَكَسِّيَنَهُ مِنْ فَرَقَ ذَكَرَهُ - مِيلَانَ كَرْتَلَانَهُ عَنْهُ بَاطِلَ كَهْرَانَ لَعْبَهُ كَيْ كِيزَكِجَنَابَ اِمامَ حَسِينَ عَلِيَّهُ الْمَلَامَهُ تَجَبَ كَيْكَهَا كَابَنِيَنَ اِسلامَ جَيْرَهُ سَفَرَ بَهْرَانَهُ شَقَّتَ قَائِمَ كَهَا عَقاَ، اَبَ

مئہ چھپائے پھر وہ عرش کی شہزاد دل نے کہا اے اماں جان آپ کو کیا
ملکوم کرم نسخہ میں کیا شہزاد بُر کمی ہے۔ مگر کیا کریں۔ سمجھو رہیں یا مولوں ہی
ہیں ابھارت نہیں دیتے۔ آپ حضرت جہاں چھوٹے مامول جان سے
پُرچھ لیں، ہم نے ان کی خدمتیں بھی رخصت کے لئے عرض کیا ہے،
یہ مُن کر جا پڑیں رفیب کو تکین ہوتی۔ سمجھیں کہ میرے پیشے مجھے مُرخوذ
کریں گے۔ کہنے لگیں مجھے تو کچھ پہنچ نہیں کیا ہو گا۔ مگر اے نُورِ شہروں۔
تمہیں خود تو تمہارے مامول جان ابھارت دینے نہیں آئیں گے۔
جاوہیں طرح سے میں پڑھے منت سے ہماجت سے ابھارت ملیں
کرو۔ فرمایا ہون و محمد نے کہا اے اماں جان آپ ہی چل کوئیں جات
دلوازی بھے۔ یہ مُن کر حضرت زینب نے اپنے پھول سے پخوں ساری گُر
کی مکانی کو ساتھ لیا۔ اپنے بھائی کے خیسے کے گرد پچکڑائے گئیں۔ جین کی
نکھڑتی۔ دیکھا کہ ماں جانی زینب چھوٹے سے دُڑپھول ساتھ لے لئے ہے
کھرو ہیں۔ پُوچھا کہ اے ہیں خیر تو ہے۔ اُج ان و لوں گلعنڈاروں کو
کھوں ساتھ لا لیں۔ کہا کہ اے ماں جانی سیں کوئی مرد نہیں ہوں۔ کہ
تمہارے دُشمُنوں کو تم سے دفع کر دوں۔ کوئی فتح نہیں رکھتی۔ صرف

حست اذیت ہوتی ہے جس وقت میں دنیا سے گور جاؤں گا۔ تو پھر
چند جی چاہے رولینڈ میں تمہیں من کرنے نہیں آؤں گا۔ بلکہ تو سب
زیادہ خوار ہے۔ کوئیری لاش پر رفتے اور اسے پیاری بیٹی اب بھر کر دکر
دُہنچی کسی طرح سے سینئے بھارک سے جلانا ہوتی تھی ।

三

شاہ کنتھ تھلبیں نیا ده دغم کھاؤ سکینہ
 ماں پاس میری گفت بین جا میکنے
 ماں پاس لکھ کے بھلاؤ بھی جئے ہوں
 اطفال سول کھل کے بھلاؤ سکینہ
 یہ کہتا تھار کو مجھ سے ٹو افت نیا ذ
 ایسا شہر واک روز کو بھتا و سکینہ
 نہ کوئی گینہ مان کر قبول کھلی ہے میثی
 بایا کو فرم مرگ نہ رواو سکینہ
 خوش ہے بھکاروں کا لے میری بیاری
 خود بایاں تم کاروں سے بھراو سکینہ
 شہزادی ہری نئے سے ہاتھوں کو اٹھا کر
 ذاکر کو قیامت میں بھی بخدا و سکینہ

بودی خوشنوار بھی رہے۔ اس کو نیت دناؤ دکر سمجھیں۔ تو ایک پاپے
وہل میں پیدا ہوتی اور دینِ اسلام کو ہاتھ کھٹکے کے لئے مستقبل تجھے کہے
اپنی علی بھادوت کیلئے میں ان میں لاکر رکھ دی۔ مادر کماک خلاصہ میں کے
تمہار کا پتہ تک میں بن اسلام پر گراہن ہو جائے۔ مگر اسلام آنندہ کر سکھوں کو
حضرت یہی میران حق دا طل تھی۔ کیا بُونہ سے کیا نہ جایں۔ کیا پتکچانی جان کو
بڑی خوشی سے خالق اسلام کے لئے وقف کئے ہوئے تھے چنانچہ راہی
ہو وادھ کا منصر ہے۔ لکھتا ہے۔ کجب آپ کسانصار حضرت پر سے اپنی
جانیں قرآن کرچکے اور حضرت مسلم کے زہمال بھی شہید ہو چکے۔ وہ جا نہ
زیر بہشیز دلگیر چانپ شتر بر طبعی یہ قارئین مادر کمی تھیں کہ حضرت
امبر غیر توانی جانش قرآن کروں۔ اور نسب کے بیشے جنتے جائے پھر اس
یکدم اُمیں۔ پھر ان کو ماستہ فیبا ہوئن دعوت حاضر ہوئے۔ مال کو ادب د
سلام بھالا۔ مال نے پیشوں کو فیض و فضیب کی نظرے دیکھا اور کچھ
مرصد خاموش رہیں۔ پیشوں نے کہا۔ کلمے آماں جان آپ غلاموں سے
کیوں نا راض ہوں۔ مال نے فتحے سے کہا۔ کیا یہ ہے پرچھتے تمیں نہیں
صلوم گئے تھے۔ ماںوں جان پر غیر قوپشی جانیں خدا کیں ملود قم بجا نہیں کر

بہب اپ ہاہر چلے گئے تو جناب نے بے اپنے فیجے میں پورچک تبرکات لکائے اور دونوں بچوں کو آراستہ کرنے لگیں۔ بچوں سے کہیں کہیں نیتھی کے ڈھالو۔ بعد خوش رہاں کو کیا منہ دکھا دیں گی۔ جب وہ پُچھیں گی کہ اے نزیب تم نے جہانی کی کیا اولاد کی۔ تو فرم دیہ کہ جادویں کی تیج نسب کی لاج رکھ لوا اور ان کو آجا زت دو۔ یعنی کہ حضرت آپ دیدہ ہو گئے لور کما لے بن نزیب یا تم نے کیا کہا۔ تمہارے کارنے سے دیبا سر آنکھوں پر رکھے گی۔ کیا یہ دو پتے اس دشمنی دل بٹکر کو شاید عسکریوں ان کو خالع کرتی ہو ابھی انہوں نے دنیا کا دیکھا ہی کیا ہے۔ ماںوں کے پاس آکر جو جو چوک پیاس کی شدت انہوں نے کچھی ہے ان کے لئے بھی کام ہے جیسے کا دل گوارا نہیں کرتا۔ کہ اپنے نہ سے مرثی کی جا زت دوں اے نزیب خندہ کردہ۔ ان کو دا پس لے جاؤ۔

ہمیں یہ چلی ترجیح و جفری کے ہم نے کھویا کسی جہانی لے پتوں کو بن کے کہ کر آپ دتے ہوئے باہر تشریف نے کئے دل میں خیال آیا کہ اگر خیر میں ہونکا تو نزیب بر خود ہو کر نچوں کو آجا زت کارزار والے سگ۔

بھی میری کائنات دو پتے ہیں۔ ان کو آجا زت دو۔ کیونکہ میرے ہم نے کہ کر زبلے کے لئے فریدہ دیا جاتا ہے۔ میرے بچوں کو آجا زت نے کہ زینب کے ڈھالو۔ بعد خوش رہاں کو کیا منہ دکھا دیں گی۔ جب وہ پُچھیں گی کہ اے نزیب تم نے جہانی کی کیا اولاد کی۔ تو فرم دیہ کہ جادویں کی تیج نسب کی لاج رکھ لوا اور ان کو آجا زت دو۔ یعنی کہ حضرت آپ دیدہ ہو گئے لور کما لے بن نزیب یا تم نے کیا کہا۔ تمہارے کارنے سے دیبا سر آنکھوں پر رکھے گی۔ کیا یہ دو پتے اس دشمنی دل بٹکر کو شاید عسکریوں ان کو خالع کرتی ہو ابھی انہوں نے دنیا کا دیکھا ہی کیا ہے۔ ماںوں کے پاس آکر جو جو چوک پیاس کی شدت انہوں نے کچھی ہے ان کے لئے بھی کام ہے جیسے کا دل گوارا نہیں کرتا۔ کہ اپنے نہ سے مرثی کی جا زت دوں اے نزیب خندہ کردہ۔ ان کو دا پس لے جاؤ۔

ہمیں یہ چلی ترجیح و جفری کے ہم نے کھویا کسی جہانی لے پتوں کو بن کے کہ کر آپ دتے ہوئے باہر تشریف نے کئے دل میں خیال آیا کہ اگر خیر میں ہونکا تو نزیب بر خود ہو کر نچوں کو آجا زت کارزار والے سگ۔

تیرچویں جس

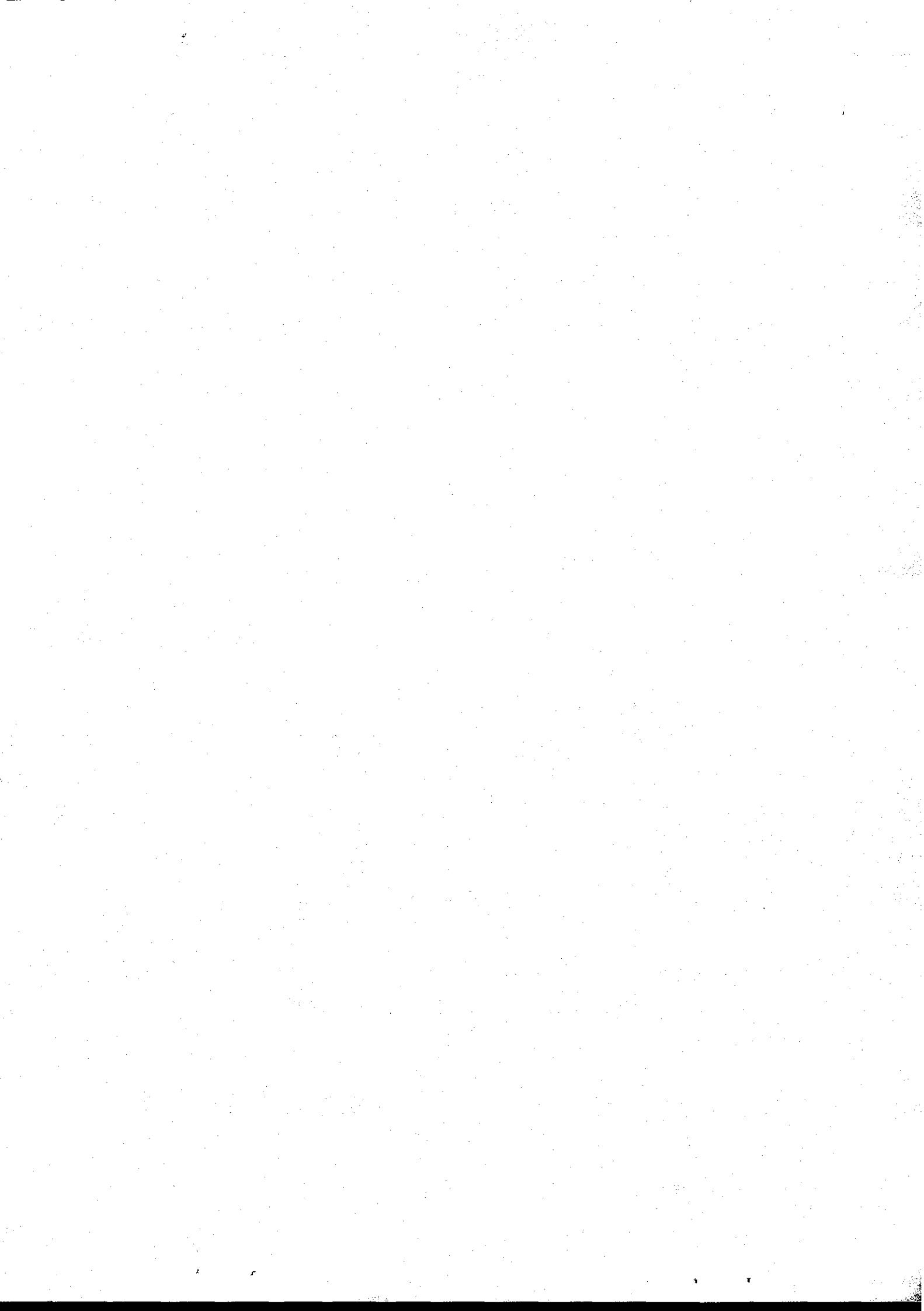
خداوت امام مظاہم میں خافرو ہے۔ اور عرض کی کہ میرے آقا۔ شاہزادی کسی بڑی نہیں مانتی۔ حضور کو اذن دیئے بغیر ہمارے کارنیوں حکوم ہوتا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ ایک تیر غول پر لگا ایشکوں کی جھوڑی کا دھی میں اسے کھا بڑی نزیب ہیں درسے کہتے گئیں مل جائے نزیب آپ پر شارہ ہو۔ ان اپنے خاموں کو شر دیکھنے لے را جا زت کارزار خاہیت فوجیہ نے بھی کبکش ہو توں سے نہ است ہو گی۔ ہم کی یہ تعریف سن کر فرمایا آپ نے کافس عذر کیسی پر یہ وقت نہ ڈالے۔ کار گروں کے پائے ہی کار گروں کے سان ہو گی۔ فوراً آپ نے اپنے بھائی عباس ملدار کو کیا جب وہ حافظہ بیٹھنے تک لے کر اسے بھیا عہدی میں اپنے بچوں کو اپنے جہانی پہنچوان کرنے کے لئے بیٹھی ہوں گے۔ تعریف نہیں لاتے۔ میری ہے قراری کا انہیں خیال نہیں۔ اے عباس بیٹھیں فریدہ میئے سے تو ہوتی ہیں نزیب کے پاس سیاں دو نیل بچوں سے اور دیکھا رکھا ہے۔ جو جہانی پر صدقے کریں۔ اے عباس آپ ان بچوں کو ساتھے جائیے۔ اور آقا سے سفارش کر کے اتنا کہہ دیجئے۔

گھر میں دقدم رخے کیا شاہزادی نے

بھوایا جائے صدقہ انہیں ناطر ہیں نے

الغرض حضرت عباس ہاں دو دنوں نہال گلستان جفری کو ماتھے

شہکی دعا۔ حضور کا اقبال ہائی
الغرض دو دنوں شیر گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان کی طرف کا ہائی



اور رجہ پڑھنے کے بعد فوج مخالف پر ایسا شدید حملہ کیا کہ دشمنوں کے ٹول کے قتل بھائے چلے گئے تھے۔ وہ شہزادے لارسے راستے غیرہ عرب سلطنت پر بخوبی کئے نہ ملعون خوف زدہ ہبک روشنیت خیبر سے نکل گئا اگر وہ کچھ در غیرہ میں رہتا۔ تو اس کا کام تمام ہے جلا تھا۔ اپنے اس ملعون نکل کر اپنی فوج کو ڈالنا۔ کچھ ستم بزرگ ہوں تو کوئی کوئی سختے ایسا خالد بزرگی پڑھیں تھا۔ اس نے کہا کہ اسے غرب سلطنت میں سچے دستہ دیکھنا۔ پھر فوج کے پڑتے اور ملک کے دلتے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے ذرا آگے پڑھ کر دیکھ۔ کہ کس طرح دلوں نے فوج سے زمین رنگیں کر دی ہے۔ اور میدان کر لایا گشتیں سے بھرو یا ہے۔

راوی کہتا ہے۔ کوہ جھرم کے دلوں شیر دشمنوں کو خاک پر گاتے اور زور حیدری دلخالت نہ کرنے کے لئے پر جا پہنچے۔ آہ جبید یاسوں نے نہر کے شندے سے شندے پانی کو میں مانتے دیکھا۔ تو بدن میں سننی پڑ گئی۔ پاہتے تو نہر میں داخل ہو کر پیاس بجھا سکتے تھے۔ لیکن بجان احمد کیسے وفادار و حق شناس تھے۔ کئے لگے۔ کہم سے پھر لے چھوڑ لے پہنچے تو نیموں میں

پیاس ہوں۔ اور تم ہاتھ پی لیں۔ پس ہاتھ کی طرف نظر اٹھا کر ہی دیکھا۔ کچھ مقامیں ہے۔ کہ جب یہ دلوں شیر فرات کی طرف سے واپس آ رہے تھے۔ تو ٹالین نے چار طرف سے گھیر کر دار پر دار کرنے شروع کر دیئے زخمی تو تھے۔ کہاں تک مددی دل فوج کا مقابلہ کرتے آج بزخوں سے چورچوڑ ہو کر گھوڑوں سے گرنے لگے۔ تو آزادی یا بن رسول اللہ اذیر کئی۔ حضرت یہ حدود سلطنتی میں مقتل کی طرف روانہ ہوئے آہ جب دلایا پہنچے۔ قدو دلوں کو خاک پر ایساں رکھتے پا۔ فم کی چھری بلکہ پہنچل گئی۔ ول سینہ میں تریپ گیا۔ حضرت میں اکبر و جہان حضرت کے مقابلے۔ دلوں نے لاشے گو دیں اٹھائے اور امام مسلم نے فلم کے پہریدے سے سان پر سایہ کیا۔ غرضیکار اس طرح سے خیرہ گاہ کی طرف چلتے۔ آہ جب سیدانیوں کو معلوم ہوا۔ کہ حون و محمد آ رہے ہیں۔ تو سب خیرہ جناب زینب میں جمع ہو گئیں۔ اُس وقت کا حال کیا ہیاں کروں۔ کہ جب پتھے لیئن زینب کے جگر کشہوں میں نہائے۔ زخوں سے چورچوڑ ہاں کنی کے عالم میں نیچے کے کانوں رلاشے گئے۔ ہر ایک بی بی ان کی حالت دیکھ کر ماہی

چاہا۔ کہ اپنے جگر کشوں سے پلٹ جائے گر جائے پیدا نی کے پاؤں میں زخیر ڈال دی۔ بازوئے امام نے جناب سید الشہداء سے فرمایا۔ کہ اے والی میرے۔ اس وقت ان پتوں کا وقت اخیر ہے۔ آپ ذرا ہاہر تشریف لے جاویں۔ کیونکہ کہا جوڑی مان اپنے بیٹوں سے آخری عطا کرے۔ یعنی کہ جناب سید الشہداء خیہ سے یا ہر چھٹے گئے۔ جناب زینب نے جب دیکھا بتوں کی حالت نازک ہے۔ ساں کی آخری گھٹیاں ہیں۔ قدو دلوں دشمنوں کے درمیان لیٹ گئیں۔ دار شناہ تھے بڑے کے بیٹے پر اور اُنکا ہاتھ چھوڑ دے کے سینہ پر رکھ کر فرمائے گئیں۔ کہاے میرے ٹوٹنالا۔ میں تمہاری مان نہیں ہوں۔ اس وقت تمہاری لیٹنے ہوں۔ یہ اللہ نے تمہیں شرف دیا۔ اے میرے لاڑکوں مان کو سفر زد کرنے والو۔ جنت میں اپنی لشناہی کی شکایت دکنا۔ اے حون جیا۔ اپنے چھوٹے برادر کا خیال رکھنا۔ انھیں ریتی رات میں کہیں ٹھہر جائے۔ ابھی، کہہ ہی تھیں۔ کہاں پتوں کو ایک اچکی آئی۔ اور دو دلوں مژدیں جنت کو پرداز کر گئیں۔ راتاں پردازنا طیب چھوٹوں

بے آب کی طرح تیزی تھی۔ پس جب مادر کی نظر تھوں پر پڑی۔ تینیل سے اُنہوں کھڑی ہوئیں۔ پتوں نے باہم اٹھا کر مان کو سلام کیا۔ ہلکی آواریں کہا۔ کہاں جان اب تو آپ خوش ہیں۔ خدا گناہ ہے۔ سرم نے کئی کوتاہی نہیں کی۔ پانی منہ کے پاس تھا۔ گرفڑہ پیاہ ہوتا ہے گا۔ اور اے اماں جان! ظالم ہر چند پوچھتے رہے کہم کس مان کے ذمہ پر۔ گرہم نے نہیں بتایا۔ یہ باتیں مُن کہ جناب زینب سے تاہم ہو گئیں۔ دلوں کے مُشتمل چوم کر فرمائے گئیں۔ کہاے پتھر تھا میں پر سو جان سے خدا۔ تم نے میری لاج رکھ لی تو میں نے دُدھی بھی بخدا۔ مجھ پر تمہارا بڑا احسان ہے۔ ابھی آپ یہ کہہ رہی تھیں۔

ناہاہ نہیں میت کی پچھی ہوئی آغاڑ اور سینہ سے بھی آنے لگی تھی۔ اُنکی آواز نسبی کل طرف نزگی سکھو ہو کیا ہاڑ۔ کی عرض اٹھا یہ بھائی خری اُنکی آغاڑ رکھ دیجئے ملتے قدم شاہ اُمہ پر۔

حضرت پتے گدم نکلے تو یاسوں کے قدم پر پھن کر جناب زینب کے ڈالوں میں مہر مادری کا ایک دھوکہ پیدا ہوا۔

پودھوں مخلب

شهادت حضرت قاسم علیہ السلام

قالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسِينٌ مَتَّى قَدَّامًا
مِنَ الْحُسَيْنِينَ - فَوَابَ جَانَبَ سَالَتْ نَابَ مَلَ الشَّطِيرَةِ الْوَسِيمَ
كَرِحِينَ بَعْدَ سَادَرِينَ حَسِينَ سَهْوَنَ - مُونِينَ - يَوْظَاهِرَهُنَّ - كَجَاءَتْ
أَهْرَمَ حَسِينَ سَرَلَ اللَّهِ كَبِيرَهُ بَيْشِي كَسَيْشِينَ لَهُورَ كَيْسَابَدَ مَيْسَانَا
كَخَطَابَ سَتَابَنَ رَسُولَ اللَّهِهِنَّ - مُغَرَّبَ كَاهَ فَرَمَانَا - كَرِمَ بَحِيَ حَسِينَ
مَلِيَلَةَ الْكَلَامَ سَهْوَنَ - اسَهْنَ جَرَلَكَوْتَاهَهِنَ بَيْنَ غَطَلَيَ كَعَاجَاتَهِنَ بَيْنَ
كَامَهِنَ - اورِيادَ كَرِيمَ اقْبَحَ حَضَرَتِ ابرَاهِيمَ كَا - كَجَبَ جَنَابَ شَلَيلَهِنَ
هَاتَهَ سَأَنْسَنَزَنَ اسَاعِيلَ كَهَنَاهَهَذَهَهِنَ ذَكَهَ كَهَچَهَ اورَلَكَسَهُونَ كَهَ
پَهَنَيَ اُتَارَهِي توَكَيَا دَيَكَهَا - كَجَانَبَ اسَاعِيلَ تَصَعِّي دَسَالَمَهِي اَبَ كَهَپَهِ
بَهَرَهِهِي بَيْنَ - مُغَرَّبَهِهِي جَهَتَ زَمَكَهَ كَلَاهَهِي اَبَهِي اَبَهِي - دَهَتَهِهِي

کی شناختی ہے۔ مجھے دیکھ کر مجھا پانی بھائی کی یاد تازہ ہوتی رہتی اس سفر نے
تو ابھی کم مہنے سے میراول اس پر آمادہ نہیں ہوتا۔ کتبے جیسا ذریں
کھلائے۔ نوش رو فرزند کو ان پتوخوار و نورانی میں تعلیم دیتے تھے و تبرکاتی
کے لئے پسجدیدیں۔ بیٹا یعنی بھائی سے تیری دیکھا ماں کا لکھنؤتی پڑھائے گا
آہماں کے پول میں ابھی بست سے اسلام ہیں۔ ابھی تو ان بے چاری نے
تیری جوانی کی بھار سی نہیں دیکھی۔ یہ سُن کر خدا پت قدر آہمہ دیہ رہئے
اور خدمتِ امام میں عرض کی کے لئے چا جان۔ یہ آپ کو لپٹ پھرد بڑھ کر
کی مزید کا داسطہ دیتا ہوں۔ کہ نہ کوئی شرف شہادت سے خود م درکشے
یہ فرور ہے کہ میں ابھی کم میں ہوں۔ میکن مجھ کو کہو منشی غرض ماضیل نہ کہ
میں جیسے فوجاں کا پوتا اور جاں جیسے فائزی کا ہفتھا ہوں۔ میدان میں
چاکر ہاشمی شجاعت کے رہ بجہر دکھائوں گا۔ کہ یہ نابھا رکھتے میں چاہیں
ابھی چجا اور ہستی میں یہ ہاتس ہو رہی تھیں۔

ایجی بچا اور بیجے میں جے-س، ووہیں مل کر
کہ ناگاہ ہوئی راک سٹون کی آہان جیپیدا
پھر جھا، کہ ماکیا تو یہ زیریت نہ تباہیا
کھن بیگا کے قابل نہیں کیا مر جائی
خستے: ملے کا بگو کرنی ویں جہاں

پیدا نہیں لائے جائیں دی۔ اور روز ماشیرہ اپنے اور پیشاجا بے کھین
سے حق وہ مال کے راستوں کے درمیان ایک ایسا نامایاں خلکھلتی دیا۔ کہ
قیامت تک نہیں کی کوئی طاقت اس کو شناہیں سکتی جیقت ہے۔ کہ دن برا
کوئی بڑا سچانے کے لئے جس وحدتی اور پیغمبری پیشافتے
کر بلاؤں نے کام لیا۔ اور اپنے کمال ایمان اور توکل ملی یا اندکا بترنے پر
کراپڈنیا کی تاریخ میں اس کی مثال دعویٰ نہیں سے نہیں بٹی نہ مرد۔
جان پیر پتھر اور پتھر جا۔ سب کے سب ایک زنگ میں گئے ہیئے
تھے۔ بتوت کا وہ تیغ جا میں کے قصیر سے لوگوں کے بدن میں عرضہ
پڑ جاتا ہے۔ وہ نصرت دین کے جوش میں اس ذوق و شوق چلنے پر
حکم گردادہ حادثہ شہد کے پیالے۔ ان کے نہیں لگا دیتے گئے ہیں۔
چنانچہ متفق ہے۔ کہ جب امام مظاوم کے قام انصار میدان جنگ میں
کام آپکے سارے عزیزیں بھی درجہ بدرجہ شہادت ہلانے لگے۔ تو حباب قاسم
ابن حنفی حاضر خدمت ہوئے۔ اور بعد سلام اذن کارزار اپنے جواب سے
طلب کیا۔ تو حباب نے اپنا شہدا اپنے تیم بیٹھنے کو چانتی سے لگا کر ہست روئے
اور فرمایا۔ سے لرز نہ تاریخ میں نہ کیوں کراچانست دوں۔ گمیرے بھے بھائی

چودھویں مجلس

شہادت حضرت قاسم علیہ السلام

قالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنَ بْنَ عَاصِي فَرَأَى
إِنَّ الْحُسَنَيْنَ - فَرَأَى جَنَابَ سَالَتْ مَبْعَدًا عَلَى الْمَدْطَلِيَّةِ الْوَسِيلَةِ
كَحِينَ يَجْهَسْ سَارِمَ حَسِينَ سَهْنَوْنَ - مُؤْمِنَيْنَ - يَقْنَاهُ بَرَّهَيْنَ - كَجَاءَ
إِمَامَ حَسِينَ سُولَ الْمُشَدِّكِيَّ بَيْارِيَ بَيْشِيَّهِيَّنَ - لَوْرَايَيْسَابَلِيَّنَ ابْنَانَتَا
كَخَطَابَ سَبَبَنَ رَسُولَ اللَّهِيَّنَ - مُغَرَّبَ كَاهَ فَرَمَانَ - كَمِيَّ بَحِيرَيْنَ
عَلِيِّيَّالْمَلَمَ سَهْنَوْنَ - اسَمِيَّنَ جَوَلَوْكَ كَوتَاهَ بَيْنَ بَيْنَ غَلَبِيَّيْلَهَاجَاتَهَيْنَ -
كَجَنَابَ سَوْلَ الْمُشَدِّكِيَّ كَهَنَهَ كَهَنَهَيْنَ - كَهَنَهَ كَهَنَهَيْنَ مِنْ دَمَاغَ
كَهَنَهَ كَهَنَهَيْنَ - اورِيَادَ كَرِيَّنَ اقْبَلَ حَضَرَتَ ابِيرَاهِيمَ كَاهَ - كَجَبَ جَنَابَ طَلِيلَيْلَهَيْنَ
هَاتَهَ سَهْنَهَيْنَ فَزَرَنَدَ سَامِيلَ كَهَنَهَيْنَ ذَكَهَ كَهَنَهَيْنَ اورِيَادَ كَهَنَهَيْنَ
بَهْنَيَّا تَارِيَ تَوكَاهَيَّا - كَجَنَابَ سَامِيلَ قَصِيَّيَّ دَسَالَمَ بَابَ كَهَنَهَيْنَ
كَهَنَهَيْنَ - مُغَرَّبَ كَيَّا پَرَادَاهَيَّهَيَّ - بَهْتَ كَهَنَهَيَّهَيَّ - دَسَتَهَيَّهَيَّ

بین رعشہ ہے۔ دعا مانگی۔ باڑا لانا۔ کیا میری قربانی قبل شہری۔ ملائی۔ جاؤ۔
ابراہیم ہیان بیت کا استھان تھا بیت کو دیکھ کر جسم پا جایا گیا۔ اسی جسم سے
ایک روشنی قربانی لی جائے گی۔ اس لئے جناب رسالت آب ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اگر خدا کو حسین کی قربانی میں کلمائیں بھی مخفتو
دھوئی۔ تو جناب اسماعیل میرے جذبہ بھر ہو جاتے۔ اور میراں جو
دُنیا میں نہ آتا۔ پوچھ کر جناب اسماعیل جھاط قربانی جناب حسین رہنا رہے
اس لئے حسین بھی حسین سے ہوں۔ دُسرے پوچھ کر جناب اسلام کو جو بعد جناب
رسالت آب بخواہ پوچھ مردہ ہو گیا تھا حسین نے اپنے خون سے
آہیاری کی۔ لفڑا۔ رسول بھی حسین سے ہیں۔ اپنے فرماتے ہیں۔ کہ ہم
اپنیت اولنا حمیداً وَ اوسْطَنَا حَمِيدٌ وَ اخْرَنَا حَمِيدٌ وَ كَلَنا حَمِيدٌ يَسِي
ہمارا اولیٰ بھی ممتاز اوس طبقیٰ ممتاز اور آخر بھی ممتاز اور ہم کل کے کل ممتاز ہیں
یہیں تو وجود حقی۔ کجب جناب رب الشہداء نے دیکھا۔ کہ میرے نانا کے بن کو
بایو چنان کے جو نیکے بر باد کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو صحیح و غلط رہتا کا
امتیاز رُشکل ہو گا ہے۔ تو آپ کے مل میں ناقابل ہوا شست توب پیدا
ہوئی تا اور آپ پوچھے جو شی کے ساختہ اُٹھئے اور اپنی کل بیضاعت کر کے

کی لہٹا فری ہے۔ مجھے دیکھ کر بھاپنی بھائی کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اس غریب
تو ابھی کم ہوتے ہے۔ میرا ول اس پر آمادہ نہیں ہوتا۔ کتنے جنائز میں
کھالے۔ نوش روڈ فرزند کو ان مختار دندول میں تیخ و تبر کھانے
کے لئے پسجدوں۔ پیشانی ہی جدائی سے تیری دُکھیاں کا کھہش پر جائے
آہماں کے پول میں ابھی بہت سارے مان میں۔ ابھی تو ان بے چاری نے
تیری جدائی کی بھار بھی نہیں دیکھی۔ یعنی کوچنا پ قائم آہمروہ ہوئے
اور خدمتہ امام میں عرض کی کلے چاہا جان۔ میں آپ کو لپیچہ دیکھ دیکھا
کی روح کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ مجھ کو شرف شہادت سے محروم درکھش
یہ فرو رہے کہیں ابھی کم ہوں۔ یہ کن مجھ کو حد نہ کریں غریب میں
میں جیسے شجاع کا پوتا اور جاہش جیسے غازی کا بھیجا ہوں۔ میدان میں
چاکر ہاشی شہادت کے دو جو ہر دلکھاوں گا۔ کہ یہ بکار رکن میں یہ ہائی
ابھی چجا اور نسبتی میں یہ ہائی ہو رہی تھیں۔

کہ ناگہہ ہوئی ایک بیٹے کی آذان حسینہ تب دُر کی خیسیں گئیں تیر دالا
پہنچا، کہ جا کیا تو زیریت نہ تباہی ہے۔ مادر قابضہ تھے کہ جب حال بنا یا
خستگی ملے کا گزر قائم میں بھی کیوں نکلا جانت دو۔ کوئی بھی بھائی

میدان میں لا کھالا دی۔ اور روز ماذیرہ پہنچے اور پہنچا جا بکھل
سے حق وہاں کے راستوں کے درمیان ایک ایسا نامیاں طلک کھینچ دیا۔ کہ
قیامت تک فیکاری کوئی طاقت اس کو شاہین سکتی جیقت یہ ہے۔ کہ دین خدا
کو ہر یہی بوجات سپھانے کے لئے جس وصل مندی اور فیر معنوی شجاعت
گر بلا والیں نے کام لیا۔ اور لپٹے کمال ہیان اور توکل علی انشد کا بستر نہ ہے
گرا باڈنیا کی تاریخ میں اس کی ششل مذہبیت سے نہیں طی نہیں مرد
جان و پیر پرچھ اور پوچھا۔ سب کے سب ایک رنگ میں نگہ ہیتے
تھے بیوت کا دوڑہ رنگ جامیں کے تصور سے لوگوں کے ہدن میں رُشہ
پڑھتا تاہے۔ دُہ نعمت دین کے جو شی میں اس ذوق و شوق سپلی رہے
تھے گویا نعد حادثہ کے پہلے۔ ان کے تھے لگانی شکنے ہیں۔
چنانچہ منتقل ہے۔ کجب امام مظلوم کے تمام انصار میدان جنگ میں
کام آپکے ساروں نہیں دیج دیج کے پڑھاتے۔ کہ تو جناب قاسم
ابن حسن حافیز خدمت ہوئے۔ اور بعد اسلام اذین کارزار پہنچا چوپا سے
طلب کیا۔ تو جناب رب الشہداء پہنچتیم بھیجے کوچانی سے لگا کر دست دوئی
اور فرمایا۔ اسے فرزند قائم میں بھی کیوں نکلا جانت دو۔ کوئی بھی بھائی

یہ سنتہ ہی شیر کے افسوس سے چاری تصور جس انگھوں جو بھجنگی پیارو
کئے گھٹے بھائی و مرغی ہر تمہاری کتابہ میں کوئی سبزی خانہ باری
پختہ ہی ہنل گران یہ کیا وقت بدراہی
رود نہ انہیں دیجی دو جو حق کی رفاقت ہے

یہ میں کر جناپ نام فردہ مدرس قاسم نگہنہ خدا بحال آئیں مادھلیہ بیٹے
قاسم کو چھاتی سے لگا کر بستہ پیار کیا اور غرباً ایک لے ٹھا میدان کا زار
میں ایسی جنگ کرو۔ کتماری مان مُشرخہ ہو جائے۔ یہ میں کر جناپ
قاسم نے ایک انگوڈاٹی لیا اور کھا کرے مادر گرامی ساتھ اشنان میں
کوئی سوادوں گا۔ کہ تما عذر یاد ہے۔ یہ کہ کل پنچھم نامارکی خودتی
حاضر ہے۔ پس حضرت نے پانچ سنتہ کو چھاتی سے ٹھا کل زین کا رواز ہجت
فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے تہذیبات امام عنیہ علیہ السلام ختم سے مدد گا کر
جناب قاسم کو اپنے ہاتھ سے پہنچائے اور آلات کیا۔ عالمہ حسن عقیقی سرید
باندھا زرہ بدن میں پہنچا۔ پٹکے سے کمرکی چھوٹی مسی تکار جمل کر
اور عالمہ پاڑھنے کے وقت چھانے دو شملہ اس طرح سے چرسے پہ
ٹھکائے۔ کہ جناپ قاسم بالکل دو نما محلم ہوتے تھے۔ آپ کا مطلب ہے

بودھیں بیرون سے سامنے شیخ حضرت نام

اس بھوکے پیارے شہزادے پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تیرو
شیخ اور خبردار میان کے وار کرنے شروع کر یہ بیمان تک
کر جناپ قاسم زخمی سے چور چور ہو گئے۔ روایت کے الفاظ یہ
ہیں۔ فقط وار بیا آڈیا۔ ایک ایک عضو مگردنے مکرے کر دیا گیا۔
جب گھوڑے پر درمک سکے۔ تو آزادی یا لعنة اور کھنچنے کے
چوچا جان آئی۔ کہیں نے اپنی جان حضرت پر سے شارکی۔ یہ صدا
سنتہ ہی امام مظلوم کی انگھوں تکے اندر چھڑا چاگی۔ حضرت جباری
اور شہزادہ علی اکبر کو ساتھ لے کر آپ مقتل کی جانب روانہ ہو گئے
آہ آہ حضرت کے پونچھے سے پہلے ہی وہ جفا کار لاش جناپ قاسم کو
پاپاں کر چکے تھے۔ جب حضرت وہاں پونچے۔ تو دیکھا۔ کہ لاش
جناپ قاسم کی چور چور ہو چکی ہے۔ آہ پھر حالت دیکھ کر حضرت کے
جل کی کیا حالت ہوئی ہو گئی۔ بھی رہ بھیجا جو سوم بھائی
کی نشانی اور اس طرح گھوڑے کے سُبوں سے چھلا ہوا۔ راوی
کہتا ہے۔ کہ حضرت کی حالت جیسی جناپ قاسم کی لاش دیکھ کر
تباہ ہوئی۔ کسی لاش پر ایسی نہیں ہوئی۔ جے دم خاک پر پڑے

بودھیں بیرون سے سامنے شیخ حضرت نام ۱۳۶

اس بیٹا قاسم میرے بھائی کی نشانی جس وقت اپنے پدر عالی مقدار کی
خدوت میں جانا میرا اسلام عرض کرنا۔ اس کے بعد حضرت نے پوچھا کہے
بیانِ خدمت کو کسی ساپاٹے ہی عرض کی یا عتم اعلیٰ من العمل۔ یعنی اے
پچا شہر سے زیادہ شیریں پاتا ہوں۔ یہ جاپ میں کر حضرت نے فرازا
بیشا باش خدا بھکر جزا می خیر دے۔ اس کے بعد حضرت تو خسہ کی
لطف چلے گئے۔ اور جناپ قاسم میدان میں آئے۔ اور بعد جو خوانی
کے وہ دلیرانہ جنگ کی۔ کوئی شمن کے ہوش مار گئے۔ کوئی دو شام کے
کمی نہ پور نہ رواز ماڈیں کو آپ نے تدبیح کیا جناب عباس اور حضرت
علی اکبر ہر ہر فار پر نعمۃ تحسین دا فریں بلند کر رہے تھے۔ اور امام
مظلوم تسلیم فرماتے تھے۔ کتب مقاتل میں گشتگان جناب قاسم کی
تعارف بیلیش تک لکھی ہے +

پسیر بعد نے جب یہ دیکھا۔ کہ کوئی جنگ ہو جناپ قاسم پر
 غالب نہیں آتا۔ اور اس آرزو جیسے نامی پھلوان تک ان کی بیٹے پناہ
نموار سے نجی نہ سکے۔ تو اس شقی نے حکم دیا۔ کہ اس جوان کو جاروں
طرز سے کھیر کر تیاروں میں رکھلو۔ یہ سنتہ ہی ہر طاروں نا بکار یکا یک

عجیب جناب قاسم میں ایک عجیب کھڑام پہا تھا۔ ہر طرف سے ماہ قاسم
ماہ قاسم کی صلی بیس آسہی تھیں جناب اُم فردہ مادر قاسم لاش کا
شانہ ہلاک کرتی تھیں۔

توحہ

بولی یاں لٹکار ہائے نیرے گلبدن دل کو نہیں ہے قرار ہائے میرے گلبدن
اس نیرے نل کی کلیں کی نظر کھا گئی قاسم عالی وقار ہائے نیرے گلبدن
جمسے تھی مل ماغ باغ اس نیرے گھر کے چڑغ
دل ہوا بات تارتا۔ ہائے میرے گلبدن
لدر بیوی کے لال لاش ہیں پا عمال رعنگی میں ہمارے ہائے میرے گلبدن
خوب شے ماہ علاہ، نمر خروہان کو کیا جاؤں ہیں تھے شارے ہائے نیرے گلبدن
جید خستہ جسگر، ہو گیا اس باحشر
کھتی تھی ماں باہمار ہائے میرے گلبدن

ہوتے تھے۔ جب ذرا ہوش آئی۔ تو بے اختیار جھاتی سے پیٹا لیا۔
اور نزار زار روتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کلے قاسم کا ش مجھے پہلے
میرت آجائی اور تمہاری یہ حالت نہ دیکھتا۔ بیٹا اس عالم گفتہ یاں
میں تم بھی مظلوم چچا کو چھوڑ کر جل بیسے۔ اے یا وگاہ برادرے
میرے گوکے پاے مظلوم ہیں کیں مدد سے تیری دھیماں کے
پاس جائے۔ اور کیں زبان سے تیرے مرنے کی خبر اس غم کی
ماری کو منایے۔ آہ آہ مونین جب حضرت نے چاہا۔ کہ جناب
قاسم کی لاش کو خیمے میں لے جائیں تو وہ جد اطہر کسی طرح اس قابو
تھا۔ کہ خاک سے اٹھے سکے۔ ایک اپک عضو جدا سورہ تھا آخر
جس طرح یا۔ امام مظلوم و جناب عباس اور حضرت علی اکبر نے
اس پاش پاش جسم کو خاک سے اٹھایا۔ اور بحال تباہ خسہ گاہ
مک پہنچایا۔ آہ۔ کیں زبان سے عرض کروں۔ کہ جناب قاسم کی لاش
خیمے آئی۔ تو سید انبوں کا غم سے کیا حال ہوا۔ خدا کسی ماں کو دنیا
میں جان بیٹھے کی لاش اس حالت میں نہ دکھائے۔ جس حالت میں
مادر جناب قاسم نے اپنے فرزند کی لاش کو دیکھا۔ اس وقت

فرشتہ کتے ہیں۔ کہ ہیں اُس مکان ہی میں لے چلو جہاں ذکر محمد اہلبیت
محمد ہوتا ہے +

بمحاجن اللہ مونین کس قدر ادب ہیں اس مجلس کے۔ کہ جس کی متنا
فرشتوں کو اس قدر ہے۔ خوشحال تھا را۔ کہم اس غرب و بے کسر
بے آشنا کی مجلس میں شامل ہو جس کو پُرسادیتے والا کوئی نہ تھا +
منقول ہے۔ کہ ایک روز جناب حیدر کڑا مسجد کو ڈیں وعظ فرا
رہے تھے۔ اور لوگ ہمدرن وعظ کے متنے میں معروف تھے۔ جناب
امام حسین پر پیاس نے غلبہ کیا۔ آپ نے قبر سے پانی طلب کیا جو کہ
قبر بھی وعظ مکنے میں ایسے محنت کہ شہزادے کے فرمان کو نہ ساگر
حضرت عباس جو بیت ہی خور دسال تھے۔ فوراً درپرے گئے
اور پانی کا جام لئے ہوئے۔ جو کہ نتھے نتھے ہاتھوں سے چلکتا
ہوا آئا تھا۔ اپنے بھائی کے پاس پوچھ کئے۔ جو نبی جناب امیر کی
نظر حضرت عباس پر پہنچی۔ تو کیا دیکھا۔ کہ حضرت عباس باوجو
صیغہ سنی کے حسین کو پانی پلا رہے ہیں۔ اور تمام کپڑے تو ترہ رہے
ہیں۔ پس جناب امیر کی آنکھوں میں ما قہر کیلا کی تصور پھر گئی۔

پندرہ صوری مجلس

شہادت حضرت عباس علمدار

مخبر صادق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مردی ہے کہ چیز
محلس میں فضائلِ مذاق جناب امیر شاہ قلعہ گیر و اہلبیت طاہرین میں
ہوں۔ وہاں فرشتہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ اور اہل مجلس سے
اصافہ کرتے ہیں پس جب وہ مجلس اختتام کو پہنچتی ہے۔ تو وہ فرشتہ
آسمان پر چلے جاتے ہیں پس اور فرشتہ ان سے کہتے ہیں کہ ہیں
تم سے الی خوشبو آتی ہے کہ ہم دوسرا فرشتوں میں نہیں پاتے
اس کی کیا وجہ ہے پس وہ فرشتے کتے ہیں۔ کہ اس وقت ہم ان لوگوں کے
پاس سے آئے ہیں۔ کہ جو ذکر محمد و اہل بیت محمد میں مشمول تھے پس
یہ خوشیدہ اُن کی خوشبو ہے۔ وہ فرشتے کتے ہیں کہ ہیں بھی وہاں
لے چلو جہاں ذکر اہلبیت ہوتا ہے۔ یہیں کوہہ فرشتے کتے ہیں۔ کہ
اس وقت وہ لوگ ہوتے اپنے گھروں میں چلکتے ہیں پس یہیں

گھے اب افضل عباس میں ایک آپ کو ماتعمیر دلانا چاہتا ہے تو
جب شہزادی عالم ہنپاٹ طمہر زہرا کا انتقال ہوتا۔ تو عباپ امیر علیہ السلام
کسی طرح دوسرا شادی کرنے پر تیار نہ تھے۔ جب لوگوں نے زیاد
زور دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابھا کسی بہادر شریف اور فریت دا قید کی
عورت تلاش کرو۔ تاکہ اس سے جو لڑکا پیدا ہو۔ وہ روز عاشورہ پر
حینچ پر اپنی جان قربان کرے۔ موئین یہ سنتا تھا۔ کہ جناب عباس نے
جو شیخاعت میں ایک ایسی انگوٹھی لی۔ کہ کابوں کے تسلیت ڈٹ گئے۔
اور فرمائے گئے جان انشاء نے یہی کیوں کہ ممکن ہے۔ کہ تم خیر تو
فرندوں کے ساتھ اتنی بحدودی اور محبت رکھو اور یہی بھائی ہو کر ان کا
ساتھ چھوڑ دوں، لے کر یہ لعنت ہے۔ ایسی زندگی پر ہر حینچ سے جو
ہو کر دنیا میں بسر کی جائے۔ جناب نے یہی مُن کرشمہ ہو گئے۔ اور اپنے
گھے اب افضل عباس میری اس گٹائی کو معاف فرمائی۔ میں نے
بوجھ کہا ہے از راہ سرداری بخت حینچ میں کہہ دیا ہے۔ مر جا آپ کی
وقا دری و جان شاری پر موئین جناب عباس سے دفاتر جانی دُنیا
میں لوگوں کو کہاں بھٹکتے ہیں۔ حق تو یہ ہے۔ کس طرح جناب عباس

اد رآپ برہمنہ آپ دیدہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر لوگ ہیران ہوئے اور باعث
گریہ دریافت فرمایا۔ تو آپ نے کہا۔ کہ اس وقت مجھے واقعہ کر لایا یاد
آگیا۔ ایک دن ایسا آئے گا۔ کہ تلاش آپ میں اس پتھکے کے دنوں
ہاندُر فاقہت حینچ میں قطع ہو جائیں گے۔ فرمادیں کو گوئیں اٹھا
لیا۔ اور دنوں بادوں کے بوسے لینے لگے۔ آپ بھی دستے تھے۔
اور مجمع حضار بھی رورہا تھا۔ جھانپھج فہب عاشورہ کا واقعہ ہے۔ کہ
جب شہزادی خمینہ جناب امام حینچ پر حضرت عباس کے لئے امان لے کر
حاضر ہوا۔ تو جناب نے سیر بن القعن اصحاب امام حینچ علیہ السلام
کو خیال پیدا ہوا۔ کہ بہادر شریفین اپنی مکاری کا کوئی جال پھیلائے اور
حضرت عباس کو در غلطی میں کامیاب ہو۔ فوراً بوقت غصہ شب
جناب نے یہ اپنے خمینہ سے نکلے اور گھوڑے پر سوار ہو کر جناب عباس کے
خمینہ کے ساتھ آ کر آواز دی۔ کہ اب افضل عباس نے راجحہ سے ہمارے
شرف لائیے۔ مجھے آپ سے کچھ ضروری گفتگی کرنی ہے۔ جھانپھج اس
عباس پاہر شرف لائے اور اپنے ٹھوڑے پر سوار ہو کر جناب نے یہی کے
ساتھ چلے گئے۔ جب خیرگاہ سے کچھ دوڑنیکی ہے۔ تو جناب نے یہی کہنے

چھانپھج راوی لکھتا ہے۔ کہ جب تمام اعوان و انصار حضرت علیہ السلام
کے سماوئے علی اکابر و ملی صخرہ شہید ہو گئے۔ اور حضرت قاسم کا بھی جاندا
بین گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہاں ہو چکڑ تو حضرت عباس سے درہا گیا۔
دل میں کہا۔ کہ اے عباس اب کیا لطف زندگی ہے۔ جبکہ تیرے
سامنے چھوٹے چھوٹے پتھکے پیاس سے جان بلب ہوں۔ اور قاسم سا
بھیجا پاں تُم اپاں ہو جائے پس علم سعادت شیم کو دو شس پر
رکھہ ہوئے اور سنکھیں پڑن کئے ہوئے۔ خوبیں پانچ آقا ماں حین
علیہ السلام کے حاضر ہوئے۔ اور بعد آداب شریم کے عرض پہونچ ہوئے کہ
لئے یہی کے آقا مجھے اجازت کا لزار علایت ہے۔ کیا عباس پتھکوں کو اس طرح
پیاس سے جان بلب دیکھے۔ اور یہی اپھرے۔ اسی وقت علم کو حضرت
کے ساتھ رکھ دیا۔ اور کھٹکے گئے۔

مر جان اتحاد شیر و نکوئیں دیکھ کے پیار آج ان کو ترتیب ہوئے یاں دیکھا کئی بار
پہنچ کے کام کا ہوتا ہے علمدار۔ اب سے یادہ یہیں کا ذہن ہے پہنچے بار
مُنیا سے نجات اب یہیں یا شاؤ اُتم دو
عباس کو فردوس دو۔ اکبر کو عالم دو۔

نے اپنے بھائی حینچ سے وفاواری کی اس طرح سے غلام اپنے آفاتے
نہیں کر سکتا۔ یہ ان ہی کا حصہ تھا۔ واقعہ کر لایا میں ان کا بین بینیں پر کا
تھا۔ خوبصورت اور وحیہ اس قریبے کو تھک کر تھے۔ کہ تمام رشک کرتے تھے اور
قہاپ کا اتنا تھا۔ کہ اگر اس پر در کا بہ پر سوار ہوتے تھے۔ تو ہاؤں زین
تک پہنچتے تھے۔ بلکہ زین اپنی خوش طالی جان کریائے اقدس کے
بوسے لیتی تھی۔ اسی وجہ سے ان کو ماہنی ہاشم کہتے تھے۔ اور فتنوں
پہ گری اور نیزہ بازی میں اپنا نظر نہ رکھتے تھے حینچ مظلوم لے
اپنا عہد ارشک کرنا ہاہٹا تھا۔ آپ کی غیر معمولی شجاعت اور خدا داد دوڑو
طااقت پر اپنی حرم کو اتنا بھروسہ تھا۔ کہ جناب نے زین فرماتی تھیں۔
کہ جب گھومن مغل حینچ کا ذکر منتی تھی۔ تو دل میں کہا کرتی تھی کہ
چھینچ کا بھائی عباس جیسا شیر ہو۔ کسی کی طاقت ہے۔ کہ اسے
تل کر دالے جس زینب کو عباس جیسے بہادر بھائی کی بہن بننے کا غر
حاصل ہو۔ کسی کی یقینت ہو گی۔ کہ اس کے مرس سے چادر حینچ کے
لیکن آہ آہ روز عاشورہ جب میرا شیر سا بھائی نہ فرات کے کنائے
شید ہو گیا۔ تو مجھے اس وقت سب باتوں کا یقین ہو گیا۔

اللہ ائمہ جس وقت حباب امام مسلم کر بلانے پر کلمات برادر عقشانی سے ہوئے۔ تو پاؤں تکے کی زمین نکل گئی۔ عباس کو دوڑ کو جھاتی سے لگایا اور سے

مُسْنَمْجِمْ کے شہنشہ کہابیں کہ پچھے بھائی اب بُدْمُنْ وَبِرْبَحی اسے میرے غدائی خلی لَوْنِیں اپنی دریا کی تاری بھائی کی مُرْبَتْ پر، بھائی کی جدائی لَا شے پر میرے لامے جب بیان کریں گے
بایا کو تیرے قبریں بے چین کریں گے

ابھی آپ جناب عباس سے یہ کلمات فرمائی رہے تھے۔ کہ ناگا خیمہ مبارک سے آیا پر مرد آغاز آئی۔ کے بھائی جان اسے ماں جائے جلا دی سے خیم میں آئی۔ یہاں واز من کر آپ فوراً خیم میں آئے۔ تو کیا دیکھا۔ کہ مادر علی اصغر، علی اصغر کو لئے ہوتے روئے ہی ہے پتھر کی حالت مارے پیاس کے خیر ہوئی جاتی ہے۔ تمام بیان گرد جمع ہیں۔ جناب زینب نے رولہ فراہما یا۔ کے بھائی علی اصغر کی زندگی خطہ میں ہے کیونکہ پیاس سے اس کی حالت دگر گئی ہے۔ پانی تو ہم کو کہاں میسر افسوس تو اس بات کا ہے۔ کہ دعید ہبھی مادر علی اصغر کا بسبب نایاب ہے آب فتحام

خُلک ہو گیا ہے۔ اگر ہو سکے تو اس کے لئے پانی کی سبیل کی جاوے۔ اور ذمہ رکن کیکن بھی پیاس سے نیچے جاں ہو رہی ہے۔ یہ سن کر آپ خیمہ سے ہاہر تشریف لائے اور جناب عباس کو اپنی حضوری میں طلب فرمایا۔ اور کہا اے عباس میں چاہتا تھا۔ کہ تھیں کسی طرح اجازت نہ دوں۔ کیونکہ تم میرے شکر کی زیست تھے۔ اور تمہارے باقی رہنے سے کسی کی مجرمت بھی نہ تھی کہ ان خیم کی طرف نظر صاربی دیکھے۔ مگر کیا کروں فلک بھر قرکوئی نظرور ہے۔ کہاں کا کبیل اٹھا فیضا نہ مرض ہے۔ حضرت شیر خوار کی پیاس سے غیر حالات ہے۔ اور سیکھ بھی پیاس کے بعد بھی نجماں ہو رہی ہے۔ اس لئے پتوں کے لئے پانی کی تلاش کرو، یہ سنا تھا۔ سنتے ہی ہوئے سچھ خوشی سے ٹھیک رخا۔ جنک بھائی کیا شاہ کہ جو راجھی کی بار اور جو جسے ہاتھوں کو بیٹھنے پچھے عذر ادا کیا۔ اپنکے نہ بہری سوئے قبائل اپاراد جس بھائی کو اس درجہ ادب شایواقم ہو کیں پشتیں جیں اس کی شہادت سے نہ ہو۔ پس حضرت عباس عذر اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے برائے خصت خیمه اہل حرم میں داخل ہوئے۔ اور بی بیوں اور پتوں

بیٹھنے دینے کے مجھے تیری بھوانی سُن سیجھے رو دا فریق کے فرانی
دو دعویں ستاریں کوئیں مجھے شکر دتم
وہ بُلساوات میری ارشاد کر دتم
ہر بولے بھار کہ تو میں شکر تھا۔ پانی میرے شیو کیوںی محشر میں بلا
بیا میرے تاریں کو لئے سے چانا۔ عباس پس از مرگ یا حجاز دکھا
یہ شاکر و منون تیرا جنت میں رہنے کا
وہ بولائیں شیعیں کی ہی ختنیں پورنگا
لکھا ہے۔ کہ جب میدان جنگ میں جناب عباس کی آمد مہمیں
تو فوج نہ بیش ایک گھنٹہ پیا ہے تو گھنٹہ میں اس کو اس طبقہ پر
خدا اپنی فوج سے بتایکدا کہتا تھا۔ دیکھی ہو شمارہ رہتا جاس ڈاہما
پاہی ہے۔ اگر تم نے اس پر قابو پایا۔ تو کھوبیں سیئن پر فتح حاصل
کری۔ الفرض جناب عباس شیراز ہمدر کے ساتھ میدان میں تشریف
لائے۔ اور ایک بُجا عانہ رجہ پڑھ کر اس قوم جنشار پر علاوہ ہوتے
ہوئے۔ اس کو اپنے تشریف لے کر اسے کہتا تھا۔ لکھا ہے کہ پہلے ہی حملہ میں
اپ نے ایک لوہیں ناریوں کو واصل چشم کیا۔ یہاں تک کہ اپ

نجبُٹا کہ حضرت جہاں میدان میں جا رہے ہیں۔ سب کے سب گرد ملدار کے جمیں ہو گئے۔ جناب زینب و لشوم سے تابانہ پھاڑیں کھا رہی ہیں اور کرتی ہیں۔ کے عباس تمہاری ہمیں بہت ڈھارس تھی ہم کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو پتھر علیحدہ پے قرار ہو گریہ و نازمی کر رہے تھے۔ بالخصوص جناب سیکنہ کا بہت غیر حال تھا۔ اپنے چھاکے دامن کو نہ چھوڑتی تھی۔ حضرت عباس نے بھار مُشکل سمجھا کر سیکنہ کو تکین دی اور کہا۔ کے سیکنہ میں تمہارا سقہ بن کر جارہا ہوں۔ تم اپنے ہاتھ سے میرے دوش پر شکیزہ لٹکا دو۔ رادی لکھتا ہے۔ کہ حضرت عباس کی خصت سے نیمہ میں عجب کھڑا کام پہاڑا۔ الفرض حضرت عباس سب کو روتا پیشتا بھیڑ کر میدان دغا میں تشریف لائے تو تیار ہوئے اور آخری مرتبہ اپنے آتا مظلوم کر بلانے پر مختص ہو کر میدان جنگ کو روانا ہوئے۔ کہ بناہ ہیچے سے کسی کی آواز نے رُک لیا۔ کیا دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام خود پر فخر نہیں چلے آ رہے ہیں۔ حضرت عباس حقشان سکھڑے سے پہنچے اُڑ پڑے۔ میدا شہدا نے فرمایا۔ کے بھائی سے پھر سوئے تشریف میرے دلیں یعنی۔ قوہر سے زندوچی یا پھرے بھائی

شکتوں کے پتھے اور لاشوں کے انبار نکل شہر میں ہر فرات میں داخل ہی گئے۔ پیاس سے آپ کا غیر حال تھا۔ ایک چڑی میں پانی لے کر چاہا کہ کہ اپنی پیاس بخایں۔ وقتاً حینہ کے پیاس سے پتوں کا خال آگیا۔ ول میں کہا۔ کہے جس پر مرمت سے بعد ہے۔ کہ تو آپ سو سے سیراب ہو۔ اور جو شے چھوڑے پنجے شہل علی اصغر سکنہ پیاس سے جاں بلب ہوں۔ یہ سوچ کر پانی کو پھینک دیا۔ اور شوکی ہر شک سکینہ بھر کر اسی طرح پیاس سے کے پیاس سے نہ سے نکل آئے۔ جب پس سعد نے یہ دیکھا۔ کہ فائزی شک بھر کر خدا حسین کی طرف لے جانے والا ہے۔ تو آپ پارٹکل کو ٹانٹ کرنے لگا۔ خود اخیر حسین تک پانی نہ جانے پائے۔ چاروں طرف سے اس شیر کو گھیر لو۔ یعنی ہم تمام منتشر فوج ایک جگہ جمع ہو گئی تھی۔ ہر طرف سے ڈار پر وار کرنے لگے۔ جناب عباس شیر غضبناک کی طرح اُن پر حملہ آؤ شے۔ آخرین شہناہ کہاں پھراوں کا مقابلہ کرتے زخمیوں سے ملن پھر پھر تھا۔ شکن سے کپڑے تبر تھے۔ ایسا ہات میں کسی قلم نے طہنہا ہاتھ آپ کا قلم کر دیا۔ آپ نے باہیں ہاتھیں

تیار لے کر لہاڑوں کیا۔ آہ آہ آیک قلم نے مو قہار کا شک کا ہایاں ہاتھی کاٹ دالا۔ آہ آہ کس زبان سے کوئی کہاں کے قسم ہونے سے علم فوج حینی خاک پر گر کر مٹھدا ہو گیا۔ موئین بناب جماش کو اس حالت میں بھی سچی بکر دامیگر تھی۔ کوئی بسی طرح یہ شک پیاسوں تک پہنچ جائے۔ مچنا پہنچ آپ شک کا تسری دانتوں سے دہائی پہنچ گھوڑے کی دھائے پہلے ہاتھ سے۔ کہ قلم جو ملنے ایک ایسا تیر مشک پر ہمارا کہ سارا ہاتھ ہے گیا۔ ہایاں کے بھتری خباب جماش شک آہ سر دھپٹی اور بھیر گاہ کاک پہنچ کا بوش ہوتا ہے۔ آہ آہ آیک قلم نہ پچھے سے آ کہ ایک ایسا لڑکا اپنے سارے سارے مارا کر پھر آپ گھوڑے پر پہنچ سکا رہا۔ واڑ دی یا بک دسویں ہے ادھنکی۔ یہ آوار جب مظاہر حسین کے کاؤن ہاک پہنچی تو آپ نے پتاب پوکر جانپ دریا نظر اٹھائی۔ پوکہ کے دیبا کو آواز سائی آواز نہیں دی تھی مگر کیا تھے جانی آیا۔ کے ساتھ میکھی بھی آواز یہ آئی آتا ہے جلد آٹھوں دیکھاں۔ مشکل سبلند اتنی بھی آواز ہوئی تھی۔ آب مرمت کی پھلی یعنی آفاز ہوئی تھی۔ پھلی حضرت یہ آواز من کر اقتان و خزان ملی اکبر کو سابق نے

دویاں آیا۔ تو آپ کے چہرہ منور کی زیارت یعنی نے کی تھی ماب دقت آخ بھری ہی حرست ہے۔ کہ آپ کے چہرے پر دُر کو دکھ کر میسا سے رخصت ہوں۔ مگر بھور۔ کہ ایک اٹھوں خاک و خون پڑا ہوا ہے۔ اور دوسری آنکھیں سات تیر کی مرمت ہیں۔ اور اسے آتا ہے کہ اکاروں پرے ماتھ تود دنوں قطع ہو گئے جس سے آنکھیں صاف کروں۔ اگر بے ادبی نہ ہو۔ تو آپ نے دامن سے میری آنکھیں صاف کر دیوں۔ تاکہ آپ کا چہرہ دیکھوں۔ یعنی کہ حضرت نے اپنی جانے اسکھوں کو صاف کیا۔ عباس نے اپنے چہرہ کو حضرت کی طرف موڑ دیا اور حضرت کے دیکھنے لگے۔ فرمایا آپ نے کہے جس کی اور وصیت ہو تو بیان کر دی۔ یعنی کہ علم دار لوئے ہے

آقا ہے فروری یعنی اک عرض نباہنا

خیجی میں میری لاٹ کو برگزنشے جانا

کیوں کہ بھی بانی سکنہ سے شرم آئی ہے۔ کہیں اس مقصوم تک دعا کر کے پانی نہ پوچھا سکا اور وہ میری اس لگائے بیٹھی رہی۔ یہ کہ حضرت رہ بڑھ کے اور کہا۔ کہے جس کی بکر دامیگر اسی طرح عمل کروں گا۔ مابوائشہ اس کے اگر کچھ اور کہا ہو تو کہہ ٹالو۔ کیونکہ تمہارا ب دقت رحلت غفرنی بہے۔ یعنی کہ علمدار نے کہا۔

قتل گاہ کو روادہ ہوئے۔ راوی کتاب ہے۔ کہ میدا شہزادے زمین پر بھک کوئی چڑا اٹھائی پھر روانہ ہو گی۔ چلتے چلتے ایک مقام پر آپ پر بھک لئے۔ اور زمین سے پھر کچھ اٹھایا۔ اسراپانے یعنی سے لگائے بھکے چلتے جاتے تھے۔ راوی کتاب ہے کہ وہ دلوں کے ہے ہوئے ہاڑو علم دار کے تھے۔ جو نہیں آپ لاش براور پر پیشے کر دیکھا۔ کہ عباس عظم دار بے ہوش پڑے ہیں۔ اور بدن سب راس جوڑی کا زخمیوں سے پھر پھر ہو رہا ہے۔ سر پانے جا کر ہے۔ سر پانے جا کر ہے۔ بھائی کہا فرند کہا۔ اور مدھگار۔ ان میں سے کسی نام پر بولے دعلمدار سمجھا۔ کیونکہ میں اپنے لب پہنچے ہیں۔ بھار بھک کو رومنا اہ لکھتے تھے۔ یہ گفتار فلین مانو تو قدم دوس میں ہو گوں!

اور کہ کے غلام اپنا پھارو قوش بیوں۔ یعنی کہ آپ رفتے گئے اور کہا کہے جس اس تک تو ہم نے ہیرے نعلیں اٹھانے میں کون سی سرچھوڑی ہے۔ وقت اخیر بھی ہی خال ہے۔ اس بھائی تیرے بعد جو چند ساعت زندگی ہے۔ وہ صیبت کی گھر پیاں ہیں۔ اسے میرے شدھی بھجو سے نڑو ٹھوپا بھائی نہ کھوں گا۔ اے جس اس اگر ہوں میں کہی حضرت رکھتے ہو۔ تو بیان کرو۔ شاید جھینوں بخوبی اُسے پورا کرے۔ جناب جماش نے عرض کی۔ کہا۔ آتا جب میں پہلے

پانی دپیا سرچ کے پیاسی ہے تسبیحی
تریان و فاکے تبری ہو جائے سکنہ
اب کچٹے کو رہنگا کرم دیوری سے آؤ اندھوں سے یعنی کے لئے جائے سکنہ
کرم میرا زندگی ہوا کافون سے ہوئے
کس چاہنے والے سے یہ خدا شے سکنہ
کیوں پان کو بھجا میری تقدیر بڑی تھی
کس طرح چھی جان سے دشمن شے سکنہ
غیرہ چاہمی ہوں کیں اپ داشے یہ صدقے تسبیحی تبری ہو جائے سکنہ
کیوں مت سوال آگے پہنچائے کسی کے
ذارک تیرے جد کاہے کمال جائے سکنہ

آف امیری الاعرض یہ عاد بدو ناما گرگو غریبان میں سکنہ کا ہو آما
تلش میری کانٹے ہاتھوں سے ٹھانا چکر دیکنہ کے میری لاش ہجرانا
ہوں ہزارلہی سے میں شیدائے سکنہ
اور قبڑ پیکھہ دبھو سقاۓ سکنہ

آہ آہ یہ سنتا تھا کہ جناب تیرا الشہد بیوش ہر کو کرہ دے۔ جب
اپ کو بوش آیا تو کیا دیکھا کہ عباس را ہی جنت ہو چکے ہیں ۔ ۔
صلبہ دیکھ کر اپ نے فرمایا کہ عباس اب حین کی کردیٹ گئی
اور راہ چارہ مددود ہو گئی پھر اپ نے روتے ہوئے علم کا ٹھالیا
اوڑیمہ کی جانب روانہ ہوئے اور قدم قدم سپاٹیں میں لغزش ہوتی تھی
لکھا ہے کہ سب بی بیاں اور پنچے درخیلہ پر منتشر تھے کہ اپ عذر اور سمجھ
میں آئیں گے مگر جو نیس علم خالی آتے دیکھا تو سب کے جگہ پنچے گے
اور جناب سکنہ خاٹن لئے کہا باہا جان میرے بچا کیوں نہیں آتے
فرمایا اپ نے کہ اسے یہی سکنہ تھا کہ سچا جان نے کہا تاکہ یہ سکنہ
کیا منہ دکھاں گا اس لئے دو گھاٹ پر ہی دم توڑ کر راہی ہوئے
یہیں کر جناب سکنہ سر کو پیٹ کر فرمائے لکھیں ہے

توحہ
جو شے سکنہ، دیرائے سکنہ عباس بچا صدقہ ہو رہا شے سکنہ

سو لھوں مخلص

شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام

منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت اپنے مسجد میں تشریف رکھتے
تھے کیا اسی اعزازی پرچہ آہو بطور ہدیہ میں کر خدمت روبل مقبول میں
حاضر ہوا اور بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرنے لگا کہ حضرت یہ پنج ہزار
شہزادوں کی خدمت میں لا یا ہوں اسے قبل فرمائیے اس وقت
جناب امام حسن علیہ السلام اپنے نانکے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں آپ
وہ پنج ہزار شہزادوں حسن کر دے دیا پس دوہ اس کو نے کروشی خوشی
اپنی مادر محترم فخر مریم جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا
امام حسن علیہ السلام نے جو پنج آہو حسن کے پاس دیکھا تو بُرچا کہ
لے بھائی جان پر پنج آہو تھیں کہن نے دیا ہے فرمایا جناب امام حسن نے
کہ ہمیں ہمارے نانکے دیا ہے تم بھی اس نے کھیلو مگر جناب
حسن نے فرمایا کہے بھائی تھیں یہ بُمار کہ ہو ہم بھی اپنے حصہ کا
نام جان سے لے آتے ہیں یہ کہہ کر قدر دے دو ہم نے بھی اس نے تشریف
الاست دیکھا کہ جناب رسالت اپنے بیٹھے ہوئے میں سے ہمیں مگر تو اب مران کے

کرتے پھر تھے کہ شاید میرے حضور کا پتہ آہونا جان نے کہیں کھا
ہو گا جب کوئی پتہ آہون نظر نہ آیا تو انکھوں میں اشک بھر کا پتہ نا جان
کے سامنے آکھڑے ہوئے سآداب و سلام بھالائے حضرت نہی
مرتبت نے دو قلن ما تھو پھیلا دیئے اور جو اکہ شاہزادے کو گود میں
ڈھائیں مگر امام حسن میں اسلام نے گھنڈ کتاب نے جس کو پنج آہو
ہے اسی کو پنج آہو تھا میں ٹھملائیں اپ نے شہزادے کو تکین دی
غمروہ کرتے تھے کہ وہ نا جان اپ نے بھائی حسن کو پنج آہو دیا اور
مجھے دیویا پس کہ جناب سالقات بٹھایت پریشان ہوئے کہ اپ کیا کیا
جائے رادی لکھتا ہے کہ ابھی اپ تھرڈ دی تھے کہ ناگاہ مسجد میں
ایک غوغاباندہ ہوا توگ دیکھنے لگے کہ ایک ہرق اپنا پتھر کے کرد رذاہ
بھروسے برلندہ ہیں اور ایک بھیرٹا اس کے حصہ میں تھا جو اسے
ٹھکائے لاتا تھا پس وہ ہر فی خدمت رسول مقبول میں حاضر ہوئی
اور اسے سر کو حضرت کے قدموں پر لئے گئی اور بیان فتح عرض
کرنے کی کہ کیا رسول اللہ میرے اپنے تھے تھے ایک تو شکاری پکڑ کر لگا
اور اسی دسرے پتھرے میں شاد تھی کہ ناگاہ اتفاق خیلی کی آواز کان
میں پیشی کیا ہر فی جلد اپنے اس پتھر کے کر خدمت رسول

نماز کے ہاتھ مکھڑا ہے اگر وہ مچل کر رونے لگتے ہوں۔ تو اس کے وہ نے سے سب ٹاکر کریا ہمنگ۔ اور اسے ہر فری اگر تو حسین کے الہور وال ہونے سے پہلے خوبی پہنچے گی۔ تو اس بھیر دیئے کہ سب نے جھوپر سلطنت کیا ہے۔ کم تھے معدن پنجے کے کھا جائے گا۔ فدا کا سفر کر کے کیس پر پنجی اور حسین رونے پڑے۔ مگر اس رسول امدادی شہزادہ خدا کی نہایت عزیز سے۔ کہ میرے لئے یہ نہیں جا بجا سمجھی اور میں ایک آن را حصہ پہنچی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میری مزاد بسائی۔ یہ شکر حضرت نے تسلیک کر دیا کیا اور ہر فری کو دعائے خوبی پیش کر دیجئے آہو اپنے اپنے فدا حسین کو درا دہ اسے لے کر خوشی خوشی اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ کے پاس آئے ہو رام حسین کو رکھا کر کہا کہ اسے بھائی میرا پہنچ آہو اپ کے بخوبی آہو ہے اچھا ہے۔ کیونکہ کوئی کاپ کو ناجائز فی دیا۔ اور اسی خذلے دیا ہے۔ مال نے کہا۔ کہ اسے فروج حشوں ان کو داد اور پانی فھے کر جھوڑ دو۔ کیونکہ ان کی مال ان کے لئے بیان پڑی۔ بوجسٹ حکم مادر گرامی فقار و دلیل شہزادوں نے پتوں کو چھوڑ دیا۔ یکوں حضرات بیسی قدر نیز نتی تھا کے مولا حسین کی۔ کہ ذرا سے رعنی سے فرشتوں میں تکلم برپا ہو گیا مگر انوس صد افوس کے بروز عاشورہ وہی حسین لاڈل رسول دخدا کا

یہ دین ربہ س پی سی سے۔ کہ اے ملعون تمہارا ساسا جھے ہاتھی دو۔ کہ میرا جگہ شدت پیاس سے کتاب ہو رہا ہے۔ مگر وہ لا ہیں اس کا جواب تیر و قمار سے دیتے تھے۔ کتنا گاہ شہزادہ ملی اکبر واسطے مرضت کے خودت افسوس میں خافر ہوا۔ حضرت سید الشہداء اس وقت گلگلی متمامہ سر اقدام پور بازدھہ ہے تھے اور مذکور خدا کر رہے تھے۔ جو ہیں ملی اکبر کو مالزم میڈان کا روا ر دیکھا۔ تو ایک تیر پر ٹم کھجے پر رکنا۔ اور کہا کہ اسے علی اکبر اسے قوی نظر تیر را داخ مفارقت کی سے دامد کے گھن پر دیکھ کر کاپ سے لپیٹیں گے۔ اور سامان حرب اپنے جسم پر لارامتہ کرنے لگے۔ وہ تو کر علی اکبر قدیمی پر گرفتہ۔ اور کہا۔ کہ اے بآجانو نکھے روں کی کمیں گے کہ ہیف بآپ تو شہید ہوں اور جوان بیٹا ہو ساکیا۔ کیا آپ کو منکرد ہے۔ کہ اکبر اپنے ہم چشمیں میں شرمذہ ہو۔ یہ سن کر فرمایا آپ نے کہ اے بآں علی اکبر ہیلے اپنی ماں ادا پھیلی سے تھبت ہو لو۔ جنہوں نے تمہاری پرورش میں دون کو دن درات تھبت کر راستہ ہے۔ یہ کلمہ سن کر جناب علی اکبر اپنی مادر گرامی جناب ام تم کو راستہ ہے۔ یہ کلمہ سن کر جناب علی اکبر کہا کہ اسے بخوبی اور کہا کے اشامد۔ پہنچتا تھا کہ جناب زینت نے ایک آہ سر کھٹکی اور کہا کے علی اکبر میں تمہارے اشارے کے کمی یہ سب مرضت لیئے کے بھائے ہیں۔ جب تمہیں تمہاری ماں نے جس کی کہ کھا جوڑتی ہے مرضت ہیں۔ جب تمہیں تمہاری ماں نے جس کی کہ کھا جوڑتی ہے مرضت دیدی۔ تو میں تو تمہاری ایک دایہ ہوں۔ اگر میرا تم پر کچھ حق ہوتا تو تمہاری ماں بھجھے سے پوچھ کر اجازت دیتیں یہ سب کر ملی اکبر چھوٹی کے سکھی میں بآں ڈال کر دئے گئے کہ اتنے میں جناب سید الشہداء خیمیں داخل ہوئے۔ سب باتیں علی اکبر کی پیش بردہ شش پچھے تھے۔ کہا اے بن زینت اب زیادہ ملی ایکر کے دل کو رنجیدہ مذکور انہوں نے موت پر کر جست باندھی ہے۔ پس یہ شکر پھوپھی کو زیکر مرضت پیچھوں نہ آیا۔ انفرض آپ سب سے مرضت ہو کو جب میڈان کر جانے لگے تو ماں نے دوڑ کر وامن حمام لیا۔ اور کہا کہ اے فرزند میری، ایک حضرت ہے۔ دو لشہر عادہ۔ تو پوری کرلوں پس علی اکبر اپنی دالوں سے یہ شکر پھوپھی گئے۔ جناب ام تم پیلانے اندر سے ایک مندوں مگلوں جس میں علی اکبر کی شادی کے داسطے کپڑے رکھے ہوئے تھے

سماں نے بیرسان کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہے۔ اس لئے از راہ کرم سمجھا اذن حرب عنایت بچھے۔ یہ سب کر مال کے دل پر ایک چھری سی چل گئی۔ ممنہڈھا تپ کر دئے گئیں اور کہا۔ کہ اسے بیٹا اگر تم صاحب اولاد ہی ستے۔ تو میری بے قراری معلوم ہوئی۔ جناب علی اکبر نے عرض کی۔ کہ اسے آماں جان بروز حشر جب جناب فاطمہ فہرستا میری وادی آپ سے بُوچھیں گئی۔ کہ اسے ام تم لیلے۔ کیا تمہیں اپنا فرزند میرے فرزند سے زیادہ عزیز تھا۔ تو آپ ان کو کیا جواب دیں گی۔ یہ شکر کر حضرت ام تم لیلے کیجیے پر ما تھر کھکر خاموش ہو گئیں۔ حضرت علی اکبر نے بھجھ لیا۔ کہ اب والدہ گرامی کو بجز میری مرضت کے چارہ نہیں۔ ان کو وہیں چھوڑ کر خاتون کی خدمت میں حاضر ہوئے دل میں سمجھے کہ پھوپھی جان ہرگز ادا جاہزت کا رازدارہ دیں گی۔ پس اپنالب دیجوا راغبیار کیا۔ آپ نہایت پھریں زبان تھے پس پھوپھی جان کے پاس دیکھ کر علی اکبر نے بھک کر سلام کیا۔ اگھوں نے دعا ایں دیں۔ پوچھا کہ بیٹا کیسے آئے۔ عرض کی علی اکبر فے کے سے بھوپھی آماں میں آپ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ بولیں کا نہیں پیٹا وہ کیا سوال ہے۔ عرض کی علی اکبر نے۔ کہ اسے بھوپھی بھجھ یہ تو بتائیں۔ کہ آپ کا مرتبہ بڑا ہے یادی جناب فاطمہ فہرست کا۔

میدان کہنے لگیں آیا۔ تو بعد رجوع خوانی کے ایسی بجا مادہ بیک کی کہ
مشن کے پھٹکے چھوٹ گئے جس طرف آپ نہ کرتے تھے وہ مشن کو
بجا گئے کے سوابن پڑھتی تھی۔ جب آپ فوج یونیورسٹ کو دُور تک
بھاٹکے تو پٹکر پھر یونیورسٹ امام میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے
گئے (یا ابتدی العطش قذف مکلفی و تخلی الحدید قذف
جھدیت) با اپیاس نے بھجے ہلاک کر دالا ہے۔ اور پھر اسکی
گرانی نے سخت رایافے رکھی ہے فہل بی ابی شریعت
من الماء سیمیل، کیا میرے لئے ایک گھوٹ پانی کی کھٹک
سیمیل ہر سکتی ہے۔ حضرت یعنی کر آبدیرہ ہستے اور فرمایا۔ واللہ
اے فرزند حسین کیا کوئے۔ جو چیز افرند سوال آپ کریے۔ اور
یونیورسٹ کر سکوں۔ بہت مجرم شاق ہے۔ گراء علی اکبر اپنی
زبان میرے گھنے میں سے دو۔ کہ ہمیں کچھ تکین ہو۔ یعنی کر
علی اکبر نے اپنی زبان حضرت کے گھنے میں دوے دی۔ لیکن فوراً ہی
باہر نکال کر عرض کی۔ کہ باہر اپ کی زبان تو سیری زبان سے
بھی زیادہ تھک ہے۔ اس کے بعد حضرت نے ایک انجوٹی
و سے کر فرمایا۔ لوٹھا اس کو گھنے میں رکھ لو۔ اور راہ خدا میں جاد
کر فرمائیں۔ اکابر کو گھنے میں دوال کرو۔ وارہ میدان میں تحریک لے

وہ سب ایک ایک نکال کر حضرت سے اپنے فوٹو ٹکر کا چھرہ کھینچ جائی
تھیں ہنگاب علی اکبر نے ان میں سے ایک پیر امن اٹھایا اور کہا کہ
یہی کھن کے لئے ہمیں کافی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس کلمہ سے مجھے
میں ہکرام پہاڑو گیا۔ پس علی اکبر سب کو رو تا پیشناچھوڑ کر آخری بار
اپنے پیر بزرگوار سے واسطہ و خصت کے حاضر ہوئے جناب
یہدا شہزادے اپنے ہاتھ سے علی اکبر کے بدن پر تھیمار نکالے اور
سر کو جانپ آسمان اٹھا کر بارگاہِ الہمی عرض کی۔ کہ اے
باراہما تو چھا ہے۔ کیس ایسے بیٹھے جہدا ہوتا ہوں کہ جو شکل و صورت،
رفار و گذار سے تیرے روپی سے مشابہ تر ہے۔ پھر بعد اس اپ نے
غم سعد طعون سے کہا۔ کہ اے عمر سعد خدا تیری شل کو اسی طرح منقطع
کرے جس طرح تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے بعد اپ علی اکبر سے
پٹ کے۔ اور وہ خصت کیا۔

یقیناً جانتے ہیں جہاں میں پس کی چاہ میں فنگار کرنے ہے فر نظر کی چاہ
ہوئی پسچھر درخت کو پلٹے خر کی چاہ کیا کیا کوئی جھکاتی ہے لخت بکلکا چاہ
غم کا پہاڑ گرتا ہے بے کس حسین ہر
اس صبر کا بھی خاتمہ ہے بس حسین پر
پس حضرت جس وقت وہ شہزادہ اپنے پیر نامہ سے خصت کے

میرہ
یقینت بمحکم اکھوں کے تاسے سب کعبہ کے قیجان ہری ہم بھائی
جب سے پہنچے مغل اس جری صدرا کا
پہنچو پیا خیر میں نسرا دو بکا کا

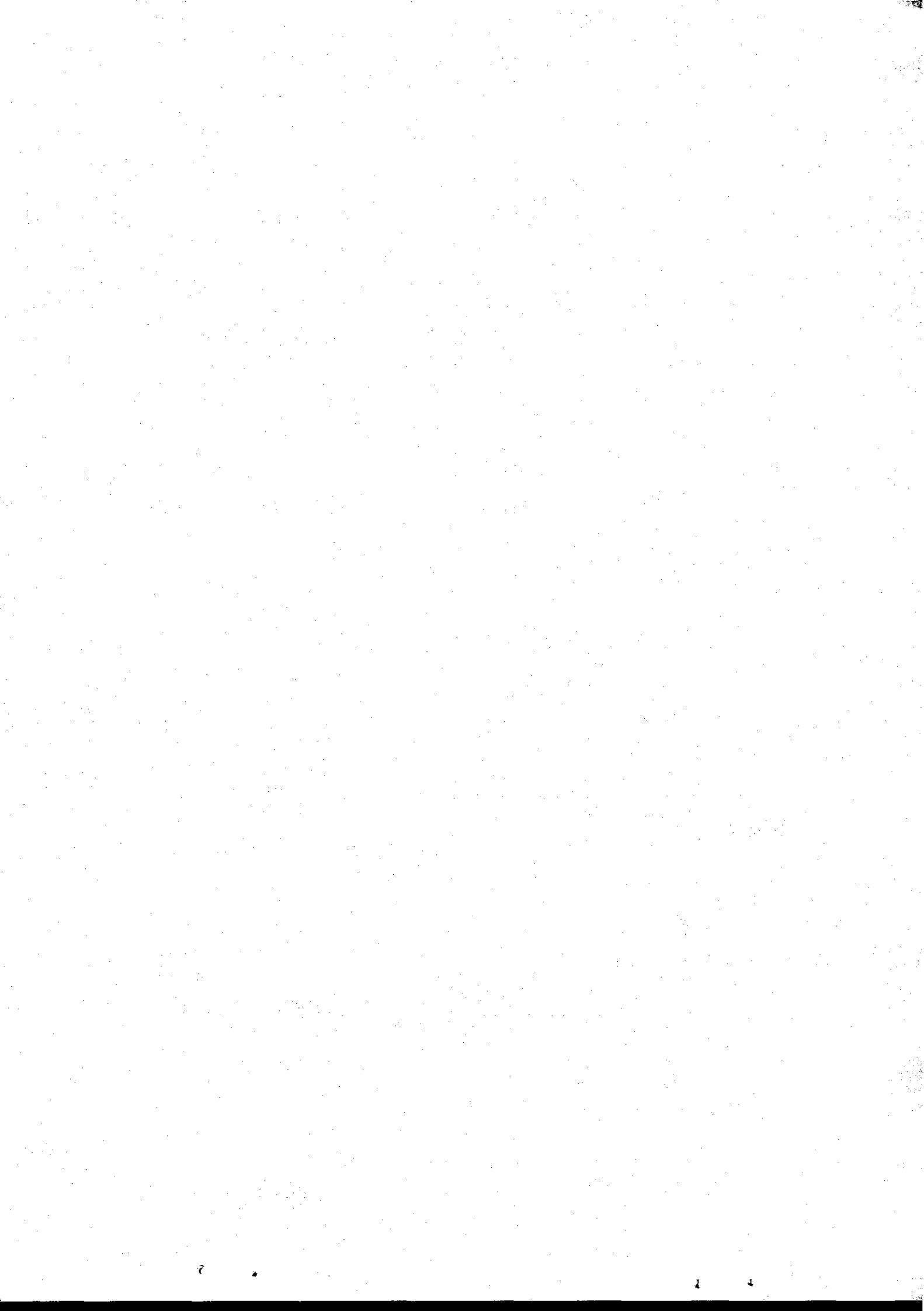
آہ آہ امام مظلوم راہ میں جلدیا ٹھوکریں کھاتے باللہ پریشان چلے
جاتے تھے۔ گرلاش کا پتہ نہ ملتا تھا کیونکہ جس وقت سان ملعون نہیں کے
سینہ پر نیڑہ مارا تھا۔ تو اس وقت گھر مراحلی اکبر کو لے کر زندہ لھار
سے دُور نکل گیا تھا۔ پس آپ ایک ٹیکلہ پر جو کہ اس جگہ تھا۔ کھٹے
ہو گئے اور ان ملائیں سے مخاطب ہو کر فرمائے گئے۔

نوحہ

لا شے کا پتہ دو، یا آپ ہی لا دو اے کوئی مدد کویرے شیرے مادہ
نمیں ساگر صاحب اولاد ہے کوئی جاؤں کیسے میں بھڑکتی ہے مجادو
جب کوئی خالیت ہوا شے تو پھر آپ
کہنے لگے اکبر نیں آواز سنادو
اشوار میں باپنے ناروں کے جو بالا کیا اسکا ہی پھل تاکہی ہی میں غادو
ناکاہ جو اک طرف سے آزی آئی۔ قرآن پرستا ہے میدار دکھادو
جس پہنچی ندا الیٰ تو فرمائے گئے شاہ

میدان نسلم ناقل ہے۔ کہ علی اکبر کے حلوہ شان نے فوج میڈ میں ایک
شلکہ پا کر دیا تھا۔ سوارا اور پیاس نہیں اور سہ سالا رب بڑا
تھے۔ یہ حال دیکھ کر عمر سعد بنت گھبرا یا۔ اور سرطان فوج کو جمع کر کے
کہنے لگا۔ نہایت شرم کا مقام ہے۔ کہ ایک بھوکا پیاس جان اتنی بڑی
فریج کو بھاگائے بھاگائے پھر رہا ہے۔ اے نارو اور اگر تم ایک ایک مقابلہ
نہیں کر سکتے تو سب میں کر اس شیر دیکھ لیو۔ اور قلن کر کے اس کے
عوض میں انعام حاصل کرو۔ یہ مسنا تھا کہ سب ملائیں لینی بڑی دل
شکر اس شہزادے پر ٹوٹ پڑا۔ پس ننان بن انس مخفی
وہاں سے چلا اور موتحہ پا کر اس شقی نے ایک ایسا نیڑہ حضرت
علی اکبر کے سینہ پر مارا۔ کہ آپ گھوڑے پر زنبصل کئے۔ اور دی
یا ابتدی اور کھنی۔ ابے با ایسی بھر بیٹھے۔ کیس نے اپنی جان
آپ پر سے نشار کی۔

مشنے سی صد ایکھیں ازھر تھی دنیا۔ کہتے تھے کہاں پر سچوں تباہ میرے بیٹا
گر بڑا ہوں ہلکام پائے اکبری جا۔ بیٹا میری طرفی رہی کیا کوئی باشا
آواز پر آواز بھجے دیتے ہی جانا
جائے کا بہنچ پا س تمہارے تیرل بابا
اس فرنگی پر خاک ہو پیدا ہے۔ میں کر محظاں فنیسے ہانسے بیایے



آیا میرا اکبر سیر سلیم تھکا دو
ہم شوکر کھانے پڑتے میں ہر لکڑے گھورا تو ہے کوئی کوہرائی ہے ہر تارو
کیا نہیں پھر سینے میں جو ماہکے ہے اسے بیٹا ذرا لامخ تریستے کے ہشادو
اسے نولایم رے جوانی اکبر کا تصدق
ذاکر کوئی اب رو خش پر فور و کھادو

سترھوں مجلس

شهادت علی اصغر علیہ السلام

قال رسول اللہ حتی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان تاریخ
فیکف التقدیلین کتاب اللہ وعتریق اهلیتی اُن اشتکم
بھما امن تکسلو بعدهی و من نینفہر قاحقاً یزداعلی المیون
فوا یا جاپ رسالت آجت نے۔ کامے لوگوں قم میں و چڑیں پھوٹے
ہاتھوں۔ ایک کتاب اللہ عین قرآن شریف۔ اور دوسرا اپنی عترت
اہل بیت۔ اگر ان کو پکشے رکھو گے۔ تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔
یہاں تک کہم میرے پاس حوفی کوثر پر پردنخ یا وائے (حضرات)
یا ایک پیغام ہے رسول کا۔ اُن لوگوں کے لئے جو کتاب اشادہ
رسول کی قدرو منزلت سمجھتے ہیں۔ یعنی قرآن اور اہلبیت کے ساتھ
اخذ باطنی سمجھتے ہیں وہ گمراہ نہیں ہوں گے اور میرے پاس حوفی کوثر
بودنخ جاویں گے۔ یہ حدیث مستند۔ اول شیخ فرقین ہے۔ اور قدرت
ابنی کتاب پاک میں اس طرح ارشاد فرماتی ہے۔ مثل اشتکم علیہ السلام
اکام المؤدیۃ فی القہبیۃ۔ اے رسول کہہ جائے ان لوگوں سے۔ گئیں قم سے

زینب پیماز تھیجے کے پیچے ذریں۔ اور ماہکے کو کہ کہنے لگیں۔ کامے فرزند
کماں کا قصد ہے۔ فرمایا۔ کہ اے چوہی یا تماں مجھے چھوڑ دو۔ کہ میرے بیان
نہ تھا یہں۔ اور اپنی مدد کے لئے بُلا رہے ہیں۔ اب تاپ خبط نہیں
یہیں چاہتا ہوں۔ کیمسدان میں چاہرائی جان قدموں پر منتشر
کروں۔ یہ کہہ کر خیے کا پردہ اٹھایا۔ اور باہر تشریف لے آئے۔
ناکامہ امام مظلوم کی نظر اپنے بیمار فرزند پر جا پڑی۔ بیچھیں ہو گئے۔
دہیں سے پھکار کرے
زینب کوئی ہے تھے صدائو کرلا۔ بیمار کو آئنے والے بنت مرتشی
ہے بعید میرے ایک بیوی جمعت خدا

ایسا دہو کر تیر لگا دے، کوئی اشیاء
حضرت کی یہ صدائیں کراہیں حرم نے پہلی تمام پیمار کر بلکہ پرستہ ٹھیا
اویورا اشضرت کے استاذ کا اس چھینچے کی جان پر ہوا۔ جو چھینچے
نہ حال پڑا جوا تھا۔ اور جس کی مان کا دودھ بھی ششک ہو گیا تھا
راوی کہا ہے کہ جب جناب میڈاشہ ایاستفا ش فرمائے تھے۔ تو یا کیک
نیم حین سے گردی بکالی آیا زین بذریں ہوئیں۔ حضرت یہ آواز سن کر بیان
داخل چھوڑ ہوئے۔ اور فرمایا جناب زینب سے کامے ہیں۔ یہ سورش
کیلے ہے۔ کیا کوئی پتھر صدمہ پیارے ہلاک ہو گیا۔ عرض کی جانب

پکھا بیر رسالت نہیں مانگا۔ مگر یہ کہ میرے اقر بائیسے نعمت رکھو یکہوں حضرات
خلود سلیل تواریخی اور اسری اور رسول کے لئے اہتمام بیٹھ فرمائیں۔ مگر ماہی
یقلا پسانہ کو مسلمانی نے دو یوں کے ساتھ وہ بتاؤ کیا۔ جو ان کے ختم کے
قطعہ خلاف تھا۔ ایک طرف قرآن کو پارہ پارہ کیا۔ اور دوسرا طرف اہلبیت
کے لئے پر جھری پھرائی۔ ایک طرف قرآن کو جلایا۔ دوسرا طرف
قررت کا گھر پھینکا۔ ایک طرف قرآن کی صفحیں میں تیزروں پر بلند کیا۔
دوسری طرف عترت کے سر کاٹ کر نیزوں پر پھر جڑھائے۔ آہ آہ جل کی
رسالت کا پیسرا گواہ کر لایں یہ کہ دشمن اکڑا ہوا آواز استغاثہ بلند کر لایا
تھا۔ حل میں ناضر ای پیڑھنا۔ وہل میں مُعیتہ بیغشا۔
ہے کوئی جو اس حالت میں ہماری نصرت کرے۔ ہے کوئی جو ہماری
مدود کرے۔ گرلا کھیں مسلمانوں کے مجمع میں کوئی ایسا نہ تھا۔ کہ
وہیں کے ول پر اس آواز کا اثر ہوتا۔ اور جن دلوں پر یہ آواز اثر کرنے والی
تھی وہ سب سرکشی میں ٹھوں میں ٹھاٹھے کر لایا کی جتنی بھسلتی ریت پر پڑے
ہوئے تھے۔ پھر خیام حین میں دو دل ایسے تھے۔ کہ قدرت کی یہ
آواز من کر مڑپ اٹھے۔ راوی کہا ہے۔ کہ جب بیمار کر بلانے آیا تو
استغاٹھ میں تو غش سے آنکھیں کھول دیں۔ اور پرستے اٹھا در ایک
ٹوٹا ہوا نیڑا اٹھا کر میلان کی طرف چلتے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر جناب

پس جس وقت حضرت اپنے مخصوص پتے کو ہاتھوں پر لئے چاہ رہے تھے تو بعض یعنی بگئے۔ کہ حضرت جنگ سے حاجزاً کر کلمہ محمد، ہاتھوں پر اٹھائے بغرضِ صالح تشریف لارہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ اپنے بلند نیلے پر کھڑے ہو گئے۔ اور پتے پر سے دامن جماہشانیا۔ اور قدم ز بال خصال سے حضرت نے کہا۔ کہاے قوم یہ مرآ پحمد یعنی کا پتھر شیر غارجس کی ماں کا دُردِ عجمی شکار ہو چکا ہے۔ ہیاں سے بیجا ہے۔ اور اگر قمار سے زخم ناقص یعنی گھنکار ہے۔ تو اس مخصوص پتے نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے۔ اے اولادِ الٰہ۔ العادت سے کندا۔ اگر تمہارا بچہ اس محل میں ہوتا۔ تو تمہارا دل کیا کتنا بڑا اس کے بعد آپ نے اس مخصوص کا نئے اس قوم کی طرف کر کے فرمایا۔ کہاے بیشا علی اصغر تم بھی بدخت خدا کے فرنڈ ہو۔ اپنی محنت اس قوم پر نہ کرو۔ یعنی تھا۔ کہ اس نے شیر نے اپنا نئے کھول کر یا اس سے ایسی ہوئی تربیت بانی پاہر نکال دی۔ امام طیبہ السلام نے فرمایا کہ اس طیبہ الٰہ والو، ویکھو پیاس کے اس پتے کی کیا حالت ہے۔ میں اس کے بھانے سے ہبھانیں نہیں ہاگ رہا۔

حضرت کا یہ کلام یعنی کہ فوجِ دودھی کے بہت سے سپاہیوں نے پھر پھر کر رہے تھے۔ بعض نے پر سرحد سے جاگ کر کہا۔ اوشقی تیری

زینبؑ کا سے بھیجا کوئی پتہ تو بلاک نہیں ہوا۔ میکن آپ کے لئے سفاذگی آوازِ من کو مخصوص علی اصغر ایسا بے تابہ میا۔ کہ اپنے آپ کو جھوٹے سے گذا دیا ہے۔ یعنی کہ آپ اس مخصوص کے جھوٹے کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا۔ کہ پتہ مذہبی پڑا ہوا ہے۔ ہونٹ نیلے پر دستے یعنی پچھوڑ کا رنگ اُزیگا ہے۔ ہاتھوں میں حلقوں پر دستے ہوئے ہیں۔ آپ نے مادر علی ہمفرے فرمایا۔ کہاے رہاب اس مخصوص کو لاو۔ کہیں اسے فوجِ سترم شمار کے سامنے لے چاؤں شاید کوئی صاحب اولادِ عجم کھا کر چڑھائی کے قطعے اس کے حلقوں میں پڑکا دے اور اس کی زندگی ہو جائے پر مادر علی امیر نے بوقتِ ذرع کرنے اپنے پتے کو اس طرح آراست فرمایا۔

سبھاۓ اٹھکیوں پر اسے جذبہ مال آیا۔ گلے پتے تیغ کے رکھنے کا جو خال مفت کالا بیک اُنکے کوئی دُرخستہ مال بولی جاؤ دُردِ عجمی میں نے کیا حلال حق سے گلے نہ پتا قی کے ملنے کا بھجو۔

میں ہاتھ جو شیقی ہوں مجھے عخش دیکھو۔

پس جناب نیڑا شہزادے اپنے چکر پارہ کو ہاتھوں پر اٹھایا۔ اور دھریکے پھاؤ کے لئے اس جا اور جھاتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

کہتے تھے ہم پووم کے بے شیر کا گلا
تو گھٹیوں چلانیں اور مرنے کی جلا

شہادت حضرت علی امیر

جانب آسمان اڑا دیں۔ کہ آسمان سے آواز پیدا ہوئی کہ اے حسین اگر اس خون کا ایک قطرہ بھی ادھر آیا۔ تو قیامت تک باراں رحمت نہیں ہوگی۔ آپ یعنی کہتے ہیں دیران و پریشان ہو کر فرمائے گئے۔ کہ اسی مفترسے

اکار آسمان کو ہے راشی زمین نہیں

اعفربتہاے خون کا حشکانا کہیں نہیں

یہ کہہ کر آپ نے وہ خون اپنی بیٹھ مقدس پر مل لیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسی صورت سے نہایت خودت میں باوس گا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اس کے بعد آپ اس مخصوص کی لاشن ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے جانبِ خیرہ روانہ ہوئے۔ مگر قدم دُمُحٹے تھے۔ جب فوجی خیر کے پر شے۔ تو دل میں خیال آیا۔ کہاب مادر میں اصغر کو کیا جواب دیں گا۔ پانی پلٹنے کا وہ کہ کر کے لایا تھا۔ اب اس کی بھرپورگی کس طرح نشادیوں گھا کیجی ہاپ آگے بڑھتے تھے کبھی قدم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ حضرت اسی طرح آپ نے سات بارہ سی علی کیا توہنیں ہم ایس کی

پیروی میں اسی طرح عمل کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس طیبِ حمزہ بھی بری سے تباہ سے اپنے ڈر نظر بوئی چلر کا انتشار در خصوص پر کرہی تھیں جو نہیں حضرت کو اس حال میں

شہادت حضرت علی امیر

۱۸۲

شکلی کی ایضاہ ہو گئی۔ اسے خالم اس شیر خوار پتے کا کیا تھوڑا ہے۔ کہ تو نے آقططم کلامِ الحسین۔ کلامِ حسین کو قطع کر دے۔ یہ مشتری اس عالم نے ایک سو شعبہ تیر کے اگر شتر سہارتا تو اس میں دہ آتا۔ پہلے کمان میں جو لڑکے اس زور سے جلن میں اصغر پر تاک کر مارا کہ وہ پتے کا گلہ اور حسین کا اور تو لڑتا ہوا زمین میں دہتا۔ باہم پتے تیر کھاتے ہی حسین کے ہاتھوں پر مقلب ہو گیکے۔ اور ایک بیکی سی سکی لے کر چان دیوی۔ اس وقت نام علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور مدد گاؤ باری میں عرض کی۔ پسرو و گارا گراہ رہنے کا نامہ کیا جیسا پتے کو شہید کیا جو گیندباری میں کسی مسجد نامہ مصالح سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت نے اپنا پتھر فخر میں اصغر کے نیچے نگاہیں دے جب وہ چل دیں۔ تو زمین سے آواز آئی۔ کہ چاہا۔ کہ اس کو زمین پر پہنچا دیں۔ تو زمین سے آواز آئی۔ کہ جس پین ان کو اس خون ناچ کا ایک قطرہ بھی مجھ پر گما تو قیامت ہم کوئی روئیدگی بھوٹے نہیں ہوگی۔ پھر اسے چاہا۔ کہ اس خون کو

الْكَهْرَبَوْنِيُّ حَلْبَس

جناب سوچلا کا امام حسن کامنہ پوہنچا اور لگھے حسین پر بوس
دینا۔ امام حسین کا بخوبی نہ تباہ آنازد فارجیف کا کہہ دلایا میں

منقول ہے کہ ایک دوچار خیں ملیساں خود سنتیں درجت
جنما پس رسول قبل میں حاضر ہوتے۔ اور آداب و تسلیمات بکالائے حضرت
ختمی مرتبت نے اپنے دو تین ذریحیوں کو بہت پیار کیا۔ حسین کے مشہد کو جو ما
اور حسین کے لئے کو بوس دیا۔ مگر حسین طیبہ اللہ عالم اس بات سے کامنجان
نے میرے سنتہ کو دچھا رکھیہ خاطر ہو کر انہی مادر گرامی چانپ نامہ
سلام اللہ علیہما کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ روئے جاتے تھے اور
خانوں دھوٹے تھے۔ جاپ سیڑھے کھل جلت ہنسنے سے پشاکر
پوچھا۔ کمیرے حسین کوکیں نے رینید کیا ہے اے حسین کیوں
روئے ہے۔ فرمایا کہ اماں بان زریعہ رامنہ تو سو ٹھکو کیہیں سنتہ
سندھے ناکوار آتی ہے۔ میرا ناجان نسوانہ شوامنہ شوچ والوں جانی چنی کا
مشکوچھ ماکٹے۔ یہ سئ کر جناب سترہ کمال مُحضر ہوئیں اور شہید کر بھا

جب تکہ میرے دوست مالائیں ہیں یہ شت میں داخل نہ ہوں گے
یہ بہشت میں قدم نہ رکھیں گی۔ کیوں خلات منا آپ نے کجنا پ تباہ
قیامت میں تمہاری شفیع ہوں گی۔ خوشحال ہمارا کہ ہم تین الشہدا
کے عربا دار ہیں۔ چنانچہ رادی کیختا ہے کہ جب جناب علی مفتر
محضوم بھی نشانہ تیر ہو چکے تو آپ اہل حرم سے مُرخصت ہو کر میلان کا زدار
یہ تشریف لئے۔ اور ان طالیمین سے بات ہم ت آپ نے سوال
آپ کیا۔ مگر وہ طالیمین کاپ کوتھ را لئے تھے۔ انہیں ایام نافر جام میں ایک
مومن دین وار بقصہ زیارت جناب امیر شاہ و قلعہ گیرخوب اشرف میں
چار بغا تھا۔ کہ ناگاہ اس کا گذر کر بلا کے میلان فی ورق میں رہتا۔
تو اس نے کیا دیکھا۔ کہ ایک مظلوم دیکھ کر میلان باشے اشارہ
گیرے ہوئے ہیں اور حب وہ ان سے پانی مانگتا ہے۔ تو وہ یتروں
سے جواب دیتے ہیں۔ پہ دیکھ کر وہ نہایت منظکر ہے۔ اور کہتے لگا۔

الذی سے کس قدر ہے پر تا شوب یہ مقام
بیکن پاس تقدیر ہے فلم و ریخ اور سلام
یہاں سے جلدی کوئی کریما ناچاہے۔ یہ تو شہر نے کام مقام نہیں۔
کہہ کر چند بھی قدم چلو تھا کہ جل میں خیال آیا۔ کہ یہ شخص شایست

۱

آئنے سے غریبی خون میں نہایت ہو شے
موت کی بچکی لگی۔ خون میں نہایت ہو شے
اسکیں کھلی کچھ گزندی، مصیباں میلوں میں
سینے کے قبور میں صحری، خون میں نہایت ہو شے
تیرنے لگے پر لگا، منکا تھاڑ جلکا ہوا

مردی نچھائی ہوئی، غُون میں نہائے ہوئے
جان کے زندہ پس رانچیلی دُور کر دیکھتے ہی رہ گئی، غُون میں نہائے ہوئے
بلوں شہنشھد مل بھجے بازو یہ لال شکل ہے کیسی بنی ٹھُل میں نہائے ہوئے
حمد خستہ ہگکر لے لیا ماں نے پس
دیکھتے ہی اگر بڑی، غُون میں نہائے ہوئے

کی مانگی پکڑے ہوئے۔ خدمت میں جناب رسول خدا کی تشریف لائیں اور بعویں سلام کہا۔ کے باہم آپ ہمیں ان کو ناز کرتے ہیں اور آپ ہمیں لے لیں۔ کیا باعث ہے۔ کہ آپ نے حسن کے منہ کو بھوما اور میرے حسین کے منہ کو سچوں۔ آہ آہ یہ سن کر جناب رسول خدا ہے تاب ہو گئے اور اس قدر رومیے کہ ریش مبارک آنسو مول سے ترجیح ہوئی۔ یہ دیکھ کر جناب سید نے کہہ کر لے ہے باہم یہ کیا راہ ہے۔ کہ آپ اس قدر بے قراری سے فتحے ہیں۔ فرمایا آپ نے کہ لے یعنی حسن کے منہ کو اس واسطے چوتا ہوں۔ کہ ظالم ایک روز زہر پلاویں گے۔ اور اس کے جگرے کو کٹھے اسی منہ سے تکلیف ہے حسین کے میں بو سے لیتا ہوں۔ اور اسے فاطمہؓ کے ہمارہ جگر حسین کے گلے کو اس واسطے چوتا ہوں۔ کہ اسی سچے کو شریعتیں بتھجیے خاد مے قطع کر دے گا۔ دام دقت تو ہو گی اور نہیں ہمیں کا اور نہ علی ہمیں گے۔ یہ سن کر جناب سیدہ زار زار و نے لگیں اور کہا کہ لے باتو پھر اسی حالت میں میرے فرزند کو کون روئے گا۔ اند کون اس کی صرف ماننے پہنچاتے گا یہ میں کہ حضرت نے رشاد فرمایا کہ اے یہیں اس کا غم رکھا۔ کہ خداوند کیم ایک قوم کو پیغما کر کے گا۔ کہ وہ پھر اس تیرے حسین کی مجلس فرم پا کیا کریں گے۔ یہ سن کر جناب سید نے فرمایا کہ لے امن بروز تھا میں اس کو شفاقت خواہ ہوں گی اور

زیرا رات جناب امیر علی ابن ابی طالب اپنے گھر سے نکلا ہوں، برائے امر
عہد جاتا ہوں۔ ڈعا کریں۔ کہ خداوند کیم بھے ہجدی ہنزول مقصود ہے
پوچھی اے کشمی دل سے گھر سے نکلا ہوں۔ راستہ میں بہت ڈشوار
گھاٹیاں ٹے کی ہیں۔ خدا مجھے اپنے ارادہ میں کامیاب کرے۔ اللہ

اللہ جس وقت وہ نمازی کلمات کہے چکا۔ تو ۵
یعنی میں کے آپ کے نماز کے مقابل پھیلا کر دنیا تک کام آگے توں
اے بھائی کیج ہے شدھرستہ جانکی ارادہ مہبل گیا تھکنے سے میراول
نبہونس جب آتی ہے قربت بگاڑ پر

مُلک شے ہو گر پڑے یہ مصیبہ تدھبا ٹپر
کوئی عیّن ایت سلطانیں بخوبی رونے کا وہ مرد مشرف ٹھکا کے سر
دل میں کما خدا کا مقرب ہے یہ بشر اس حال میں غوب فانی ہے ان قدر
کیا جانشناام ہے یہ ہمار سوچ ہے
کس ٹھکن ہمار شرافت کا ہے متحمل ہے

پر سوچ کرہے مردم صاف کئے لگا۔ کہ اسے بنتہ خدا تم کس خاندان سے
ہو، فرمایا آپ نے، کلمے مردم صاف جس شاوفالی مقام کی زیرارت کو
چارہ سے برداں ناچر کر کبھی ان کی جناب میں خصوصیت حاصل ہے
جس وقت تم وہاں پہنچنا۔ ایک میرا پیغام بھی اس دلگھو عالیجاہ میں

فَلَمْ يَجِدْ بَيْنَ أَهْلِ
الْأَرْضِ مُنْذِرًا

چھ وقت یہ مکات براہین بھارک میڈیا شرکت سے اس مردموں نے
ئے تجویز ہوتے ہو گیا کہ لڑکی سے مرضت ہونے کا اتوہ سوال تھیں
پانڈا ونڈ تھا لئے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ شاید ان کو علم غیب ہیں دستیاب
ہے مال نما شرکت میں حکومت کا کوئی سوال کرتا تھا جو اپ
باصلوں پر آتا تھا۔ اور کوئی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ اس کا مانی غیر
بمحکم طب پہلے ہی دے دیتے تھے اور بعد ان کے میرے مولاو
آقا خاناب علی ابن ابی طالب کو ان سب اہل پورست قدر تھا
اور حسب سے فہرست کر گئے۔ تھانبا ماحسن ان کے بڑے شہزادے
روگوں کے سوالوں کا جواب تباہی نہیں دیتے تھے۔ اور سب کی باتیں بھی
شناختی تھے۔ اب خواہ اسلامت رکھے میرے مولا داؤ کلام حسین و ملیحہ
کو وہ جناب پر طرح سے روگوں کے سوالوں کا جواب بناوایتے
ہیں۔ اور وہی شجین پاک میں سے باقی ہیں۔ خداونکی گمراہی کے

یہ دل میں کہہ لے سے
پاٹھکو جو شک کہا اسے مرد نیک نام
بن لائیے براۓ خدا محمد کو پایا تا اما
شک کر کلام اس سے یہ کئے تھے امام
رخ غم والمیرے حصتیں آئے ہیں
یہ سب طلب ہیں تجھاں اُکے پائے ہیں

جیسے ہے دیکھا آپ کو دل بیڑا ہے
مُن کر لایا آپ نے اسے روپا خدا میں کس فلم کا تم سے کروں میں میں آہ
تین فلم سے ہو گیا لکش ہرا تباہ اِن عalloo نے قتل کئے میرے لاقربا
جھل میں ہوتا آئی ہے بتی شہر میں
عالم نے اُس کی ذات کر من پتے قصہ میں

اے شخص اس فردا شاہزادے کیسے کیسے جان رعنایمے ٹکر کے
بے محروم دھطا شہید کر دیئے۔ حتیٰ کہ چند ماہ کے پہلے کو بھی نہ چھوڑا۔ مگر
میں نے سو اس تھیر کے کوئی بات نہیں کی اور اے بھائی نہ
کہنے میں بات آتی ہے اس کا لگا نہیں

وں تسلیم ہے آج کہاں نظر ٹھنڈیں
گلے بندہ خدا تو کہاں سے آیا ہے اور کس جگہ کا الادھ ہے۔ فرمایا
اُس مرو مسافرنے کے شخص میں مدینہ معتمدہ کا رہنے والا یہوں اور بشوقی

پرچار نہ کر کنما کہ آپ بے شکل شاہیں ہیں۔ یہ خادمِ جنگ آپ کا مصہنہ ہا
ہے۔ جب تین قتل ہو جاؤں تو میرے اہل حرم کے پردے کا خاص
خیال رکھنا۔ یہ کلمات سن کر وہ مردِ مومنِ محل میں کہنے لگا کہ آپ
اس کا وقت شہادت عقوب ہے۔ بنیس کے کام آتا چاہئے اور
اویاپی چان اُن کے قدموں پر شارکرنی چاہئے۔ بعد مرگ انشا عاشد
زیارت شاہ قلعہ گیر حباب امیر سے مشرف ہوں گا۔ یہ سندھ کر کردا۔ کہ
لے بنہ خدا مجھے اذن کار زار عنایت فرمائے۔ تاک ان طوزوں سے
آپ کا انتقام گوں مجھے قسم اُسی شخص کی جس کی بیس زیارت کو جاتا ہو
اب یوسفیری گردن پر ہا سے۔ تکم دیجئے ہے
یعنی سکاپ بولے کہا ہا قسم کھما۔ اے بھائی تو ہے صاحبِ فخریہ رضا
نہ ہے یاں کرات بن یاں کا بخوبی کو جا پہنچے کائیں ہوں آگر جان فی تو کیا
دامن سے آنسوؤں سے بھلوئی ہے رات ون

بیٹھی تیری تبر سے نئے روپی ہے رات دین
خوش بخت قوت ہے جو یونکتی تھی دمبدوم
دھنکی کیا تھا نئے کرائیں گے جلد ہم
مرتی ہے اس طاری میں اس صاحبِ الم
آزادہ اس المہم ہوں گیں ہبی سی فرم
ہجراں کشیدہ لئیخ دنلاڈ محن میں ہے
بیدار اپک میری ہبی بیٹھی دملندیں ہے

یہ من کے کہا شاہ نے زوارِ حجت سے
پکوئے بکر نہ کرس پر ہے غفار حسینا
محضرش شادست کنہیں نام ہے تیرا فی تم کو جو ماں کوکو قفار حسینا
خصتہ ہوا تو اپناؤہ شادا ممے کہتا تاکہ جانا ہوں میں اپا رحیما
جیدر کی دعا ہے کو خداوند کو دکھئے
جو آنکھوں کے ہو سائے دربار حسینا



جب اس مردموں نے یہ سنا تو تربپ اٹھا اور کہتا تھا
ایغمس تیڑا جا بہت ہے یونڈناک انہا یا عالم قدس اعلیٰ میں کیا ہے باک
بولا یہ کلمہ سچے ہے چاک پاک پچھنچنے کو پس سطھنے کے لئے اپا
نکلا نہ مگر سے یہ کہ شہر قین ہوں
مردانے سرخکاکے کہا میں حسین ہوں
آہ آہ یہ سنتنا تھا کہ زوارِ حجت غش کھا کر زین پر گرداد رید
جب ہوش آیا تو حضرت کے قدم ہستادوم پر جنگ کر پانہ منہ
تلنے لگا اور کنہ لگا

نوحہ

یا شاوز ماں عاشق غفار حسینا نا شہر ہو یہ حدیقہ میرے دربار حسینا
آفامرے ہوا فین خرب جملاغناٹ پیرے میں دش پباب بار حسینا
جاوں کا پس از مرگ زیارت کو مجھ میں
یک بھجے نہ بھجے جذبے سے شرمدار حسینا
تم ساتی ٹکڑے کے ہو فرز نہ ملے شاما یعنی دشت کا ہے دربار حسینا
تباہیں کس طرح سے چھوڑوں یہ کہتا د فرج دشکر نہ علمدار حسینا

ابرا کے شہید ہو گئے جسی کہ علی ہمیر شیر خواہی نشاڑ تیر ہوئے تو حضرت خود
پنیں نفیں اپنی مرگ پر آمادہ ہوئے اور واسطے رخصت کے خیر
اہل حرم میں قشریف لائے اور فرمایا اے زینب و کشموم ولے سکینہ
ولے بابا فانے فقتہ تم سب چیزیں کا آخری سلام پوچھئے کہیں اب تم
سے رخصتہ ہوتا ہوں۔ راس کے بعد تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔
یکلئے حضرت ناک میں گر تمام بی بیاں حضرت کے گرد کھڑی ہو گئیں اور
حضرت کو حلقہ میں لے لیا۔ اور جناب زینب دام کشموم ہمیر شیر خوان تید
الشہدا کی حالت بہت غیر تھی۔ اوس بیتے زین پہنچاڑیں کھلتے تھے۔
آپ نے سب کو صبر کی تلقین کی۔ اور فرمایا جناب زینب سے کہ اے
ہم قدر بے بڑی ہو اس لئے میری آپ سے وصیت ہے کہ ہر طرح
سے صبر کرنا۔ اور میری سچے بچوں کی خلافت کرنا۔ جناب زینب نے فرمایا
کہاے بھیاے ماں جائے بچوں کو میرے پرورد کر چلے ہو گئے
کہیں کے پر وکر رہے ہو۔ سو اس تھمارے بیاں کون ہے۔ ہو میری
خلافت کرے گا۔ میری ماں فاطمہ زہرا کی ایک تم ہی ایشانی ہو۔
آپ بھی مجھ سے کہنا رکر رہے ہو۔ فرمایا آپ نے کہ بھینا بھیتیہی
زادان کا کیا داعل ہے اس میں۔ اپا نک جو حضرت نے نظر کی
تو جناب بالدوہ میں نظر نہ آئیں۔ آپ نے بوجہ جناب جناب زینب

امیسوں مجلس

شہادتِ جناب امام حسین علیہ السلام

میشناں یا تکلیف رہایت سکھ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب مجلس
حراء نے جناب سید الشهداء رہبا کی جاتی ہے۔ تراس مجلس میں جناب
فاطمہ زہرا بھی تشریف لاتی ہیں۔ اور ساتھا جناب کے ساتھ زین فرون
حضرت مریم بھی ہوتی ہیں۔ اور ہاتھیں جناب سیدہ کے ایک ٹوہال
ہوتکے کہ اس سے کوئے والوں کے آنسو پہنچ کر مال شفقت فرماتی ہیں۔
کہ خوش حال میں عزیز د کہ تم میرے ایسے غریب و پیکس فرزند پر وقار
ہو کہ جس کا رونے والا کوئی نہ تھا۔ انشاء اللہ ربہ و حشیش تم سب کے
شقاعت خواہ ہو گئی، بیجان اللہ مونین کیا درجات ہیں اس مجلس کے
اوکسی میصیبت تھی کہ جس کیا د کر کے جناب فاطمہ تک ایکبار اس
خوشحال ہمارا کہہما یہ شہید کی مجلس میں شامل ہیں۔ کہ جس کی خوش
لا کہ مقریبین بھی سکھتے ہیں۔

میشناں کیوں درستہ وہ ماں جس کا بھرا گمراہ ایک شوپر کے وعده
میں تباہ ورباد ہو گیا۔ راوی کھتنا ہے کہ جب سب عزیز و انصار تید

پس جس وقت اس حال سے باقاعدے ہوئیں قریب شملانی متینین کیمیا
تو مکالمہ فرمایا۔ کسب مخذل رات۔ حرم گرو شاہ ام کھڑی ہیں۔ آپ نے
آواز دی۔ کر لے والی میرے کیا کام ہے۔ جو ان پر چیز کو ادا فرمایا۔ اس وقت
امام مسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مخصوصت سوتا ہوں۔ اور یہ مخصوصت میری امنی
پہلے پہنچیں ہیں کیونکہ تم سماں پاک و انصاف کے پاس چاؤں گا۔ تم شاہزادی
بھی ہو۔ اگر سوتیں ہیں مجھ کو تھہ خشند تو قبیلہ کرم نہیں انت کا کام ہو۔ تمہارا سا
نام ہو۔ یعنی کھفت بالنسے مریٹ یا اور عرض کی والی میرے مجھ کیا
ذکار ہے جب امت پر اکر راحضر فدا کر دیئے۔ تو قبر کیا جیسی ہے۔
یہ ذکر تھا پاکارے پوششی الرداع کبر۔ سکنید، پاؤئے دیگر الرداع
فضلہ، رقیہ، زینت، ہمشیر الرداع اب تو ڈنے کو آئیں گے بھی ہر طبق
اندیاب نہیں ہے جو پھر کے آئیں ہم
ماہست کبود ہوش میں آئیں تو جائیں ہم
تمار کے سر ملے گئیں بیان قلام دیکھا پڑتے ہیں مولانا امام
بانویہ سر کی پیٹ کے کرنے کی کلام بیٹا اشوبیں کئی ہوں گے کوچھاں
عوشر دعائی دھنپاٹے تو دیکھ دوسرے
پاپا تمہارے جلتے ہیں مل دھنورے
پس وقت بیتا وارثوں نہیں تھا کہ اکوں ہیں پہنچی ہوش سے

سے تو نہ پوچھا گر جناب سکینہ سے فرمائے گے۔ کہ
لبی کو کیا کرتی ہیں اماں قہاری
اصغری کے دم تک حقیقت سائیں ساری۔
یہ کلام من کو خناب زینت نے فضہ کر کیا۔ کہ جا فضہ بجانی جان کو
بلالا۔ فضہ فراشہزادی بجم جناب شہر باد کی خدمت میں پوچھیں
یہ دیکھ کر فضہ نے سر پیٹ لیا۔ کیونکہ جناب شہر باد علی خیر کی گفتہ
کو پکڑے ہوئے ہے بوس پڑی ہری گیس سے
فضہ قدم کی کے بخاری ہوئی ہے۔ باز اشود داع شرک ملائی ہے
اب گھر کی ایسی کجھ دم میں مغلی ہے۔ بیلبکی میری یوح بھی ہٹنے کو آئی ہے
رانیں پہنچاہیں کھاتی ہیں ماتم کا جو فہم ہے
باتر کو ہے نہ بوش دعا بد کو بوش ہے
جس وقت پھٹے فضہ گوش جناب شہر باقیں پوچھی فرماد
کھڑی ہوش۔ افاقتے کیا۔ کہیں بوس بجا شنے چلو جب خضری ہوں ہے
تمی گوش میں آمد بازو شختے جاں گبا فضہ شاہن، کو پکڑے بعد فدائی
پہلوں تھی ہوش کے دھناتمہ داں اور اس طرف کو فرم عطا ہیں فتح جہاں
غل تھا جیا نہیں بلکہ بیلی قام کو
جائی ہے تحریخ شنے ہاؤ امام کو

سوانح — — — — —

ایسپری میں اور کہاں کسی اس جائی یہ صدر میرے دل سے میرنے کے
بعد ہی نہ بھوئے کا۔ کہ اماں جان تو نہیں روز ہمیلیاں جنت سے
آراستہ کریں۔ اور یہں لباس کاٹنے دریہ پہنچنے ہوئے ویکھوں یہ
کہہ کر روتے روتے یہوش ہوئیں۔ جب ہوش میں آئیں۔ تو سب کی
لکھیں فرمائی۔ اور کہا کہ اسے بھیننا اب ہماری مخصوصت پڑے
زینت بگئی نہیں میں شہ جاپ بجھے درجارتہ داں بھی رنگی شا
فضلہ پھکارا دیجیے یہ ناگاہ گھر کے کعنیں سوکھلے تیز بھجے
روکے سے ہیں مرکتی پیش کھلانے لے چکی
ہاں آپ کے پھر دنی ہوئی آئی ہے زینت
یہ سنتے ہی شرطے فرس تیر کو روکا زینت بھی توبہ کی کتنی ہوئی نوجہ
شہ بولے کہی حال ہے اسے دختمز ملا۔ پہاہب کی مرضی تو نہیں زن کو چلا تھا
برہاد شرمت کروں اس لش دھن میں
فرق آئے دنمرک بھی بُرگوں کے چلن میں
یہ من کر جناب زینت نے فرمایا کہ بتیا مجھیک اماں ہن کی
وصیت یاد رکھی۔ اگر آپ پھر کر دے آئے تو نہیں مختین، اماں جان کے
سامنے شرمدہ ہر قی یہ من کرے
فچھے کیا ہے ڈھاماں کی وصیت کی مرض کارشائی کی تصاویر جلت

ایسپری میں — — — — — شہادت جناب امام حسین 194

چونکہ پڑے اور غامہ سر سے چینک کر دیے کہ داشتہ ہم پر کہم جان بر کر
سرہ کھاتیں۔ اور بالا جان تر فے کو جائیں۔ پس اپنے پدر مژر گوارکی منت
میں جل پڑے۔ مگر شفعت سے قدم لامکھا تھے تھے۔
آنے قریب شکر کے ونگانیک ام فرمایا السلام میکیا تھا ادا امام!
شندرا بجلوب سلام اور یہ پیام اسرا علیم غیب مبارک بھائیں تمام
تم پروا امام وقت پیموں کو ہا لانا
ہم سرہ کی نہ جاتے ہیں قم گھر سبھا لانا
پھر جناب نہ نہیں بھیر دیکھ سے فرمایا۔ کہ اسے من اب مجھے پوشاک
شخی لادو۔ یہ من کر جناب زینت نے کپڑوں کا صندوق اپنے جانی کی
خدمت میں پیش کیا۔ آپ نکان کپڑوں میں سے جو سب سے کہنہ دید
لہاس تھا جن لیا۔ بلکہ اس کو اپنے ہاتھے کئی بجھے چاک کیا۔ پہلے
اس کو ریپ خن کیا اس کے اوپر ایک اور لباس جو اچھا تھا پہنلے
جناب زینت نے پوچھا۔ کہ اسے یاد گار پور داد رایسا لباس
کیوں سنتے ہو فرمایا آپ لے۔ کہا ہے بتیا۔ کیا بتاؤں۔ کہ بعد میری
شہادت کے ملائیں میلاباں ہی میار کے جائیں گے۔ اس لباس کو
اس واسطے پھٹا ہوں۔ کہ وہ بے جایا۔ اس کو پکشہ دریہ دیکھ کر جھوڑ دیں۔
اور سیری لاش بہ چندہ ہوئے آہ۔ یہ من کر جناب زینت نے گز

رکنی شریعت کو بدل دیا ہے۔ کیا میں نے کسی بے گناہ کو قتل کیا ہے۔ کیا میں نے کسی کا مال چھینا ہے کہ تم میرے فن کے پریات بن لے چکے ہو۔ اے قوم کیا میرے سر برید عاصمہ تمہارے رسول کا نہیں۔ کیا میرے بمن پر یہ لباس تمہارے رسول کا نہیں۔ کیا میں وہی حسین نہیں مولیٰ جس کو تمہارے رسول نے اپنا فرزند نہ کہا جس کے لئے روزِ عیسیٰ آنحضرت ناد بخشی جس کے لب وہیں کے بوستے ہیتے تھے۔ کیا میں وہی حسین نہیں ہوں۔ جس کی شان میں رسول نے فرمایا ہے حسین متنقی و ائمۃ الحسین۔ اے اہل کوفہ و شام نہیں کیا ہو گیا۔ کہ جس بھی کا کلمہ پڑھتے ہو۔ اُسی کے دن اسے کے قتل پر گرفتار ہو۔ اے پے خیر قوم نے مجھے ہمان ملاکر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ دادا مجھ پر بند کیا میرے نئے نئے پتے پھوک اور ہیاں سے پلک ہے جس اور قمیں سے اپنی زندگی پر کر رہے ہو۔ آقا تم نے میرے بھرے ٹھانوں کی صفائی کر دی۔ میرے تمام انوار و احباب گوشنزاریں غرہاتی کی طرح میری آنکھوں کے سامنے ذکر کر دیجئے اس پر بھی تمہاری آتشِ حرب اُذ بھی اور اب بھجو ہے گناہ کے قتل پر آمادہ ہوئے ہو۔ اے نالہوا! غذاب اُختر سے ڈرو۔ کوہ بہت سخت غذاب ہو گا۔ وہ وقت قوبہ پر ہے کہ غذابِ الہی کے شفعت نہیں چاروں طرف سے

سماں جو طلب تم سے کرے چکا جاؤ اُس وقت مری تو ہر بھالاناتیابت بھائی کا گلاؤ ہو میرے مادر کی طرف سے اور ہو جو رخصت پر شاہ بخت سے جمکت ہا وہ گریبانِ قاتل عوادی پس اخوند نہیں ہو گیا وہ عاشقہ باری زینبؓ نے بحق کے بوسے کئی باری پھر کوئی سوچے فرضیہ یوڑ کے پنکاری یا وہ آیا تپر وسے سے فکل آئی میں فضہ کتنا تیری بی بی کا بجالانی میں فضہ پس حضرت نے فرمایا کہ اے بھوی میری بھی ایک آخری حاجت ہے۔ اس کو بھی پورا کرو۔ کہا بھیرنے کے مانجاۓ آپکی کیا حاجت ہے۔ فرمایا کہ اسے اپنا بازو ذرا کھول دو۔ جب جناب رینے نے بازو کو کھوئے تو حضرت نے بازو کے رو رو کر دو سئے۔ اور کئے گئے

دن بیاروں پر دیتا ہو گوں لو سی جس عہد ہے
بندھ جائیں گے بانڈو ہی اک روندرس سے
الغرضِ غتاب میڈا شد اُخست ہو کر میلان میں تشریف لائے۔
اوہ بغرضِ اتمامِ محکمت فرمایا۔ کہ اے قوم میں تمکے بھی کافوں اہوں۔
تم کیوں میرے پیلے قتل ہو کی میں کوئی نیا درون بیجا دیکھا۔ میں نے

لکھتے ہیں۔ کامام حسین علیہ السلام کا قیصرِ احمد اس زور کا تھا۔ کہ فوج پیچے شستے پشتے لڑکے در دانے کے اندر واخیل ہو گئی تھی۔ اور پیشہ شارپاہی گھوڑوں کی ٹاپلوں سے کچھے گئے۔ ہر طرف سے الامان۔ الامان کی کارزاریں آرہی تھیں۔ صاحبِ روحۃ الشہادت نے مقتولین کی تعداد بارہ ہزار تک لکھی ہے لیکن کم از کم دو ہزار ڈشمن کا قتل کرنے ایک کشیہ کام شعیت و نادان پر مردہ شخص کے لئے عدیم المشاہ ہے۔ نواس کے قبل نکور میں آیا تھا ان بعد میں کوئی ایسا شجاع گورہ گرہیاں تک لڑتے۔ خون بھی جسم سے بکثرت بہر جکھ کا تھا۔ وہ دھن رہا تھا۔ کہ ہر طرف سے خورشید امامت پر زخم ہے۔ عرسعد نے آواز دی، وائے ہو قم پر یہ شخص انزعِ البطیئین کا یاد گا رہے۔ قلائل عرب کا فرزد رہے۔ اس طرح بھی تم سر برید ہو گئے۔ ہر طرف سے گھیر لدے۔ یہ سنتا تھا۔ کہ کس پر فوجوں کا ہجوم ہوا۔ حضرت پر حملہ بر جعلہ اور وار پر ہار کرنے لگے۔ آہا! یہ مظلوم بھوکے پیاس کے پزاروں خلک کے پیاس کے گھیرے ہوتے تھے۔ اپ کا تمام بدن زخمی ہے جو رچور تھا۔ پکڑے خلک سے وغیر تھے۔ کوہ دہی سے خش پا غش آئے تھے۔ پیاس کی شدت سے دہان سُرخ ہو رہی تھی اسی حالت میں ایک اپنے حضرت نے آواز استغاثہ بلنکی ہل من ناد ایسچھا۔

گھیر لیں۔ یہ میں کر اس بے چاہ قوم نے جواب یا۔ کے حسین یوقتِ فضائل بیان کرنے اور صحت کرنے کا نہیں بلکہ ہم سے جنگ کرنے کا ہے۔ اگر رش نے کی تاب نہیں۔ تو ہر یوں معاویہ کی بیعت منظور کرلو۔ درہ نہ پسے قتل کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ یہ سُن کرامام علیہ السلام۔ لا جعل ولا قوۃ الا بالا شد کتے ہوئے دہان سے پلٹے۔ اور فرمایا اے بے چاہ۔ یہ جنگ کرنے سے عاجز نہیں۔ جو کچھ کہہ رہا تھا۔ بغرضِ اتمامِ محکمت کہہ رہا تھا۔ اچھا بھائی کے ہیشے کی ذرا ششیر زفی کا تماشا دیکھو۔ اس کے بعد اپنے ذوالقدر حیدر کزار کو نیام سے نکالا۔ اور شیزاد رجہ پڑھتے ہوئے اس قومِ سرکوں کو ردار پر حملہ آور ہوئے۔ ایک انگریز مورخ لکھتا ہے۔ میں نے دا انگھیوں سے دیکھا اور دہ کا توں سے مُندا۔ کہ کوئی ایسا شخص جس کے عوین بُوڑھے جان اند پتھے اس کی آنکھوں کے سامنے مارے گئے ہوں تین دن کا جھوکا پیاسا ہو۔ میں اس کا زخمی سے جو جو ہو اور پھر میں کی طرح اس بھادری سے لٹا ہو۔ ایک تن تھا کے ملنے دشمن کی فوج میں مہر چل میال وی تھی۔ کہ گھبراہی میں سپاہی کے امپر سپاہی گھر رہا تھا جس طرف حضرت نے کرتے تھے۔ دشمن اسی طرح بھل گئے تھے۔ کوئی ہوا کے دلخیل نہیں۔ بھاگ رہی ہیں۔ صاحبِ حکم

کلائنس کے لئے تیار ہوئے۔ آپ نے اپنا عالمہ گورنر کاتھولیک کے لئے گھوڑے کی زین سے بازی اور فرمایا ذوالجناح سے کامے اسپر و فادر۔ جبکی زین سے رفتے زین آجاؤں تو یہ بچپن میں بجا لگت تاں اپنی حرمت تک پہنچا دینا۔ آہ کہ کس زبان سے عرض کروں۔ کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس قوم جنما کارنے کیا یہ چاروں ٹلن سے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ اور قریب اک نیٹ پر نیزہ مالے لگے یہاں پر رضا حق پر اضافہ کہ ہمارے مظلوم امام سے گھوڑے پر نہ ختم لگیا۔ آپ رضا حق پر اضافہ اپنے مقام سے پہنچ دی۔ اور پوچھ کر بیان میں امام غوب کے سر پر اپنے پر دل کا سایہ مکر لیا۔ تاکہ پیارے بنی نادے کو حدیث آقا بھی پچھ سکون حاصل ہو۔ کیا ہے کہ جب امام حیثیت اسلام کو کجا کپ سایہ کی وجہ سے کچھ تسلیکی مخصوص ہوئی۔ تو آپ نے آسمان کی طرف نظر کی لمحہ کما کے سایہ کر لے والی مخلوق تو کون ہے؟ تو ندا آئی۔ کامے اجازت دو۔ کہیں ان کا ناتھ کر دو۔ فرمایا آپے گرامے جبراہیں میرے شامروادے یعنی ہمارا خادم دینے جبراہیں ہوں مجھے اجازت دو۔ کہیں ان کا ناتھ کر دو۔ فرمایا آپے گرامے جبراہیں میرے سب سرکار اتحان خالق کو منظور ہے۔ اس لشکر دل کا سایہ اٹھا کے جبراہیں میاڑس ہو کر واپس آگئے۔ اس کے بعد ہمارے ہلا اپنا سوکا

ایسوس — بیم — بیت بیبا ایسیں
دیکھیں ما یک بیرون پرے نیچے کوئی۔ ایک بیرون پرے سے امیر کو کیش لد را ایک بیرون پاروں طاف گھومنے لگی۔ جب بیرون پرے نیچے کوئی ایک بیرون فرشتہ خدا جو نیچے سے امیر کو کیش۔ وہ امام حسین ملیلہ السلام کا سرخا جو خوبی ہیں نے اپنے نیزہ پر جڑھایا۔ اور جو ہاراں طرف کھوئی دھمکتی کی دیکھا بن تھی۔ جاپنے بھائی کی لاش کے گروانتہائی بھوئی سے گھومنے کے لئے اور لیکچہ ہاتھوں سے پکڑے فرید کر رہی تھیں۔ وہ محمد اداء علیاء، ہائے میں کر بلکے بھی میں لٹکتی ہے۔ مائے سیری ماں کا چکلا پھوپھو باخ بر دیں میں اُجو گیا۔ اسے میرے مظلوم برادر کا شکار سے پتھر کیتی تھی۔ اور بھائی کی لاش کے گروانتہائی پر جڑھی کیتی تھی۔ پس جب شرطیوں نے پیاسے لگھے پر جھر کر دیا۔ تو جناب زنیب فرمائے گیں۔ اسے این سعد خدا تیری شل کو قلع کرے۔ میرے بھائی ابو عبد اللہ قتل ہوئے اور تو دیکھ رہا ہے۔ آہ آہ مومنین جناب زنیب فرمائی کرتی تھیں اور دل کا شریک ہے۔ میرے بھائی پر سگاہ ببری پر جھر پھیر دیا۔ چس سے زین کر بیان زلزلہ آگیا۔ مسند حکومن آگ کیا۔ سیاہ آدمیاں چلتے گئیں۔ سر طف سے القتل، الحسین بکہ بکہ۔ اللہ بنی الحسین بکہ بکہ۔ کی صدائیں گرجنے لگیں۔ غوشی کے ہاتھے بجھنے لگھا ہے کجب جناب امام مظلوم پر خوجہل رہا تھا۔ تو قم خاص چیزوں لوگوں نے

ھل ہن مخفیتی یغذیت۔ اس آواز کے بلند ہوتے ہی ملائکا اعلیٰ میں قیامت برپا ہو گئی۔ جبراہیل امین نے مدھما و الہی میں عرض کی۔ کہ ماںے والے مجھے ہیں کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ یہ فرمی ہیں ترہے جس کے لئے تین جنت کے بیوے نے کر جاتا تھا جس کے عبارے کو ہلاتا تھا۔ پالنے والے مجھے اجازت دے کر کیس اس تدریجی میں اپنے حسین کی مدکر دی۔ جماعت قدرت سے آواز آئی۔ کامے ایسے جبراہیل الہی امین تمہاری مد منظور کرے۔ تو خود اس کی مدکر دو۔ یہ سترہی جبراہیل امین نے نہایت تقدیر ایسے اپنے مقام سے پہنچ دی۔ اور پوچھ کر بیان میں امام غوب کے سر پر اپنے پر دل کا سایہ مکر لیا۔ تاکہ پیارے بنی نادے کو حدیث آقا بھی پچھ سکون حاصل ہو۔ کیا ہے کہ جب امام حیثیت اسلام کو کجا کپ سایہ کی وجہ سے کچھ تسلیکی مخصوص ہوئی۔ تو آپ نے آسمان کی طرف نظر کی لمحہ کما کے سایہ کر لے والی مخلوق تو کون ہے؟ تو ندا آئی۔ کامے میرے شامروادے یعنی ہمارا خادم دینے جبراہیں ہوں مجھے اجازت دو۔ کہیں ان کا ناتھ کر دو۔ فرمایا آپے گرامے جبراہیں میرے سب سرکار اتحان خالق کو منظور ہے۔ اس لشکر دل کا سایہ اٹھا کے جبراہیں میاڑس ہو کر واپس آگئے۔ اس کے بعد ہمارے ہلا اپنا سوکا

شیوه تئنگی

شہادت جناب (ام) حسین

7-9

انیسوں معلمین

کیا یہ چڑھا ہاٹے نعمت کا ہمینہ پر دلیں میں سب کو گلیا گھر با جینا
ماں جائے برسے آکے قتلی تو ذرا دو
ول ہو گیا بے تاب یہ ناچاڑھینا

پیغام دیا اسپ و نادار نے بھیا
خوب کوئی لوٹن گئی خنا کا رہیا
کون آنھیں سے پکھلی گئی ظلم اہل جنما کا
پھر کا جگر رکھتے ہیں کفار سپنا
و پکھا نہیں جاتا ہے سکنیت کا چکنا

دے صبر اسے خالی غفار حسینا
با کوئی پیغام پوچھا دینا اے بھائی
بھے پر وہ نہ موتت اٹھا جسینا
بھے جزوی یہ خادم دیر نہ شرافتے ہو نظر کرم اس پنجی اکھا جسینا

ختم شد خصمه اقل

ہلکی ہوئی تھی اپنے لئے۔ اس آواز کے پہنچنے سے ہمیں ملا جا کر عالم میں
قامت ہے ماں جگہ سحر ایشی امیں نے دھکا اپنی بیٹی ورنی کے
کہا تھے یا بھٹے ہے میں کی یہ حالت دھکی بیٹی جاتی ہے۔ یہ ہمیں
جھین کر ہے جس کے لئے بھت جست کے نہیں ہے لے کر جاتا تھا جس کے
تمہارے کو ہلاتا تھا۔ پرانے والے بھت اب اجازت دے کریں اسی کو
پیشی میں اپنے حصے میں کی مدد کروں۔ جھاب اورت سے اُزانے
کے سے جہاں اُنہیں تمہاری دو نظر کر کے۔ تو فوراً
اس کی مدد کرو۔ یعنی جہاں ایشی نے نہایت پتواری سے
انہیں مقام پر پڑا کی۔ اور پوچھ کر یا میں اسی غروب کے پر
اپنے پرول کا سایا کر کرنا۔ تاکہ پارے غیزواد کو کھات آتا ہے
پوچھ کر انہیں ہوں۔ کھاہے کے جبل ام علیہ السلام کی کھاکیں سایا کی
وہ سے سچھی میوں سے ہوں۔ تو اپنے آسمان کی رفت نظر کیں یہ
کہا کہ سایا کر لے یا مخلوق لوگوں ہے؟ تو نہ آئی۔ کہا
میرے شاہزادے میں تمہارا خالم دینہ نہ چھاٹیں ہوں۔ نہیں
اجرازت دو۔ کہیں ان کا خانم کروں۔ خدا یا اپنے کارے جہاں
میر سبھ کو الہمان خالق کو نظر ہے اسی لمحہ کوں کا سایا اپنے
بیٹلیں پاؤں پوکر پھیس آگئے۔ اس کے بعد ہمارے پلاپاہا مونکا

گھلکنے کے لیے تیار
نین سے بازٹ اور اسی
فونڈ پر مشتمل
ایں جم مک پرچاریوں
بعد کیا ہوا اسی فونڈ
باش شرعی گردی اور
کرہا ہے عذریا اماں
ئیسا الور کیتے ہوئے
لائے تیرپوتتے۔
اویکی دینی ترقیاتی
پڑھ کر بھروسہ
سردارانہ شکستے کے
پخت دہنی تھی۔ کہ اس
اس بات پر آتا ہوئا
امان کو ہلاست میں
جان امام ظاظہم گے
نمایز عفر ادا فراہمے

یکھیں تا اک پورا دوسرے پیچے کرائیں۔ اکر اور ایک پیورا مولون اون گھومنے گئی:-
دُو جہاں تلی رُزِّتِ خلد ہوئی سے اُپر کو
سرخا خوفیں نے اپنے نیڑہ پر بڑا
گھومی دھیجنے کی دیکھاں تھی۔ جلا پسجا
پیچوی سے تھام رسی تھی۔ اور جکھا تو
شیئ۔ ٹاہم دواہ علیا، ما سے میں کر لیا
سیریاں کا چلا چلو۔ اور پر دین میں ا
بلوک کی شیئ کم پیدا ہیں اس سے پہلا
اس حالت میں دُریویتی۔ غلکی پہنچ کر اپنے
بُوہما رکشہ رداوی جانی نہیں نہیں
گرفتی ہیں۔ یہاں تک کہ خانہ پر فتحہ
والپس لے گئیں۔
ایسی گھمات کے بعد شہزاد اما
دیوانوں کی بُوہما۔ دُصہبہ ریان از
شام جوں نہیں۔ گھر مُردہ بُلکار دو
پیٹے مُفاک پر گھر کر تھا ہم خون ہیز

بُجے کہنے پر جو ہو گیا را دی کھٹا ہے۔ کتب اپنے گھوڑے سے گھوہ
تھے۔ تھنڈی بُزبُ نہیں مارنے والی اس طبقہ پر بُلکھی گئی ہیں۔ ہم
کی زندگی کے نام سے شوہر سے اور دو ماں سے فاکر کی ہیں
کہا سے الام سر سے مُظالم ہاں تی پر جرم کرو۔ جسے اپنے شُرکو
شُرکف دیکھاں دیکھاں اور کھنکھنیں۔
یاقا مُعمَّار سے رُکا دُریویت
پُلچھے خُرچاں پا۔ اس وقت کو
ایجھے تھیں شہر بھائی کی کھجور
ایمھلے اُمراء ہا۔ پس اپنے کالہ سر
بیچم قتل کرتے ہیں اس کو وحش کہا سے کو
نانا بیوی اور شوہر سے اپنے دوسرے کو
پیں جب شہزادوں نے پیاس کھلکھل کر دیا۔ قُوہاب رُزب
فریلے ہیں۔ لے اپنے سعد خانہ کی نسل کو قلعہ کرے۔ میرے بھائی
ابو دلشاد قلپ پر ہے اور شوہر نہیں۔ آہا مُدین بن جناب رُزب
قرادی کیتیں پیش احمد دہلی شہزادوں نے بُلکھا و بُوہی پر شُرکھمہ جو
پیش سے زین کر لامیں نہ لائی۔ مُردی کیوں تکھیں ہیں۔ یہاں آنوبیں
کہکشان۔ ہر لافت سے القشل۔ المسین بکری بدلے۔ الٰہ پریانہیں
کوہنے کی صدائیں کے پیچے گھر۔ مُوشی کے بلے بختے کے کیھا ہے

کجب نیلی ایام و مظالم ہے جھوپ رہتا۔ تو قن خان پیچویں لوگوں نے

کیا پڑھتا ہے تو تم کو ہمینہ
مال جائے تو سے اُکے

جل پر کیا ہے تاب؟

نیلام دیا سب وفا دئے بھیا

گئے مکر کیوں نہیں ٹھوکاں جائے
دیکھا نہیں بھا شے

نیلام دیا سب وفا دئے بھیا

خوشی ملے

اوچا بیڑیں ہلت سے جارہا تھا کہ باہمیں لٹکی ہوئیں۔ نیشن ملکہ
ہمارے ترسوں سے غربال پر پتھر دی پس پر اس لے آواز دی

پھر کا طلبے وہ ریتیں کا
زیب کوئی نہیں یا ہوں پہ پہ بھی
اعکانی گھری میں ریتے جلیں کے
اللہ حکم کیسے میں ڈر کرے اپنے کے

آہ، ہی صداز دیجاتی کی سُکر تک اپنا پیاس اور نچوڑنے پر بھی
بُوکھے ماریہ میں نہیں رہا۔ مظہرا کے نہروں سے زین دہانہ ہادیا
امونڈ ایجنس کو ملکہ میں لے کر اسی قریبینہ زندگی شروع ہوتی۔ کر
ولی پھر اپنے لگکے راریتی بے کر واشخا یہ نزیب کوئینا مجے
نیں پھر لے پے اس جائے کی طرف پڑ کر کے کھی پھیں۔

پیسوں مجلس

یقشہ شہزادت جناب یہاں الشہزاد الشقیقا کا خیمہ ہے میں الیت کا جلانہ اور اہل حرم کی پیقراری

اے جل شادا و غفور الرحیم ہے ۔ ہم تسبیں دند منفعہ کل حکیم ہے
رحان و مُتحان درود و رحیم ہے ۔ اس کے سوا بھلاؤ کی ایسا کیم ہے
ایاں بھی نہ مُرا بھی نہ عز و جاہ بھی
روزی بھی نخشے غل بھی نخٹے گناہ بھی

کیا کیا بیان کروں میں عنایات کبریا پیدا یہ بول کوپے راہبری کیا
ہم کو محشر عربی سانی دیا ۔ دسم اللہ موحده فہرست انبیاء
آنگے جوانیاٹے ذوقی الا قدر ارتھے
جو بُر کر دگار کے سبیش کارستے

حضرت۔ ہما سے بھی سرور کائنات فرم بخوات کی جہاں پیش
فضیلیں تھیں۔ ان میں ایک خاتم النبیین بھی صفت ہے۔ کس قدر
اعنیں ہیں، وہ لوگ جو آنحضرت کو نہ آئے، النبیین نہیں مانتے۔ کیونکہ تعالیٰ کا

یا رب بہتے حسین تیرا آتا نیرا!
ہو کر بلا دامن مُصلی میرا
روح ہوکیل تو لوں نام حسین
و حل چائے اسی نسبع میں منکا نیرا

مجالس خاؤں جدید

حضرت کے بھادرا سایا یا آئے والا ہے تو اس کے سلسلے سوال کیا جائے گا کہ دو کیا کام کر رکھا۔ اگر اسی شرعت کا مفہوم ہر کجا اور اسی دین کے چلانے والا ہوگا۔ تو وہ کراس کی ضرورت کیا۔ کتابِ مکمل۔ وہ مکمل ہے جی کی تعلیم ختم۔ اگر یہ کام جائے۔ کہ جس طرح اور مدرسین کے بعد انہیا ائمہ۔ اور اسی طور پر مشکل تعلیم دینے رہے۔ اسی طرح نیابی اس دین کو تعلیم دے گا۔ تو یہ بھی صحیح نہیں۔ ابیا کی ضرورت دوسرے دلوں کے درمیان ہوتی ہے اپنیاء و حقیقت اوصیائے مدرسین ہوتے ہیں۔ جب کوئی نیا فافن اور نیا سبل آتے والا ہی نہیں اور راب رماں غلط نہیں۔ تو پھر انہیا عکل حاجت نہیں۔ صرف اوصیا کی ضرورت ہے۔ اور وہ پناہ احادیث رسول میں ہو چکے ہیں۔ زینا کا فرض ہے۔ کان کی صرفت حصل کرے۔ اور بصلق آئیہ طیہ عوادہ عاذیۃ عوالہ شُوُل دا مُعَذَّل شُوُل من کوہ رسول کی طرح ان کی احاطت کو فرض بھجئے۔ اور علی دین سے جو حوصل کرنا ہو۔ اُنہی سے حوصل کرے۔ ان میں سے کسی ایک کا دخود ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ یعنی نکار زمانہ کبھی جنت خواستے خالی ہیں رہتا۔ یہی وجہ تھی۔ کام مظلوم کر لانے اپنے بیٹے سید سجاد کو ترنے کی اجازت نہیں دی۔ حالانکہ بیار کر لانے بے حق ہو ہر ہو کر کئی مرتبہ نہیں سے بخشنے کا رادہ کیا۔ میکن سید الشہداء اس خیال سے ہاں

عام قادہ ہے۔ کہ شروع میں لاکوں کو پڑھائے کے لئے معربی لیاقت کا سلسلہ مقرر ہوتا ہے۔ پھر جوں جوں درجہ میں ترقی ہوتی جاتی ہے اُس تاریخی اسی قابلیت کا مقرر ہوتا چلا آتا ہے۔ اس کے بعد جب سلسلہ تعلیم ختم ہو جاتا ہے تو عمل ہیشکے لئے ہاتھ رہتا ہے جس سی حال اسیا کا ہے پہلے لوگ جس طرح معرفت الہی و تدین و معاشرت میں درجہ برد جو ترقی کرتے ہے۔ یہ سی محفل رائے برائیت قدرت میں بھی ترقی۔ جب تعلیم کا درجہ آخری آیا۔ تو خداوند عالم نے اس کا الحاظ تکر کے ایسا بھی جو پر لمحائی سے اکل و لکھا ہے اور کسی قسم کا نقصان اس میں نہ تھا۔ بلکہ تمام اپنی سے سابقین کی خصوصیات کا حامل تھا۔ جب وہ اپنی تعلیم کو مکمل کر چکا۔ تو آپ شریفہ آنیوں اکمل دوست کم و نیکم قائمہت علیکم لعینہ و سر خیانت کم اسلام و مدد فدا نا مانع نہیں۔ اور علی دین سے اپنے کوہ مدد فدا نا مانع نہیں۔ اگر کوئی نیا بھی ناصل ہوئی میں اگر کسی بھی کی ضرورت باقی ہے۔ تو پھر کمال دین بے معنی چیز ہے۔ اگر اس دین کی یہ صفت ہے لیکن ہر کافی اللہ بن گلنے تو کسی اور بھی کا ہونا بالکل عجیث پس کسی نئے بھی کی ضرورت کو تسلیم کرنا یعنی رکھتا ہے۔ کوئی اسلام ناقص ہے۔ قرآن مکمل تا ادنیں میں اور آگر قرآن مکمل نہیں۔ تو پھر نیبا نا لیکن مشیش اور ولار طلب دلایاں اور حمد النعمانی جیسی آیات بے معنی ہیں۔ اگر کوئی نیا بھی

اشقیائی امت یہ سلوک کریں کہ کھوڑوں کی نظر بندی کر دا کلارشوں کو ریس طرح پاماں کریں۔ کہ کوئی عضو صحیح و سالم نہ رہ جائے کیا قیامت ہے۔ کہ رسول قبلہ کا ہر ابریل ماخ کاٹ کر سارا خاندان تباہ کر کے گولے اور جوان اور بنتے متین کر کے۔ لاٹوں کو بھی پا مال کر دیا جائے۔ اور پھر ان بے حیا میں کا اس بی بھی دل نہ بھر۔ بلکہ ان کی دکھنیا اور سکسے لاوارث بی بول کو روئے میں شغل ہوتے۔ ان غریبوں کے پاس ماسوائے چڑا شیا دبجو بوجان دین کے تبرکات تھے۔ اور کھاہی کیا تھا جوں کو ڈیا جاتا۔ قرآن ظالموں کو چوکر ناموس بھی کی جائے جکڑ کرنا۔ اور مظلوموں کو ہر طرح سے ستانا مقصود تھا۔ اس لئے جو کچھ ان کے ہاتھ ملکے جلگے۔ یہاں تک کہ کسی بھی دین کے سر پر ظالموں نے چادر یک پتھر پر چھوڑ دی۔ پیروں سے نعلین تک بیکال کر لے گئے۔ اتنا یہ پتھر کے کامیں نے وہ کھاں بھی بیمار کے بیچے سے نکال لی جس پر پیمار کر بلکہ کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ کافی کہ وہ ظالموں نے چادر میں کرتے۔ انہیں نے تو یہ غصب ڈھایا۔ کہ اپنی حرم کو ڈھنتے کیوں نہیں ہاں گلگادی ہے۔

خیروں میں ہاں گلگادی ہے۔ خیروں میں ہاں گلگادی ہے۔ جزاں ہر کو کھوڑوں کے ٹھوڑے پتھر پتھر جاہوئے۔ جیسا، قاریم و علی کابر کیا ہوئے اور ہم کے میں تھے میں پتھر کیے۔

نہ کئے دیا۔ کہ مبادا کوئی تیر بھاڑ کر گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہترے پیارا امام نے بھارت پیاری۔ وہ وہ کمالیف کر جائیں اٹھائیں کہ ان کے تصویر سے بیکار منہ کو تاہے اور جل لرزتا ہے۔ پھر شہادت امام مظلوم تو مصائب کی انہیا بھی دردی ہی چھانپے ایک شعر نے اپنے پے پوچھا۔ کہ احضرت مصیتیں تو آپ کی ایک دسرے سے بڑھ پڑھ کر ہیں۔ پر سب سے ریادہ صیتیں کہن مقام پر واقعہ ہر قسم تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

حضرت تین پار کماشام قام شام سیدنا شعبان نویں میں ہو گرد اور حرام بڑے میں دیکھ عدو شاد ہوتے تھے ہماکا سرخی روتا چاہا اور یہ سبھی رفتہ تھے۔

اے۔ اے۔ اشقاۓ امت نے اپنی حرم کو ایسا لپوچا لئے میں اور پتھر کو حرمت کر لئیں کوئی وقوع اٹھا دی کھا۔ اور اسلام کی پر تعلیم کو ان کے مقابل فراموش کر دی۔ اسلام نے نیت کا اتنا احترام رکھا ہے کہ بدن سے لرواں میں کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یعنی اگر کسی میت کا بیس تیکڑے اور پٹھر کے رتے کے وقت آسانی سے داڑھ کے تو حکیم شرع یہ ہے کہ اس کو پاک کر کے آثار دو، چاؤ یا پیچنی سے دکالہ آہ آہ عام مسلمانوں کی میت کے لئے تو یہ حکم ہے۔ اور آلِ رسول داولاد مصلحت کے طاطے

یا فاطمہ مزار سے نکلو برہنہ سر

لئے حضور کا ہٹوا جگل میں نبڑا
خدا کرنی وشن پر ایسا وقت نہ لائے۔ جیسا ان غریب الامن میں انہیں ہد

آہلا تھا۔ لکھا ہے۔ کجب ایک شیخ میں آگ لگتی تھی۔ تو سیدانیاں
بھلی شاہزادے نکل کر دُسرے شیخ میں جاتی تھیں۔ اور جب دُسرا
شیخ میں آگ لگتی تھی۔ تو دُسرا میں پہنچتی تھیں۔ آج جب صرف ایک
شہزادے کرہلا کا باقی رہ گیا۔ تو جناب زینت بے تاب و حضرت سید
شجاع کے پاس پہنچیں۔ اور فرمایا میٹا سجادا واب تم امام وقت اور محنت
خدا ہو۔ بتاؤ ہمارے نے کیا حکم ہے۔ حروف یعنی ایک خیریتی رہ گیا ہے
اہل حضور میں سرسریہ باہر نکل پڑیں یا خل کر مرحباں۔ حضرت نے
فرمایا۔ کماں پھوپھی جان جس حالت میں ہو باہر نکل جاؤ اور اپنے
پاھوڑوں اپنے کو بلات میں نہ ڈالو۔ راوی لکھتا ہے کہ جب خیام حسین
میں آگ آگ رہی تھی۔ تو دیکھا میں نے ایک بی بی ایک لیٹے غیر کے
اندر جس کے قریب آگ پر نکلی تھی۔ پار باز نے تاہاد آتی جاتی
تھیں۔ راوی لکھتا ہے۔

پڑھا یہ میتے روکے کہ یہ ساجرو ہے کیا زیور یا کوئی ٹال سے خیر میں و گیا
کہنے لگیں یہ زنیب وکس کر آہ آہ
کیوں مول خطرہ لیتی ہو ق را حصتا

نہیں۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں سلیمان بنیت اسین
ہوں۔ ارشیخ اکرم جبار سعیل را پر حرم آیا ہے۔ تو اتنا سوکھ میرے
ساقو کر۔ کبھی بخفی اشرفت کا راستہ بتا۔ میں نے کمالے صاحبزادی ہاں
چاکر لیا کر دی۔ بیکنے نے روک کر کہا میں اس نظم و ستم کی اپنے جترے سے فریاد
کروں گی۔ انہیں تیم کرنے سے بیکنگر رہا تھا۔ کہ
استخہروا خولی طعون نمودار۔ خنزیر کو بلا تاریخہ بلنسے اشرار
ناگاہ سکین کے قریب پڑھا براطوار۔ جھٹکا دیا کا دن کو خطاں نے کیا
وڑھین لئے خون ہوا کافر سے جاری

زینت نے کما گوہی میں کا ذمہ بی پیاری
طعون سے کہنے لگیں پھر زینب مغموم کیا تیرا بکارا تھا یہ تھی تھی تھی مصصوم
محشر میں تجھے دیکھتا ہو جائیکا معلوم قلام کو سزاد تا ہے کیا نا مظلوم
ہو تو تاہے بڑا پاس تیہوں کا خُرد اکو

عقول وہ کر لیتا ہے پھر میں کی دعوی کو
بھر کنے لگیں لاٹھہ شیرے روک ماں جائے مرسے دیکھتے ہو ظلم یہ ہم پر
بیکھنے لئے کا دن سے معدوم کے کیس اور خون بے کوتہ شوانگین سراسر
ہر روز نئے ظلم کی رواد دھے بھائی
پچھو بائی سکینہ کی بھی نبیاد ہے بھائی

زیور کی ہے ہیں د کوئی ٹال کی ہے چاہ

بیمار ایک میرا بھیجا ہے یاں پڑا

اس کو جانے کے لئے بار بار سچے میں جاتی ہوں۔ اس شخص ہم نہیں
بیہیں، اگر ہو سکے۔ تو اتنا احسان کر کہ اس بیمار کو اس کے اندر سے
نکال لے۔ راوی لکھتا ہے۔ یہ سنتہ ہی میرا ول بے چین ہو گیا۔ اور میں
ذمیں خیر کے اذر چلا گیا۔ دیکھا کہ ایک سخت و نزار بخان خاک پر
غش میں پڑا ہوا ہے۔ مجھے یہ حال دیکھ کر بڑا ہی ترس آیا۔ اور جس
طرح بنایا اس کو نکال لایا۔

حیدر بن شیعیم یزید کا پرچہ نویں روایت کرتا ہے۔ کہ جب خیام
حسین میں آگ لگی ہوئی تھی۔ میں نے ایک کریں پچھے کو مقتل کی طرف
بجائی تھی میں دیکھا۔ اس کے کریں میں تیچھے سے آگ لگی ہوئی تھی۔
مجھے اس کی حالت پر رحم آگیا۔ دوڑا ہوا اس کے تیچھے اس بخال سے
لگا۔ کہ اس کے کریں کی آگ بخادوں۔ جو عنہی اس نے میرے
قدم کی چاپ سئی گھرا کر کنے لگا اسے شیخ ٹوکس الادم سے آتا ہے۔
میں نے کہا صاحبزادے، تمارے کوئی تے کو آگ لگی ہوئی ہے۔ چہار تاہوں
کے اس کو بخادوں۔ یہ میں کہاں نے کہا۔ اسے شیخ ہمناموں رسول
ہیں۔ ہم کو خل جانا گوارہ ہے۔ مگرنا محروم ہاتھا پسے بدن کو لگنا منظور

ایسول ملک

فضل الہیت بیان شام غربیاں درکر بلاع معلا
قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِ الْجَيْدِ وَفِي قَانِ
الْحَمِيدِ۔ إِنَّا نَسْلَفُ شَاهِدِنَا وَمُبَشِّرِنَا وَنَذِيرِنَا وَ
نَاعِيَنَا إِلَى اللَّهِ يَادِنِيهِ وَسِرِّيَّهِ حَمِيَّنَا۔ وَسُرُورُ الْأَحْزَابِ
اَسَنِي، ہم نے تم کو شاہد و مبشر و نذیر بنالکسبیا اور اللہ کے
زادن سے اس کی طرف بدلنے والا بنا یا اور تم کو چکتا ہو چڑاغ بنایا۔
حضرت، اس آییں آخر پر حضرت کو سراج المنیر کا خطاب دیا گی
ہے اور اسی سراج نیبر و میں کچھ بیان کرنا ہا ہتا ہوں۔
چرا غنے را کر ایزد بر فروزد
ہر آنکس پف رنریشش بسو زد

حضرات ایسا چراغ کر آگ کی طرح پانی سے بچھنے والا ہو
بلکہ اس کی شان ہے ہو۔ کہ بیرونی دُوئُ لیٹیفیڈ نُورِ اللہ پاک فوا ہم
وَاللَّهُ مُسْتَحْسِنٌ نُورٌ وَلَوْلَا كَيْمَةَ الْمُشْتَرِيَ كُوئُتْ۔ یعنی لوگ چاہتے
ہو کر بیکھر کرے۔ اور کہ نہ کرے۔ مار کر کرنا۔ ... میرا نندہ میں نور کو تھا۔

کرنے والا ہے۔ پاہے پر مشکوں کو ناگوارنی گزرنے۔ یہ پتے رہ توڑ تام اور توڑ کا علی چس کو خدا بدایت خلق کے لئے خاص کرتا ہے۔ اس آنگ بے چاری کو کیا نسبت وہ نہ رہے یہ توڑ ہے۔ یہ محظا ہے۔ یہ بھجوہ ہے۔ وہ بے عقل اور عقول میں اور عقول حکمت۔ آنگ کا بہد اُن آفتاب، اور اس توڑ کا مبداء اللہ توڑ اسلامت والا عرض۔ آنھڑ کی ذات کو سراج نیز تشویہ دی گئی ہے۔ اس میں چند اتنی خاص سے قاری غوریں۔

اول: چراغ ایک غریب سب کی حاجت باری کرتا ہے اور بہنی مگرتا ہے۔ جس طرح سے ایک بادشاہ کا گھر اس سے باعث ہوتے ہیں۔ چھپکلیاں دغیرہ اس لئے نہیں ایس کروشنی حاصل کریں۔ بلکہ اس لئے کہلے چارے پر والوں کو اپنی فنا بنائیں۔ ملتے ہر طرف چھلانگیں مارتے پھرتے ہیں۔ وہ شعکر کے جان شاریں بلکہ فضنا کو توڑانی دیکھو کر کسی شکار کی جستجویں دوڑ دھپ کر رہے ہیں۔

دوسرے: چراغ کی روشنی میں دوست اور وشن نیکی دی اور سید و مبشر کی پہنچان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت کی وجہ سے خدا کے دوستوں اور دشمنوں میں نیز حاصل ہوتی۔ اور نیک و بد کا پتہ چلا۔

تیسرا: ایک چراغ سے جنت سے چراغ روشن کر۔

یہ حال حضرت کا تھا۔ کہنا غقوں اور کافر دوں کی یہ ولی مقنا تھی۔ کوئی نیا آپ کے وجود سے بلکہ اس عجل خالی ہو جاتے۔

ساتویں: شمع کے گرد جو برداشت ہوتے ہیں۔ وہ شمع کے سچھ ہر ستری اپنے اپنے مقام پر داپس چلے جاتے ہیں۔ بہت کم لیتے ہوئے ہیں جو اس کے قرموں پر جا شار کئے پڑتے رہتے ہیں۔

یہ حال رسول کا تھا۔ عین ایسے تھے۔ کہیں شیخی لپٹنے کی طرف پلٹت گئے اور بعض ایسے تھے۔ کہیں شیخی جگہ پر قائم رہے۔ اس سراج نیز کی ضیا باری کا کیا شکار ہے۔ اسی کردن کا آخری حصہ وامن قیامت پر اپنی روشنی داں رہا ہے۔

اسٹھیں: اس سراج نیز سے ہارہ گریں پھٹوں جو بجا لجھک دیک اور تبحار قد و قاست ہو ہو ایک تھیں اس سب پر حصت

لہارت کا فائز چڑھا ہوا تھا۔ آہ آہ اس شمع نیز کی تیسرا گردن پر کریا میں فلم دستم کے بادل چاہے ہوئے تھے آہ یہ ہر ایت کے توڑاتی پیکر جو شیوں کے اندر تھے فالمروں نے ان کو جلا کر خاک کر دیا۔ آہ بقر شہید دل کی سرگواری بیاں باحال بباہ سر کٹھے خاک پر پیشی تھیں۔ اور گردنی ان پیکوں کا تسلی فیضے والا نہ تھا۔ الگی کھرے ایک جناد نکل جاتا ہے۔ تلاس گھروالہ کا

یکن اس کی صوفیاتی میں بچھ کی نہیں ہوتی۔ حضرت ایسے سراج نیز پر ہیں۔ کر قبل خلقت آپ سے ایک لاکھ بھی میں ہر زاد شعیں روشن ہریں پر سب شعیں ایسی تھیں۔ کوچھ مت کا فاؤنڈس ان پر لگا رہتا تھا۔

چوتھے: چراغ کی روشنی سے جس طرح دوست فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح وشن بھی حضرت کی ذات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پانچویں۔ چراغ روشن ہوتے ہیں بہت سے پرواں اس کے گرد جمع ہوتا ہے اس اور ان جا شاروں کے پیچے اور بھی بہت سے پکڑے مکڑے سے آجلتے ہیں۔ جو بعض اوقات سخت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ چھپکلیاں دغیرہ اس لئے نہیں ایس کروشنی حاصل کریں۔ بلکہ اس لئے کہلے چارے پر والوں کو اپنی فنا بنائیں۔ ملتے ہر طرف چھلانگیں مارتے پھرتے ہیں۔ وہ شعکر کے جان شاریں بلکہ فضنا کو توڑانی دیکھو کر کسی شکار کی جستجویں دوڑ دھپ کر رہے ہیں۔

چھیسویں: شمع سے ان ہی آنکھوں کو توڑ حاصل ہوتا ہے جو آشوب سے پاک ہوں۔ کیونکہ آشوب زدہ آنکھ کو تکلیف، روشن ہے۔ اور وہ چاہتی ہے۔ کچھرے سے جلد یہ روشنی تکڑا سے سہب جائے

روانہ ہوئی تھیں۔ تو ان کی سواری کے لئے کیا کیا اہتمام ہوتے تھے آہ۔ اب کہاں تھے قاسم و علی اکبر پر عباس اور سین کے بڑے کا انتظام کریں۔ آہ پس دیں میں یہ پہلی رات تھی۔ کہ زینت و امیر کلوم باحال تباہ میدان میں شکریں کھاتی پھر بہی تھیں پس ایک طرف بج نگاہ کی تو کیا دیکھا۔ پٹی ہوئی آک لاش میں دنی پے کیونہ کہتی ہے۔ کہ فرمائیے اے شاد مریہ بن آپ کے مشکل ہوا یعنی کوچینا اے باہنیں ہے مجحت کا قریبہ دو جھین کے طعون نے طائفے نجھے مارے

سر نکلے کیا خیجے جلاڑاے ہمارے

پس حضرت زینت نے قریب جا کر پوچھا۔ کے سیٹی یہ کس کی لاش سے پٹی ہوئی فریاد کر رہی ہو۔ جناب سکینہ نے کہہ کر پس پھر ہی ہاں یہ لاش میرے ہاہاں کی ہے پوچھا جناب زینت لے۔ کے سکینہ لاش کی پہچان دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک سرے اور دوسرے لاسے۔ مگر اس لاش کے تین پر زرد سرے۔ دلباس ہے۔ تم نے ایسی جاہنیں کیوں نکر پہنچاں یا۔ عرض کی لاس بچتی نے کہ جب خیم میں آگ ہمی تھی۔ تو یہ مغل کی طرف بھاگی۔ اور ہر طرف پھکارنی پھرتی تھی، کے با آپ کہاں ہیں۔ میری خوبی ہے

ناگاہ کے حلقت سے آواز یہ آئی۔ ہا بارے پلاں پر کشودہ مانی کیوں دن پہلے میں سیکنڈ مری جائی۔ پٹی میری چھاتی سے ہے کہوں یہ لکھ بھور تھا و دین خبر دیتا خود آکر ساحل ہوئی منہزل مجھے گھر پار لتا کر یہ من کہ جناب زینب و کشموم آداب وسلام بجا لائیں۔ اور دو قدمیں پھر دوسرے پتوں کی تلاش میں چل پڑیں۔ ایک جھاتی کے قریب دیکھا کہ دو بچتے ٹلے میں باہیں ڈالنے پڑے ہوئے ہیں۔ پس جناب زینب نے شاد ہلاکتی کا چاہا۔ گراہ کوں جا گت۔ دلوں کی رُوح پر رواز کر جکی تھی۔ آہ جب ان کو چلا کر کے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کے چاند سے سینوں پر گھوڑہ دل کی ٹاپوں کے نشان مدد ہیں۔ ہائے اولاد و سر ٹوں کس بے دردی سے پامال سُم اسپاں کی گئی۔ کیھا ہے۔ کہ کہا ہے۔ میں جب شام غربیاں نوادر ہوئی۔ تو شکستہ دل بی بیوں نے اپنے اپنے والوں کیاد کسکے روزنا شروع کیا۔ آہ کل رات ہمک سکنے جان اور یوڑھے خلافت کے لئے تیار تھے۔ یہن آج انہیں سے سایک بھی باقی نہیں فسر ما یا جناب زینت نے کہ اے بی بیوک کی بات ہے۔ کہ ہماری خلافت کے لئے جیب این مظاہر موجود تھے رہبر این قین موجود تھے۔ مسلک بن عوسمی موجود تھے۔ قائم علی اکبر پر ہے

یعنی دوچھرہ این نزدیدر یا جی ہوں۔ یہ مُتنا تھا۔ کہ جناب زینت نے جن کا پُرسا دینا شروع کیا۔ دوچھرہ تھے کہا۔ اے بی بی میرا غرض تھا۔ کہ پہلے یعنی آپ کو بہتر شہیدوں کا پُرسا دیتی۔ یہ اولاد و رسول کا اخلاق ہے کہ میں بولنے بھی اپنے آپ کو اپنے سے مجھے میرے شوہر کا پُرسا شیئے گھیں۔ اے بی بی میرے آنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس وقت عمر سعد کی فوج کے کچھ لوگ اس شقی کے پاس آگر کہنے لگے اے ظالم ہم نے تیر کئے سے اولاد و رسول کے گھٹے تیر کر دیئے۔ جو تیرنا تھا۔ پوچھا ہو گیا۔ اب بچھو کو لازم ہے۔ کہ جلد از جلد ان دیکھا عورتوں اور قیمہنگوں کوں کا سارا کٹنگہ ہمارے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔ اور ہر ہن درن سے بھیک اور پیاس کے مالے ترپ رہے ہیں کچھ کھانا اور پانی بیٹھ۔ اگر اب بھی تو یہ ایر، ملن تو بچہ نہ کی۔ تو پھر ہمارے اور تیرے در میان وہ تلوار بچھے گی۔ کذیما تماشہ دیکھے گی۔ یہ من کراس شقی نے کہا میں نے کب منش کیا ہے۔ کسی سے کہو تھوڑا سا بھٹا ہوا اناج اور ایک مشکیزہ پاپی کا ان کے پاس لے جائے۔ اے پرس سعد یہ ذریت رسول ہے۔ وہ بھوک اور سیاس سے مر جانا گوارہ کریں گی۔ گمراہ مرم کے ہاتھ سے کہ دندکا یہنا گوارہ نہیں کر سکی۔ اگر بچھے چھینا ہے تو کسی عورت کو بیسجدے پس اس شقی نے ترکی قاتم عورتوں کو جمع کیا اور اس مشکل کو ان کے

تھے۔ عباس علمدار موجود تھے۔ اس تھا یہ ہے کہ خود میرے بھائی محسین موجود تھے۔ یہن آج کی رات دنیا ان سب سے خالی ہے۔ پس اب زینب کا یہ زینت ہے۔ کہ آج کی رات تم سب کے گرد یہیں پھر اڑوں۔ کیوں نکل میرے مال جائے ہیں نے تم سب کو میرے پھر دیکھا ہے۔ یہ من کر بی بیاں رونے لگیں۔ اور خدمت میں جناب زینت کے پا تھوڑے جوڑ کر عرض کی کہاے ملئے زہڑا۔ کیوں نکر ممکن ہے۔ کہ ہماری موجودگی میں آپ اس خدمت کو انجام دیں۔ یہن جناب زینب کسی طرح راہی ہدھوئیں۔ اور ایک لٹکا ہوا یہڑے کہ پھر لے لگیں۔ ناگاہ ایتنے میں ہوئی روشنی کی جھلک فروٹا۔ زینت یہ سمجھا کہ چلے آئے ہیں لفڑاں پوچھی جو نہیں و نجیم کے نزدیک ایک ایسا کھنے لگیں اے ظالمو، آناد خبردار رکھا ہے بھلپا س کیا مال ہمارے سے ہوئے اب سو گئے ہیں بچھے ہائے

لیکن وہ روشنی براہم قریب ہوئی جلی آر، ہی تھی اب جو غیرستے کیا تو ایک عورت سر پر کوئی شے رکھے مشعل کی روشنی میں چلی آئی ہی ہے۔ آپ لے دیکھ کر خاگ پر بیٹھ گئیں۔ جب وہ عورت قریب آئی تو جناب زینب نے پوچھا۔ اے بی بی تم کون ہو اور اس رات کی تاریکی میں ہم بے کسوں کے پاس کس غرض سے آئی ہو۔ اس نے کہا اے بی بی

ساختے رکھا۔ لیکن ان سب سے انکار کرو یا۔ کسی نے کہا کہ اے امیر
کی بُش لے کر جاؤں۔ میرے شوہرنے حسین کے کردیں جوان کے سیدہ پر
بُرچھی ماری ہے۔ کوئی کمی تھی میرے شوہرنے حسین کے شیخوں سے
کے بھائی کے بازوں تسلیم کئے ہیں۔ کوئی کمی تھی میرے بیٹے نے
حسین کے ششماہنگے کے لگے پر تیر مارا ہے۔ غرضیک جب کوئی
غورت یہاں آئے پر تیار نہ ہوتی تو سب لے یہ بچہ بڑکی۔ کر زد بُجھ
خواہ کو بھیجا چاہئے۔ کیونکہ حسنے خسین کے ساتھ احسان کیا ہے
پس اس بنا پر بیش غلام بیان اور یہ پانی کا مشکلہ لے کر جائز ہوئے
ہوں۔ یہ مُفتا تھا۔ کچھ جناب زنیب کا دل بھرا ہے۔ مقتل کی طرف
منڈ کر کے کھنے لگیں۔ کیوں میرے خیر و بیتھا میرے مظلوم ماں جائے
پس پر جو کے یہاں سے آپ کے مافری آئی ہے۔ آہ زنیب کیونکہ اس کو
حلق سے اُٹا رے۔ کاش بچھے مت آجائی اور یہ وقت نہ دیکھتی۔ اس کے
بعد وہ بُجھ سے کہا اے ہی بی یہ پانی بس لئے لائی ہو۔ کون اب

اس کو پہنچئے
اس رسم کو تو جانتا ہے سارا رہا د میت کو اٹھا لیتے ہیں تکھاتی ہیں کہا نا
گیا سے میں پرستم ابھی پانی بیس کیونکر
سب تشنہ دہن تفعیل تم سے ہر سے یہ سر

زیدوں سے مرتیں اور آلات ہیں۔ اور میرے پاس سوائیوں اس چادر کش
و بیوندار کے اوپر بھی ہوئی تیض کے اور کچھ نہیں۔ اسے باہمیں اس
حالت سے کیونکہ شادی خاری میں جاؤں۔ اس کلام فاطمہ کوئی کو جاپ
رسول خدا پر اختیار رونے لگے۔ ناگہہ جبر اُمیل این نزل ہے۔ اور
عرض کی یا رسول اللہ پر ورد گار عالم بعد حضور ورود وسلام کے شادی فرمائی
ہے کہ قدم فاطمہ کو اسی بلاس کئے دیں یہ سیدہ سے بھجو۔ اور ہمارا فعل
حکمت اور صلحت سے خالی نہیں۔ حضرت نے محکم خدا جناب فاطمہ پر
سے بیان کیا۔ آپ نے شکر خدا کیا۔ اور اس کے حکم کی تصدیق کی۔
غرض جناب سیدہ مدھی تیض بوسیدہ اور دہی چادر کچھ جس میں جا بجا
لینے خرما کے پورن تھا وہی دولت ہر سے خادی شادی میں چلیں
سات قدم بیت شرف سے بڑھی تیض۔ کچھ جیل این حلقہ نامیکجشت
لے کر مدد مشرحوروں کے حاضر خدمت جناب فاطمہ ہوئے پس وہ
لباس جناب سیدہ نے زیپ ٹھن کیا۔ اور گھنیں حوروں نے چار
رفت سے حلقت کر لیا اور تیاریں تتمیل کر لی ہوئیں خانہ عروس تک
پہنچا۔ راوی کتاب ہے۔ کہ
پوچھ جو اس شکوئے نہ رہئے ناطر۔ تمرا جنے یہود نظر کر کے ایک با
عورات پیشوائی کو آئیں بے اگار۔ بھولا لال کے منڈ زر پر باغفار

پانیوں مجلس

پانی الہم بطرف کوفہ اور رائیت اُم جید بکھریز فاطمہ بہڑا
منقول ہے کہ ایک وزناب رسالت آت سجدوں تشریف سکتے تھے
ایک جماعت عرب نے آکر عرض کی۔ کیا حضرت ہماں یہاں تقریباً عروی
پے حضرت کے علاقی خلیفہ سے اُمیدواریں۔ کاپ ارشاد کیں۔ کچاب بیدڑا
تکلیف کر کے اپنے مقدم شرافت سے ہمارے گھروں کو منور فرنا ہیں۔
حضرت نے جواب دیا۔ کیونکہ بغیر خلائے فاطمہ کو کہہ نہیں سکتا۔ یہ فرمائی
اُٹھے اور دو لہ مرا میں آکر ان مخصوص سار شادی کا۔ کا اس وقت
روملئے عرب میرے پاس آئے تھے۔ تمہاری صفائی کی آرزو رکھتے
ہیں۔ چاہو تو جاؤ۔ اور ان کے سخت پولوں کو نرم کر دے۔ جناب فاطمہ
نے یہ پیام من کر عرض کی۔ کہے بآبا۔ آپ کا حکم میرے سلوار
ہمکھوں پر لیکن میں خوب جانتی ہوں کہ ان کی ہزار بیڑی دعوت
سے پہنچنے گھروں کی پیشیت نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب کرنا فقط استھرا
اور دو لہ کے لئے ہے۔ اس داستے کان کی عورتیں جامائے ہائے فائز
اور لہاڑیں حسید و دیبا پہنے ہوئی ہیں۔ اور طرح طرح کے

پچھے عورتیں تو دیکھ کے چڑا، ہو گئیں
اور کچھ قدم پر گر کے مسلمان ہو گئیں

از رہمت سی عورتیں اس عالیم مدبوغی میں مرگیں۔ عصو صارویہ

اس طرح کی غشی طاری ہوئی کہ روح اس کا ماکاب جاونا تکی طرف

لکھن کر گیا پس وہ خاذ شادی خاذ ما تم ہو گیا۔ جاپ سیدہ کو کمال ہمہ

ہٹوا۔ حضرت نے تجدید و ضوک کے درست نماز پڑھی اور سر کو سجدہ

خالی میں کمال خضوع و خشوع رکعت اور عرض کرتی تھیں۔ کامے مبید

اے زینہ کرنے والے بعد موت کے محمد و علی کا واسطہ اس عروی

کو زینہ کر دے۔ ابھی مقصود نے سجدہ سے سر دامٹھا یا تھاکر

عروی زندہ ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سات سو عورتیں اور مرد ایمان لائے

جو اہرات کو حضرت پر سے ثشار کیا۔ اور ایک کنیز کریم جناب فاطمہ کو

نذر دی۔ وہ جناب اس کنیز کو ساتھ لے کر حضرت سرانے میں

تشریف لائیں۔ اور سب حال فصل جناب سرویر کائنات سے بیان

کیا۔ حضرت نے سن کر سجدہ شکرا دا کیا۔ اور اس کنیز کا نام جناب

سیدہ نے اتم جیبہ رکھا۔ پس اتم جیبہ ہمیشہ امام حسن دا امام حسین

اور جناب زنیب دکشم کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ تا انکل جناب فاطمہ نے

حضرت رحلت جناب ایسا کی سفارش کی۔ جناب امیر علیہ السلام

بھی اس کیہت اچھی طرح رکھتے تھے۔ حضرت نے کوڈ میں این حارث کے ساتھ اتم جیبہ کا عقد کر دیا۔ تا آنکہ جناب امیر علیہ السلام نے مسجد کوڈ میں شہادت پائی۔ اہل بیت علیہ السلام مرینہ منورہ میں روضۃ مقبرہ حضور سرور عالم پر آکر بجا رہوئے۔ اتم جیبہ نے لٹکپنے سے اہلیت کے ساتھ پردہ رش پائی تھی۔ دفعہ جو نہیں ساخت چھوٹا کی دفت قرار نہ تھا جبکہ بروز روپا کرتی تھی۔ اور رابر مدینہ کی خبر لوگوں سے پوچھا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی خبر پائی۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام سے بھی رماد پھر گیاں کی لحد سے نانا کی قبر سے چھوٹ کر خدا کے گھر میں پناہ لی۔ رماد بھی چین دپایا۔ کر بلایں دار دہوئے۔ کر بلایں لاکھوں دشمنوں کی چڑھائی ہوئی۔ یعنی روز پانی بند رہا۔ وہیں تاریخ تحریم کی لکھ کر صاف ہو گیا یعنی کے وقت شجن پاک کا غامہ ہٹا۔ جرمیل کی خواہیاں عالم کی شہزادیاں شکر اعلیٰ میں قید ہوئیں۔ اتم جیبہ کو کچھ غیرہ ہوئی۔ ایک روز اتم جیبہ کھڑیں بیٹھی تھی۔ کا ایک شور و غوفا کو دین بند ہوا۔ چند عورتوں نے اتم جیبہ سے کہا کہ چند گرفتاریں آئت و قیدیاں غریب و شزان بے کجا وہ دعماں پر سر بر منہ باحال پریشان آئتے ہیں۔ تم بھی چل کر ان کا تاشد دیکھو یہ سُننا تھا۔ کہ اتم جیبہ کا

درخشاں و تاہاں ہے۔ اسکھوں میں حلقة پڑھے ہوئے ہیں۔ ہونٹ شوکھے ہوئے ہیں۔ اور یہیں مقدار ہو جائے بلقی جانی ہے۔ اتم جیبہ اسے خور سے دیکھنے لئے پوچھنکر وہ سر سطھ خاک دھون میں بھرا تھا نہ پہچانا۔ مگر دل میں اتم جیبہ کے خیال آیا۔ کیم نے مٹاپ اس سر کسی کو دیکھا ہے۔ ناگاہ کجاوے اسیروں کے دیکھے۔ کماں پر بی بیاں میں بندیاں ترک درود کے سواریں۔ مُدنان کے حربت آفت اب سے متغیر ہو گئے ہیں۔ اور مخالفے مُدنہ پیشے سے یہیں ہو گئے ہیں۔ آگے ان کجاووں کے ایک بیمار زرد رنگ طیق و زنگیریں اس طرح جکدا ہے۔ کہ اس کے ہاتھ پس گردن سے اور اس کے پاؤں اُنٹ کی پیٹھ سے بندھے ہوئے ہیں۔ راہ کی پتی و بلندی۔ اُنٹ کی تکان۔ حلقة ہائے آہن کے رگڑوں سے ہڈیوں تک ساق پا کا گوشہ اُڑ گیا ہے پنڈیوں سے خون جاری ہے۔ اتم جیبہ کا دل سر دیکھنے سے بھرا یا تاخو جو نہیں اس پیمار کو دیکھا تو کہتے لگی۔

لے قید پور بہلا د کر آئے ہو کہاں سے

ول مکڑے ہوئے جاتا ہے تم سبکی غماں

یہیں کراس بیمار نے آواز شیف فرمایا۔ کیم گانے طوق

زنگ اڑا گیا۔ اور وہ پر نیات خدمہ ہوا۔ بولیں کہ جس جگہ نظر کے ایسے طور

ہوں وہاں تماشے کا کیا دیکھنا یہ تو عبرت کا مقام ہے۔ سد

عبرت کے علاوہ میں کسی فرمکی جالت بھولی نہیں فرموڑہ مغلوبین قیامت

چس و زمری بی بی نے کی خلق صلت۔ تاکید سے فرمائی تھی ہے مجھ کو نصیحت

بھوٹے سے بھی یہ کام تو زنہار نہ کرنا

تو قیدیوں کی سیر خبردار نہ کرنا

اور دوسرا میرا شوہر باہر سفر کو گیا ہوا ہے۔ بغیر اس کی اچانک

گھر سے ایک قدم بھی باہر نہ نکالوں گی۔ مگر ان عورتوں نے

اتم جیبہ کو بہت بھیور کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر باہر نہیں چلیں تو دسی

ایسے کوٹھے پر ہی سے ان کو دیکھ لو۔ غریبیکہ وہ سب اتم جیبہ کو لے کر

بالائے بام آئیں۔ تو کیا دیکھا۔ کہ بہت سے بیادہ و اسار شکی تدواریں لئے۔

نیزے بلند کئے آگے آگے چلے آئے ہیں۔ اور ان کے تیچھے چیچے پکھے

لہوکوں کے کچھ ہواں کے سر نیزوں پر اس طرح غلم ہیں کہ

کسی کے گیسو غبار آکوڑہ، کسی کے جھنڈ دلے بال پھوٹے چھوٹے

خاک دھون میں اکٹھے ہوئے۔ پھوٹ سنان سے بندھے ہیں۔ بھولی

بھولی صورتوں اور گورے سے چھروں پر جا، بجا ہوں لکھے ہے اور

رسکے آگے ایک نیزہ لولی پر ایک سرایہ نصب ہے مثلاً آفتاب کے

ہر تاریخے بہت پاس پیغمبر کا خدا کو
مقبول وہ کریتا ہے پتوں کی دعا کو۔
پس اس نادان نے متنا پنا پا سچی جناب زینب کی طرف موڑ لیا۔
گواہ وہ پھوپھی جان سے اجازت کی طلب کر رہیں۔ فرمایا جناب زینب نے
کہ پانی پالنے والی بی بی اگر تمہاری آسموں خلاف شریعت نہ
ہوئیں، تو میری بنتی کو دعا منگئے ہیں کوئی درجہ دہوگا۔ پتا وہ تمہاری
کیا کیا حاجات ہیں۔ اُتم جیبہ نے کہا۔ کہ میرا شوہر ہے دس میں
پسے دعا کرو۔ کہ خدا اُسے جلد اپنے پتوں سے ملے۔ اور خدا مجھے
رنما اپے کے الام سے محفوظ رکھے۔ اور بے
مانگوئی عاد و سری ناشادہ ہوں گیں۔ مذیعیں کبھی سورہ بیعلو نہ ہوں گیں
تمیں کی طرح ہر فریاد نہ ہوں گیں۔ تم صاحبوں کی طرح سے برا باد نہ ہوں گیں
بنتی میری اس طرح سے تاریخ نہ رہے۔
تم لوگوں سا برپا دمیرا راج دہو دے
ما سارے ان دو حاجتوں کے قیسری جو سب بڑی التجا نہیں۔
وہ یہ ہے کہ جناب زینب دُختر علی بن ابی طالب کی زیارت کا نام
کمال شوق ہے۔ اور ان کی جدائی سے اس لوٹی کی آب و فدا
بھی ترک ہو جکی ہے۔ خُد اکرے کہ مجھے ان کی جلدی برپا رت

کی وجہ سے ابھی طرح کلام نہیں کر سکتا ہوں۔ ان بی بتوں سے جو
پیچھا ہے پہلو پوچھ دے۔ ایک بی بی کو کھا کو جیش نے سے تر
نگاہ وہ اُبیت آگئے کو شے کے رابر۔ ایک بی بی کو دیکھا کو جیش نے سے تر
ہے گوہ میں تیجی ہوئی اک نشی خی خنز۔ آلوہ بخون جس کا کوتہ ہے سر مر
اس نشے سے بن میں یہ صیحت یہ نہلا ہے
کالزوں سے لوہتا پے رستی میں گلاہے
کوچھ کی طرف فیکھ کے وہ لڑکی پچاری فرماد کہن پانی چلی جان ہماری
کامنے ہیں شھق میں پیاس تھے ماری پانی کوئی پڑا و پیسے ایو دیواری
جان ہر موٹوں پر ہے پیاس سے جلال ہوتا ہے
میں اُس کی پچھہ بند ہوں جو پیاس سامنے
اللہ اللہ میں وقت اس مقصود پیچی نہایے لیے کلمات کے۔ تو
بی بیوں کے دل پھٹت گئے۔ خصوصاً اُتم جیبہ سے درہا گیا۔ ساری ان
جمال سے بولیں۔ کامے بھال میرے سر پہ پیڑا احسان ہو گا۔ اگر
پیغمبر اُن اُنٹوں کو روک لے تاکہ یہ اس مقصود پیچی نہ گھٹکے
پانی سے ترکر لوں سے
معاً گیا جاں کوار اُبیت کو رس دکا۔ ملائی میں اسک پانی کا جامِ تم جیبہ
وہ کہ ہر قلی اس طرح دھرمیم سے گوا پانی پیش اور شیش دھمیں کو ریندا

میری بی بی جناب زینب کی شان میں ذکور۔ یہ کبھی ہو سکتا ہے۔
کہ اُنت رسول پوکر اور رسول کا کلمہ بدھتی۔ اور ہر
رسول کے ہی نواسے کو قتل کرے۔ اور میری بی بی جناب
زینب کا تواہیا مرتبا ہے۔ کہ ایک باروہ کلا دست قرآن مجید
رب پام کر رہی تھیں۔ اور محیت کے عالم میں گوشہ پا در
جو سر سے پر کا تر افتتاب برآمد شہر ہوا، جب تک میری
بی بی نے چادر نہ اوڑھی، جس بی بی کا یہ ہر جہہ ہوئے۔ اُن کی شان
میں ایسا کہنا بھائی دبی ہے۔ آہ آہ جناب زینب نے اُتم جیبہ
سے یہ شن کر اپنے ماں جائے بھائی کے تیرہ کی طرف سر کو
بلند کیا اور کہنے لگیں کہ ماں جائے میرے اب ہماری یہ حالت
بُوئی ہے۔ کہ اپنی کنیزیں بھی، ہمیں نہیں پہچان تھیں۔ اے
بھائی جان ۵

ٹھرائی ہے زینب، شرماں ہے زینب بھیا میسے کہ میری بھائی ہے زینب
اعجاز لاما بھائی یہ اعجاز سے کہدا۔
ہاں بی بیو یہ فاطمہ کی بھائی ہے زینب
اب پاس مجھا پانے بلاؤ سے بھائی مذیع کہتی ہے سچھراں پہنچنے
خواہ بھی نہیں جانتا اب کوئی تھاریں لان بی بیوں کہدا کہ ماں بھائی ہے زینب

نصیبہ ہو آہ آہ یہ سُننا تھا کہ جناب زینب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
تاپ خبیط باقی نہ رہی۔ غور سے پنچانہ کر یہ تر ام جیبہ سے۔
پس وہ خود اس سے فرمائے گیں۔ کامے بھن کیا تو نے زینب کو
کبھی دیکھا ہے۔ اگر تو زینب کو دیکھے تو کیا پہچان لے گی۔ اس نے
کہا گیں پہچانوں گی کہ برسوں اُن کی کنیری میں رہی ہوں اور
اُن کی خدمت کرتی رہی ہوں۔ اس وقت کمال ہے تابی سے سحافت
زینب نے فرمایا۔

مشاقت پیچکی میں اُنکاریں ہیں ہیں۔ سیکنڈسکی سمجھ کی عوادا میں رہی ہیں
تقریر جلی زینب تھاریں ہیں ہیں۔ حاکم کی خطاب اگر تھا میں ہیں ہیں
زہرا کا بندھارتی میں گھردیکھ لے بی بی

نہیں ہے وہ شہیر کا سر و بکھر لے بی بی
پتوں کے گلے طویں ٹکو گیر دہائی۔ سیدانیاں اور رستہ زنجیر دہائی
نیوہ کی ساری سر شہیر دہائی۔ ہازاروں میں زینب کی تشریف دہائی
وہیں اُٹھ گیا خالق کا شناسا گیا مارا

سر پیٹھ تھمت کا لزا سا گیا مارا
اللہ اللہ جب یہ کلامات زبان مبارک جناب زینب ریث سے اُتم
جیبہ نے گئے تو کہا کہ اے بی بی براۓ خُدای پیر و حشت افر

میسروں مجلس

روایتِ امام صادق و شامن جناب علی رضا۔ ماموں کا حضرت کو نہ فرینیا آپ کا کفن و دفن جناب محدثہ فاطمہ کا شہر قم میں آنے اور ان کی ففات اور اہلبیت کا داخلہ مشق

منقول ہے۔ کا ایک روز جناب امام صادق و شامن حضرت علی رضا شاہ و خراسان سیر کر جا رہے تھے۔ کہ ناگاہ ویکھا اپنے کا ایک شکاری یاک ہرنی کو شکار کئے ہوئے چاروں پاؤں باندھے کا نزد ہے پڑا لبٹے چلا آتا ہے۔ اور اس مادہ غرمال کی چھاتیوں سے دُودھ علی الاتصال بھا جاتا ہے ہر قم کی ٹوپیں نظر حضرت پر پڑی۔ تو اپنی زبان میں حضرت پر آباب وسلام بحالی۔ اور عرض کی یا حضرت میں اپنے دوپنچھے رکھتی ہوں۔ ان کو دُودھ بھی میں نے ابھی نہیں پلایا۔ کہ وامِ حل میں گرفتار ہو گئی آپ میرے صامن ہو جائیں۔ تاکہ میں اپنے بچوں کو دُودھ پلا آؤں۔ بھڑک سے ان کا گھڑا جانے کیا حال ہے۔ یہ میں کہ حضرت نے اس شکاری سے کہا۔ کہ اے مرد خدا اس ہرنی کو پھوڑ دے۔ تاکہ

یہ وہی پہنچن کے لئے سورج نہیں نکلا
تقدير کی گرش سے یہاں ٹھیک نہیں
ناگاہ سر شاہ سے آواز یہ آئی بیشک علی وفا طوسی کی جائی پہنچنے
میں ہری ہرول کا نہ ہے پنی کے جو بڑھتا ہے
لغمضہ اگلہ تباہیں اسے بنی یتم سے!
شبیر کی ماں جائی ہے مال جملہ پہنچنے

یہ پہنچوں کو دُودھ پلا آئے۔ شکاری حضرت کو پہچانتا تھا کہ نکا کر یہ جانور پھوٹ کر ہرنی ہو جائے گا۔ اور عقل کب گوارہ کرتی ہے کہ یہ خون خود دام میں آپنے۔ حضرت نے کہا کہ مرد شکاری جب تک یہ ہرنی نہ ائے گی پس تیرے سانے ہیں پیٹھا پوں سپں یہ کہہ کر آپ اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ اور ہرنی کو وام صیاد سے چھوڑا دیا۔ حضرت وہ مقام اب تک موجود ہے۔ جہاں حضرت ہرنی کے ضامن ہو کر بیٹھے تھے اور لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہرنی کے آنے میں دیر ہوئی تو وہ صیاد کئے نکا۔ کہ میں آپ کو دکھاتا ہا کہ یہ وحشی ہا تو رخود بخوبی کیسے آسکتے ہے۔ کہ اتنے عرصہ میں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہرنی سوچا پسند دنوں پہنچوں کے حسب و عدہ چلی آتی ہے اسکے بری اس ہرنی نے اپنی گردان مجھکاری۔ اور کھلات سکر تیا ادا کرنے لگی۔ حضرت نے پوچھا۔ کہ اسے ہرنی اتنی دیر تو نے کہاں لکھا۔ پس وہ ہرنی بقدر بت خدا گویا ہوئی۔ کہ یا حضرت میں جب یہاں سے جا کے پہنچوں کو دُودھ پلا چکی اور حسب و عدہ آرہی تھی۔ کہ ناگاہ میں ڈیکھا۔ کہ چند آہوان صورالہ دریافت ہے میں اور ایک مجلس قوتاً اپکے جلد بورگوار کی کر رہے ہیں۔ پس یہی سمجھی کہ یہاں سے جائے میں تو ذبح کر دی جاؤں گی پھر پر موقد کہاں میگا اس لئے کچھ دیر اس مجلس

غمیں شریک ہی کیوں نکل جنم کی گیارھوں تاریخ تھی۔ یہ میں کڑا پکھیں میں آنسو بھر لائے۔ اور دیر تک روستے رہے۔ پس اس شکاری کی محبوس سے پہچانا کا یہ تو میرے مولا امام رضا علیہ السلام ہیں۔ معافی کا خواستہ کارہ شناس اور اس ہرنی کو چھوڑ دیا۔ کیوں حضرت، جو ایسا حرم کیم امام ہو کر چاندروں کی تکلیف بھی گوارہ د کر سکے افسوس مددگار ہے۔ کہ وہ کیسے سُلماں تھے۔ کہ جنہوں نے اہلبیت کے ساتھ وہ مظالم کئے۔ کہ کچھ بھمنہ کو آتا ہے۔ آہ آہ ایسے امام صادق و شامن کو ماموں نے زہر سے شہید کر دیا۔ حالانکہ اس پر حضرت کے بے شمار احسان تھے چنانچہ جب ماموں نے اپنے وزیر خضل کو قتل کرادی۔ تو قام ایرانی اور خضل کے لہل قبیلہ بگوکئے اور بارگاہ ماموں کو اس قصد سے گھیر لیا۔ کہ اس کو قتل کرنے خضل کا بذریعہ ماموں خوش قسمتی سے اس وقت حضرت امام ضلکے پاس تھا۔ جب ماموں کے ملاز میں نے آکر اطلاع دی۔ تو ماموں نے گھبرا گیا۔ اور حضرت کی پناہ لے کر عرض کرنے لگا۔ کہے ابر الحسن اس وقت میری اولاد کر و آپ ہی اس ختنے کو فرو کر سکتے ہیں پس حضرت نے اپنا گھوڑا طلب کیا۔ اور سوار ہر کر بار کا گھوڑا ملٹا لیا پر پہلی بار کو یہ کیا کر دوں شور و غل کر رہے۔ حضرت نے ایک ڈاٹ بتلائی سب نو ف سے کا پہنچے گئے۔ اور عرض کی کیاں رسول اللہ۔ جس طرح آپ مذکور

سُن کری جو ہاں سے کہیا تی پڑ کر سُرپیٹ لیا ہاتھوں سلاہ کرنی تو کہ اس بجا بیہاں نکل گئے ہم لے مقتدر ہن بھائی کے تم ہو گئیں جو مرغیتے والوں پر دیں میں یہ چرکا بہت فرم کا لگا ہے اب بہر کرو جارہ ہیاں بندے کا لگا ہے مختصر نہیں کری جو جن جملہ دی سرا کے محل سے گئی بھائی کی بیان کا راس صدم سے اس بھائی زمین پل کی ساری پیوشی میں بھج ہے پتوں تھوڑا جو جاری ہر دہ تھا کیا داں پر قاتل کر لگا کر کہتے تھے یہ سب اماں ہم بڑھا کر اس کے بعد بھائی پھر صور کرایک قصر میں لا کر اماں کیا کیا اور طبیب بالا کے واسطے حاضر ہوئے۔ جب کسی وقت ہوش دامنا تھا تو غریب الoton بھائی کہ کر روتی تھیں اور پھر غش کر جاتی تھیں۔ بیہاں تک کہ اسی صورت سے شررو در کے بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ قم کی عورتوں نے اتفاق کیا کہ ہم خدا مام رادی کو دفن کریں گی۔ غرض عورات نے قبر کھود دی اور عورتوں نے گسل و گفن دے کر خانہ اٹھایا کسی مرد کو دفن نہیں قریب ذاتے دیا۔ جا احترام کیا اہل جمعتے امام رادی کا۔ اور بڑی خدمت کی خواہرا امام کی میکن حضرات جناب نہیں بھی تو غریب الoton امام کی بیرون اور ایسا مسرا المومنین کی پیش تھیں۔ اہل کوڈ دشام نے

ماہوں نے انہمار فرمیں بڑا بغاڑ کیا۔ تمام شہر کو سیاہ لباس پہنچ کر کھلکھلایا۔ یعنی روز تک ٹوس میں حضرت کا ماتم رہا۔ پھر حضرت کی مت غربت کی موت کی جاتی ہے۔ اور امام غریب خطاب ہو گیا۔ اس لئے کہ کوئی اپنا عورت لاش پر رونے والا نہ تھا۔ حضرت کے فرزند با عیاز عقل و یقین کے لئے آئے بھی مگر رو نہ سکے۔ بھائی کی شیدا بیہن بواستیاں سے پیتاب ہو کر مدینہ سے روانہ ہوئیں تھیں بھائی میک رپرچھے پائیں۔ پچھا نجف نبول سادہ میں خود علیل ہو گئیں۔ ایسی اشاعت میں حضرت کی شہادت واقعہ ہوئی جب شہر قم کے قریب پوچھیں۔ ۱۹۰۱ کے عمر میں تمام شہر سیاہ پوش تھا۔ مومنی ابن خرزج رئیس شہر خواہرا امام کی آمد سن کر مد فراو شہر کے باہر ٹکلا۔ جب سواری فریب آئی جناب فاطمہ خواہرا امام نے سواد شہر پر نظر کی دیکھا۔ کہ لوگ یاد پوچھ سر برینہ چلے آرہے ہیں۔ ہمیز کو حکم دیا۔ دریافت کر دیا۔ کیا ان کا کوئی ریس قبیلہ میگیا ہے۔ جویاہ پوش اور سر برینہ میں سے سُنہری حکم ان کیز جلتے میں ناگاہ پوچھا کر یہم کہ کے کریمے میں اگاہ کیا رجھی ہے کوئی ریس آپ کا پاشا۔ سب خود و کلان میں کے بہت سے تھوڑے مومنی نے کامیابی میں یہ حال بتائیں دے ہم کو خدا صبر یہ بیان کو نہیں

سرخ رنگ کا اٹھا اور کہا۔ کہے بودیدہ لڑکی مجھے دیدے۔ کہیں اسے اپنی کیز بناوں گا۔ پہنچاہتا۔ کہ جناب سیکنہ دہڑ کر اپنی پھوپھی سے پڑ گئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کیوں پھوپھی جان۔ کیا حضرنا امر میں ہماری کیزی کا بھی اقرار ہے۔ جناب نہیں نے تسلی دی۔ اور اس طور میں کہا۔ کہا۔ کہا۔ اور طعون تیری کیا جمال ہے۔ کہ تو اہبیت کو اپنی کیزی میں کہے پس وہ طعون اس حرکت سے باز آیا۔ راوی لکھتا ہے کہ گوئیں جناب نہیں کی نظر اپنے بھائی کے سر پر پڑی تسلیم کو جھک کر گئیں۔ اور غالباً ہو کر کہنے لگیں۔ کہے جان جان دیکھتے ہوئے

توحید

لماچا کھڑی ہے فجوار کھڑی ہے بھیتا تیری غیرہل اکار کھڑی ہے پیشہوں میں ریسیوں پر خود فرشاداں رخیں بندی تھتیں اہم اکار کھڑی ہے بتلاؤ کمال جا ہیشکے، ہم بھاگ کے جمان کیوں تیخیں لئے نوج جنالا کار کھڑی ہے جوں بی کے سر کھلے نے خلا تھا خویں خویں مرنگی نہ نہیں سر دیکھ بار کھڑی ہے مانکا ہے کھوی میں سیکنہ کو تم اسی پہنچی ہوئی وہ بھی اس بیمار کھڑی ہے

کیا اخراج کی۔ باب الہ عات در پویہ سے دربار تک کیوں نکلے گئے۔ خروماں فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو مثل گو سخن کے رسیوں میں باز ہدھ کر کشاں کشاں دربار تک لے گئے۔ لوگوں کیا تھیں سہیاں نے شہدا نیزوں سے اٹار کر رہا۔ اسے بیوی میں اس طبق کر رہا تھا۔ جو نہیں سہیا نے شہدا نیزوں سے اٹار کر رہا۔ اسے بیوی میں اس طبق کر کرے گئے۔ اس نے حکم دیا کہ میرحسین کو طشتہ طلائی میں رکھ کر میرے سامنے لاؤ۔ جو نہیں برس تھا اس پلید کے سامنے رکھا گیا۔ تو وہ ملعون سر کو دیکھ کر خوفی ہو رہا تھا۔ ایک چھڑی بید سے لباد زندگی کر کر کھدا تھا۔ کہے میں جلدی بُری سے ہو گئے بیانے ریسوں پر سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں اس طبق رہا مذکور رات بصرت اور مہارت اسن بستہ برینہ سرماں سے مشہر چھپائے کھردی ہے پس وہ طعون متوجہ ہوا۔ کہ اسے لڑکی تھا ہے ہاتھوں سے کیوں جھوہ ہپاٹے ہے۔ تو جناب دیا جناب سیکنہ نے کہ اسے بودیدہ اہبیت کیلے سبب جھوہ بڑھے کیاں ہیں۔ میری ماں اور پھوپھوں کے سر کے لہڑے ہیں۔ اس ماسٹے دہا اپنے ہاتھوں سے چہرہ چھپائے ہیں مگر پرسکر کے ہاں اس قبیلہ ہے ہیں۔ کہ چھڑا تک میں آ سکتے۔ اس نے ہاتھوں سے بردہ کر بہی ہوں۔ اتنے میں ایک طور پر ایک طور

سرنگلہ مجھے بکھر کے من پھیر لیا کیوں
بیچا یہ پہن طالبِ دردار کھڑی ہے
پس پتھر نے نڈل پچھڑی رکعتائے خالم
اور سامنے یہ بیکس و ناجار کھڑی ہے
بخلاتے تھے محمل من چے پانچ پکڑ کر

سرنگے وہی خواہ غمزوں ارکھڑی ہے
بیٹا دش کے سر کی تھے لے بیتی بلاش کوڑے نے پیچھے صرف لفڑا کھڑی ہے
زہریل نے بونواب میں خود جسکو بنایا سرنگے وہی اس جگناپا کھڑی ہے
مر جو دوپیں باریں بجوم میں ایساں کے سمجھی لوگ

اس شرم سے باقی نہیں بیمار کھڑا رہی ہے
صلف اکا تصویر مجھے چینے نہیں دلتا ہر وقت میں سامنے بیمار کھڑا رہی ہے
حدت سے سکینہ کو غش کیا ہے شیخم آہ پہلو میں ہر گز نسبت علمدار کھڑا رہی ہے

جوہریں مجلس

امام حسین علیہ السلام سے مولانا کی محبت اور داخلہ اپنیت
دریا رینہ میں۔ عبد اللہ ابن عفیف کی شہادت اور
اپنیت کا لاش مسلم پر نوحہ

ایک روز بخارا رسالت آب محدث جماعت اصحاب کیم تشریف لے چکا تھا اس کے راه میں کیماں کہ بخارا محدثین علیہ السلام مقفلہ تھے صیغسن مجمع اطفال میں کیتھے پھرتے ہیں۔ پس حضرت نے چاہا۔ کہ امام حسین علیہ السلام کی ہنسائیں۔ دوڑ کر نواسے کے قریب پہنچے۔ پس وہ شہزادہ دوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ پھر آپ قریب اپنے صاحبزادے کے پہنچے۔ تو امام حسین علیہ السلام اور آگے بڑھ گئے۔ فرمیدے حضرت اپنے نواسے کے ساتھ وہ تو تھے۔ اور شہزادے کی ہنسائی تھے۔ رادی کرتا ہے۔ کہ آخر حضرت نے اس مخصوص کو پکڑ لیا۔ اور ایک ہاتھ نیز دُن اور دُوسرا ہاتھ بیس گردان رکھ کر اپنا منہ لب دندن زان حسین پر کھد دیا۔ اور خوب پیار کیا۔ اور فسر ما یا الحسین وہی وہنا من الحسین۔

میں صرف ہاتھ پھٹکتی توجہ نہ کر سکتی۔ اور نے ہما یا تحدیل الوداعی صورت میں اہل حرم روئے۔ مگر جو حدیث تحدی ظالموں سے خون چکر پی کر رہ گئے تھے اس کا سبب ہوا قافلہ بعد شہادت آنحضرت صد بارین یہ میں تھا۔ کجب علیہم السلام پس گوڑ کے نزدیک جب پہنچا۔ اور ان زیاد کو معلوم ہوا۔ کہاب قافلہ نزدیک آگیا ہے۔ تو اس ملعون نے فلاہوں اور کنیزوں کو حکم دیا۔ کہ دار الامارہ کو اس طرح مجلس اس ملعون کے تمام عجید کے موقعہ پر سجا یا جاتا ہے۔ موجب حکم اس ملعون کے تمام شہر کی آئینہ بندھی ہو گئی۔ اور سب لوگوں کو اعلان کیا۔ کہ وہ جامع مسجد میں جمع ہوں۔ مجھے کچھ ضروری باتیں بیان کرنے پڑیں۔ کیجاہا۔ کہ عبداللہ ابن عفیف کوئی جناب اسرائیلیہ اللہام کے پڑی سے کامل الایمان صعنی تھے۔ اُن کی آنکھاں ایک جگہ جمل میں اور دوسری جگہ صفين میں جاتی رہی تھیں۔ اور جب بے نایمنا ہوئے تھے۔ شب و روز گرفتہ تہائی میں۔ یقینے عبادت خدا کیا کرتے تھے۔ جب کوئی ذمیں اسرائیل امیت کا درود ہوا۔ تو ایک مضموم بھی گئی۔ اور ان زیاد کا اعلان ہوا۔ تو یہ بہت گھبرائے کر یا کاپ ایسا کیا امر حادث ہوا۔ کہ شہری سچ رہا ہے۔ اور اپالیان گوڑ کو سمجھ بلماہر رہا ہے۔ باوجود ویکن نا بینا تھے میکن یہ

جیں بھُسے ہے۔ اور تین چین سے ہوں۔ نہایاں کو دوست رکھے جو
میرے فرزند چین کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا اس کو ڈشن رکھے جو
میرے فرزند کو ڈشن رکھتا ہے۔ کیوں ٹوٹیں کیسی محنت تھی جناب
رسول خدا کو پانے والے کے ساتھ کہ اپنی چین حیات میں چین مظاہر
کے لئے اونٹ بنے اور اپنے گیسو ہائے ٹھہر کو نہ اس کے انہیں
کی ٹھہر بنا دیا۔ اسے مظلوم کر بلاء، اور اسے مولا، امام و قائدی
کی ٹھہر بنا دیا۔

امام مبین بھی۔ قرآن صامت کے حامل بھی۔ اور قرآن نالق بھی۔
قرآن سب محتقول کے ساتھ ساتھ لستہ بھری میں پچھا القاب اور
بھی ملے۔ کیسے خطاب۔ غریب الوطن بھی۔ شعید بھی۔ امّت کے کوئی
فروز بھی اور امّت کے مقابلہ بھی۔ بخوب علم بھی۔ بنی کے نواسے اور دریائے
فلات کے پیاسے بھی۔ خود تو بڑی ہنسی خوشی سے جان خشیدی
کھُر تمام دنیا کو اپنے ماقم میں مُراد دیا۔ مرنسے پر پر جگود و سخا۔ کہ جب
ہم رہ مسے۔ اپناری و امن بھر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ بعد قتل امام
حسین علیہ السلام، آپ کے اہل حرم روشنے پر پلاتے۔ یوں ترول
بخار فات سرور عالم مسرور ہی کب ہوا ہو گا۔ ولی سور ہاتھا۔ سکھیں
نہ قسم۔ افظاً درستھے۔ حالانکہ۔ ۱۳۰۰ ماء

رُگ بعوڑپتھے اور ان کو دہاں سے بچا کر بھال لے گئے۔ جب پھر پونچے تو بینی ایک لڑکی سے جس کا بن دہن بالہ سال کا تھا۔ اور جن کی مان ملکی تھی فرمائے گئے۔ کہ اے دُبُر دیر واب مُو و قریب آگئی آپ نے تمام واقعہ بیان کیا۔ ابھی یہ باتیں ہر ہری رہیں کر گھوڑوں کے مالوں کی آواز سنا تھی دی۔ جناب عبداللہ بھگتھے کریمی گرفتاری کے لئے پسرو بیاد آ کر چلا۔ پس آپ گھر سے لکل کر یعنی میں آئے۔ اور بیٹھی سے فرمائے گئے۔ اے جان پر جب مرض میں گھر بیٹھنے پہنچیں اور میں ان پر حملہ کر دیں۔ تو بتاتی جانا کہ وہ سیری داہنی طرف ہیں یا بائیں طرف، چون منٹ دگوڑے سے تھے۔ کہ این روایات کے سچا ہی گھر بیٹھنے کھس آئے جناب عبداللہ تواریخ پیش کران کی طرف پکے۔ لوگی بتاتی جاتی تھی۔ کہ ابا اب دہنی طرف حملہ کریجئے اب بائیں طرف پکے ہیں۔ پچھا بچھے ہم جنوبی صین کے عوکے چھیلا ہٹھا پاہی شیر کی لڑخ ان بدہر طرف سے جعل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ چھدا افقيا کو مار کر دین پر فالدیا۔ آخر جگہ کہاں تک لڑتے تا ذل توضیحی پھر نہیں۔ ایک شقی نے متوجہ پا کر ایسی تواریخ سرہد ماری۔ کہ ہناب عبد اللہ بے ہوش ہو کر گھر پرے

بھی مسجد میں پریخے این زیادتے خطبہ پڑھنے کے بعد کہا یا یہاں ان تم کو مبارک ہو۔ کہ ہم نے کہ بلا میں سین بن علی کو شہید کر دیا۔ ان کی عورات کو اسیر کر کے لے آئے ہیں۔ تم سب کو چاہیئے کہ اس خوشی میں پوری طرح حلقہ نہ۔ اور اپنے اپنے گھروں کو زینت دو۔ کیونکہ ہم نے خارجی پر فتح پائی ہے۔ یہ سُننا تھا۔ کہ بعد انشاً ان عفیف بے چین ہو گئے۔ اور غصہ سے قھر تھر کلانے لگے۔

کھڑے ہو کر فرمایا۔

لخت تمارے خل پر لے قم رہیا۔ پہنچنی کی آل پر یہ جو رذکم آہ چن کا لقب ہیں ہے ماہی سے تاباہ۔ کچھ بخار جی اسے اللہ کی پشاہ

پڑھ پڑھ کے لکھا۔ ہم سب مرتا ہے ہو۔

یہ کون ہیں رسول کے ہن کو رلا تھے ہو۔

لے پھیا و قتل حیثی پر خوشی مناتے ہو۔ قتل تو اسی ملعون کا ماجب ہے۔ یہ کہ تکرار سوت لی اور اس شقی کے قتل کے ارادہ سے آگے پڑھے۔ اگر این زیاد کے غلام اور ارکان سلطنت یونی میں حاصل نہ ہو جلتے۔ تو بعد انشاً اس کا کام تمام کر ہی دیا تھا۔ این نیل پہ کچھ ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ فرمائیں م او کر جہاں نکلا۔ اس کے غلام جناب عبداللہ پر حملہ آور ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان کے قبیلے کے

آوارہ دلن یکس مظلوم یہی ہے
مظلوم وکیل شہ مظلوم یہی ہے
آہ جن وقت جناب زینت کو یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ جناب سبلزم
ہیں۔ تو آباب وسلام بجا لائی۔ اور ان کی غربت پر آش اشہ اکتو
بھاتی تھیں۔

پھر غریبے اس لاش کو زینت نے ہو دیکھا۔ تھے میں کمی لاش کے کیوں پہنچا
روکر کہا جائے کہ یہیں ہے کہا۔ عالمیں کہا نے پھی ہے ایسیں ایسا
باندھا دم لاش میں اعدلے رسم کو

کچوں میں پھرے کھینچتے آوارہ دلن کو

اور اسے پھو بھی جان۔

لیش ہر کھینچ کو ڈیں ہیں غدار گر کچوں میں لانچ کے ہجھن بیٹا زار
یعنیتے ہیش ہو کوئی زینب جلالگار لینیک ہا اوثوں سکرے عترت المها
عادرتے یہ رور کے کھافیح شقی کو

ٹھہرا جو دلاؤٹ راغش آپا صیہی کو

پس پر کار حضرت رغب بیسے ہوش ہر گھن تھنیج پرستے یہ
ہوش میں آئیں۔ تب فرمایا۔ کہ اے مسلم مظلوم تم پر ہو معاشر گز کے
ہم کو معلوم نہیں تھا۔ کہ اس شکر فم والم کے پر اول تینہ ہوں گے

آہ آہ ان ظالموں نے فرما تکاروں کے تلے دھر لیا۔ اور بات کیتھی
وہ فاخت امدادیت کے گھوڑے کر ڈالے مومنین ذرا تصور کیجیے اس
شقی کے دل پر کیا گزری ہو گی۔ جب اپنے گوڑھے ہاپ کو اس
طرح خاک دخون میں ترشیتے اور دم توڑتے دیکھا ہو جا میں قبول
ہے۔ کہ ان ظالموں نے جناب عصیراً انشد کو شہید کر کے اس تھیم بھی کو
خر قارکر لیا۔

آہ مومنین مجھے اس وقت ایک تھیم بھی اور یاد آگئی۔ وہ حضرت
مسلم بن عقیل کی صاحبزادی ہیں۔ لکھا ہے۔ کجب اہل حرم کا
قاظر کوڑ کے دروازہ پر ہو چکا۔ تو اس وقت جناب زینت کیا
دیکھا۔ کہ ایک لاش کوڑ کے دروازے پر لکھی ہوئی ہے جس پر
غمتوں برس رہی ہے۔ جو نہیں جناب زینت کا دل بھرا ہے۔

درود کوہ اشتہر سے یا بد کو پکاری۔ یا لاش ہے کہ بیس مظلوم کی واری
راسکے تھیتا جس کیوں تجویح ہماری۔ راس لاش کی تھملی پنخل کر کیتھے زاری
کیوں بلے کفن اس شہر میں بزار ہو گئی ہے۔

کیا قبر بنائی کی یہاں رسم نہیں ہے۔
روکر کہا افٹے کہ یوں کی جا ہے۔ یہ لاش پنخیں کی جو قربانے کی
یا سکا پر اول پتھے جو بے گور پڑھے۔ پر مسلم مظلوم ہے یہ میرا راجا ہے۔

اس فرمادے سحضرت زینب کے ایک حشر پا ہو گیا۔ اور لاش حضرت مسلم کو از کافی۔ کہ تھیں مولائیں مسح پر ہو گیا۔

پھر بے کتف کا تو نہیں سچ و الحم ہے
تم بکوہ میں سرنگے ہو داندھی غم ہے

کیا بھوک کو اپ بے کس و مجبوں سمجھے ما شہیر اور حناب تجھی علی ہر قلے و
پیغمبر خدا نے اس قدر خداوت کی کردیت شہادت سے اس وقت تک شہر

لاش تھا نہ چھوڑ لا بھر اس وقت کے جب سید الشہداء شہادت کی
حقیقی اور اس وقت بھی میرے لاش سے روشنے زیر نیزہ تشریف لے گئے

ہیں اور میرے آقا کو نیزہ کے تے رو ہے ہیں سے

اک لذت پتھنی و عسلی بھی ہوسوار گودی ہیں ریت کر لے مصطفیٰ ناجار
لائش کی صد اعین پھری اور دل انکار ہے پھر دل کی بیڑی راست بھے مقام

زینب بیویں ہے اُسے بھکلے ہو صاحب
پکو لندی کے حق میں نہیں فریاتے ہو صاحب

صد قلی ویکھو تو ریٹاں جسے بالی پڑے کو زچا ہے مصطفیٰ ہے دریاں
ہے اسکے مامیں ریت کا عجب حال یہ بہری اور دیکھا دیں دیں دیں

بوقم پتھر گئے وہ سب بچہ عیاش ہیں
یہ تو کمو والی میرے فرزند کماں ہیں

پیچیسویں مجلس

**قرآن کا مکتیز وار و کریما ہونا اور حالات کفن و دفن جنا
تید الشہداء اور قومی اسد کی اولاد**

جناب امام حسن و صادق علیہ السلام سے مردی ہے کہ زنا ہر بلا وحیب
میں مکروہ ہے مگر و ناصیبت جناب تید الشہداء پر موجب ثواب درکت
ہے۔ اور وہ آنکھ بھور دئی ہو گی۔ مصیبۃ الہیت پر۔ اس روز جکت نام
آنکھیں ہوں قیامت سے روئی ہوں گی وہ خندان ہو گی۔ حضرات
یوں تو دنیا میں بہت سا بیباوا و صیار و تہے۔ مگر جس طرح بائیں ہستیاں
ویش پھر و کار روئی ہیں۔ ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

اول: حضرت آدم فراق جنت میں مدد سے حضرت قوی علیہ نہیں
اس قدر و تے رہے کہ آپ کا نام نامی فتح تاریخا گیا۔ یعنی برلن مکر فی
واسے، قیصر سے حضرت یعقوب علیہ السلام۔ فراق حضرت قوی میں
چالیش بیس روتے رہے۔ بیشی کہ آپ کی دو بیمارت بھی زائل ہو گئی۔
چوتھے: جناب فاطمہ علیہ السلام اپنے پدر عالی مقدار کے فراق میں

وہ دو توٹا فریبے جائیں میرے بیک کئے تھے تینے سیہاں ساتھ تھاں
جب قلی سے آپ کی ہرف مدد کے۔ اب پیدیں وہ یا کئے جان کا سے
کم گھنیں ہیں نادان ہیں خرب الوفی ہے

کیا جائے کیا میرے بیکوں پہنی ہے
کیا جائے کیا میرے بیکوں پہنی ہے

چس وقت کے لاش حضرت مسلم سے اپ کی تزویج تھے پر بھا۔ تو رادی
کہتا ہے کہ لاش مہارک کا پیشہ کی اور آزاد آٹھ سے

لوحہ

لاش سکی صد، صبڑیں دے خدا کیا نہیں تم کو پتھر بیٹھیں فرخدا
پھر بھتے شپر فدا، بیٹھوں کو صدق کیا۔ اکبر و عیاس کا، صبڑیں فرخدا
جسے تھکر جا باتیں نہ پڑا کی تو پہنچنے کیز
پیاری ریتی مری، غم دکروں اس کھڑی سیکھنے خدا
من کے ہوا اک حشر، جد ریس ختم کر
غم کا یہ سب با جہرہ، صبڑیں فرخدا

اس قدر میں۔ کم نہ دن کو قرار تھا اور نہ ممات کوئی تھا۔ آخر الہر چھتر و فر
زینو رہ کر لپٹے اپ سے بھی ہو گئیں۔ ہانچوں جناب امام زین العابدین
اس قدر و تے تھے۔ کہ کرسی وقت اپ کار دناء تھتا تھا۔ جب کہ اپ
بازار سے گزرتے تھے۔ تو قصاب اپنے گوشت کو اور ہانپھوس ہر گو سنند
کر کر سے ڈھانپ لیتے تھے۔ کہ مہما و حضرت کی اس پر نظر
پڑ جائے۔ اور اپ رہنے لگیں۔ چنانچہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام
ایک دن خدمت پدر پرور گواریں عرض کی۔ کہ اے باباجان آپ کار دناء
بکھم مروفت بھی ہو گکا یا نہیں۔ شپ کچھ کھلتے ہیں اور رکھ پہنچتے ہیں۔
ہر وقت گریہ وزاری میں ہی شغل رہتے ہیں۔ یہ من کرا شاد فرمایا
آپ نے۔

تارہ کر دی داقعات کر لاتا لپر تو ندیوی و احات کر لامن بیدہ ام
یہ کہہ کر اپ دھاریں مادہار کر دنے لگے۔ جب نہ اتسکین ہوئی تو
فریا کہ جب ظالم مظلوم سے بد رلے لیتا ہے۔ اور مظلوم و نیسا کے کوئی
جا کہے تو اس وقت ظالم اپنا الحکم رکنا پھر دیتا ہے۔ مگر مالیہ نہ کل
اوشعی القلب لوگ تھے۔ بعد شہادت امام مظلوم بھی ان نامدوں کے
ظلم میں کمی نہ ہوئی۔ بلکہ نے جیا دل نے ٹھیکوں میں آگ لگادی۔
چون سے بی بیاں اور پتھ پر بیان ہو گئے۔ اسی پر اکتفا نہ ہوئی بلکہ

سے اسکلتوں پر بچھا اور کہا کہ ولٹے جے کسی قری اے فرزناگر تیرے
مال پاپاں کو دیکھتے تو شام زانپا کیا حال کرتے۔ افسوس کر اُسے یہ
مسلم نہ تھا کہ اس مخصوص کو باپ کے ہاتھوں پر تیرستم لگاہشہ اور
اس کی ماں یہ دیکھ کر دُنیا سے روئی لگتی ہے۔ پس اس فرنگن لے
باہم تھا کہ دعا کی کہ یا اللہ حق یعنی ابن مریم اس پتھکے قاتل کو د
بیشتوں۔ الغرض وہ فرنگن وہاں سے روانہ ہو کر قدر کے ساتھ اس بجھے
سے گوچ کر گئی۔ اور وہ لاشیں ملی ہی دھوپ میں پڑی رہیں دن
کو جانور اپنے اپنے پرسوں سے سائیہ کرتے ہے۔ اور سات کایک
شیر ان لاشوں کی گرانی کرتا تھا۔ قدم بنی اسد جو اس جگہ زراعت کا
کام کرتے تھے۔ وہ ہر روز وہاں سے گزر کر جب اپنے کھروں میں
جاتے تھے۔ تمام شبیے خواب رہتے تھے۔ شچھہ کھاتے تھے دیتے
تھے۔ اور بخوب حاکم ان گشتوں کو دفن بھی نہ کر سکتے تھے۔
ایک دن ان کی عورات نے جب دیکھا تو وہ ان سے پوچھنے لگیں کہ
ہم کسی دوں سے نکھنی ہیں۔ کتم کچھ کھاتے ہو نہ ہیتے ہو۔ اور
دسوئے ہو۔ کیونکہ اسی کھیتیاں خراب ہو گئیں یا کسی حاکم جابر کا
تم پر عتاب ناول ہوا ہے۔ ہمیں اپنے حالات سے آگاہ کرو۔ یہ
من کلاغوں نے کہا۔ کان انور میں بے کچھ ہیں اور دہم ان کا کچھ غالباً

کرتے تھے اور بی بیوں اور بیوکوں کو ظالم انسوں پر سار کر کے
چلے گئے۔ اور وہ لائے اسی طرح سے پڑے ہیں۔ حاکم کے خوف
سے ام انہیں دفن نہیں کر سکتے۔ ہر ہم پاہتے ہیں۔ کجب ان کا شکر
دوڑ جاتے تو تم دفن کی تدبیر کر دیں۔ عورتوں نے کہا کہ اس قافٹے کے
سردار کا کیا نام تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس کو حین کہتے ہیں۔ اور وہ میں نے
کے رہتے والے ہیں پس یہ مبتدا تھا کہ

یعنی ہوتا نے اسک شور چایا۔ شیبیر غاؤں قیامت کا ہے جاما
لاشیں کو کیا دن ذکریں بہرہ دیا۔ اسلام کے گئیں کو گولہل سے بھالیا

حالت کفی و فن جناب تیرا شہر

۲۶۳

بچپنی میں

اپس میں کھتے تھے۔ کہ اگر کوئی حضرت کے جسم کا شناسا ہو تو اس سے
کوچھ لیں۔ ایسا ہے ہر کہم واس سعادت سے گھرم رہیں ابھی یہ تکڑوں
کر ہی رہتے تھے۔

نماگاہ ہوئی اک قافٹے کے گرد نوادر۔ مقل کی زمیں ہو گئی مس طبع الہ
کا لاؤں میں اُنکے ہائے گی اکبار۔ آپس پتھکے بخافن پر دعا برید ہمار

یگر پڑتے تھے ہر گام پر یہ زور گھٹ تھا

عمر نہ تھا۔ پر گریبان پھٹا تھا

چند قبڑی رہیں کھڑھے ہو کر بیڑا۔ پھر گر پڑے لاشے پر ہتھی ہوئی قوت
چلاتے کاۓ دلپنگاؤں قیامت نو ڈھلیں فتحا جسے ہر لی اپنے اُرت

پاس اپ کے سب چیز سے سو بات کے با با

ہم اتنے دلوں قیدیں دیا کئے با با

جو ہمیں قوم نہیں اسدنے سید بجادیا رکر بلکہ کو دکھا۔ تو داریں

مار مار کر دنے لگے اور ہمیں اوس کے لئے پتھے گئے حضرت نے

فرمایا۔ کہے قوم نہیں اسدنے علیحدہ ایک جگہ پر علام کردا اور ہمارے

ذرا فاصلے پر بیٹھ جائیں گے کہا سے ہمراہ مقدرات عصمت ملمبات

ہیں۔ جسکم امام نہ کے قوم بنی اسد دہاں سے دُور جا

بیٹھی اور قام بی بیاں اپنے پتھے عزیز دہی کی لاش سے پٹ گئیں،

حالت کفی و فن جناب تیرا شہر

۲۶۴

بچپنی میں

اب حکم و شریں ہم جائیں گی کیوں نکر

مدد فاطمہ زہرا کو بھی دکھلائی گی کیوں نکر

لارم چوڑاٹیں ہیں وجہ کے ہتھیا۔ اب آج سے تواریث تم باز و خدا زمانہ

تھوڑیں ہیں قیمت سے علی تم سیں ہیڑا۔ اسلام کے سوچیں یوں ہو دنادار

وجس کبھی جو ہیجے تو وہ حاکم سے ڈیں گی

ہم فاطمہ کے لال کو اپنے فن کریں گی اور گوٹھل سے بھلا دیا پتھوں کو دیں گے

پس کتے ہی پھیکار داں کریں گے اور گوٹھل سے بھلا دیا پتھوں کو دیں گے

پھیکا اُنہیں جسم میں پتھے تھیں زیوں اور پھار دیا جسے گریا توں کو کیس

مام کا تھا بس جیش بھنی آہ د بکھتی

وہ خوں میں نہ رکے بھی جنے کی صدائی

پس جب مردوں نے دیکھا کہ تمام عورات براہت دفن جانے کو تیار

ہو یکلی ہیں۔ تو تھوڑا کئے کئے کہ تم گھریں میں صرف مامن بچا ہو اور

ہم جاگریں لاخیں کو کھاوتے ہیں۔ یہ کہ کہا کا لات کندیدان تھوڑا تھا

اور تھام قوم بنی اسد کے دلچان وار دیسان کر جا ہوئے اور جمار

بیان پتھکے قویں ہیرو دار شھزادے تاکریں ڈالیں کا کوئی حاکم نہ پڑے پتھے

یہ احکام کر کے قویں کھوئے میں مشنل ہیجے۔ مگر جیزان و

رشا تھے کہ سید اشہد امام حسینؑ کی کون سی لاشی مبارکت ہے

اور ایسے یہی جگر خداش کرتی تھیں۔ کہ منہنے والوں کے دل بے تاب پہنچاتے تھے جب سب نی میاں دل بھر کر وچکیں تو آپ نے سب کو ایک جگہ پر وہیں ٹھلا دیا۔ پھر بعد اس کے ہمرا در قوم بنی اسردہ را ایک کی لاش کو زبردستین دفن کر دیا۔ جب سب سے فارغ ہو چکے تو

بعد اسکے سوئے دن پہ شیر کے تیار ناگاہ ہوئی وہاں تک کیا ایک نیا ایک چادر پر لٹکھنی ترپیکار پھر دیکھا کر دہماں پر ہمیشے والی سکون ما

آتی تھی صدائ پڑا کے گھنام کیا لاو

مظلوم کو اور حافظِ اسلام کو لاو

ایک روایت میں یوں مردی ہے کہ سرمبارک جناب تیرا شہدا کا پاس جناب زینت کے تھا۔ جب مرار مقدس میں لاشے کو اُتارنے لگے تو حضرت نبی اسد کو دہماں سے روانہ کر دیا۔ اور خود پس نہیں بحالِ ضعف و نقاہت اپنی پھوپھی کی امداد سے سرمبارک کو دہمن سے بچنے کے قریں اُتارا۔ راوی کہتا ہے کہ جو حالات اُس وقت جناب زینت عاشق برادر کی تھی۔ دیکھی جاتی تھی۔ قرمدارک بے پیٹ پیٹ کر کتی تھی سے

نوحہ

چھپیوں مجلس

در ذکر وفاتِ جناب سیدنا و خیر شاہ مدینہ
قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُمْ يَقْرَأُونَ
فَرِيَا جناب رسالت مکمل اللہ علیہ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ نے کہ فاطمہ
پیری بیٹی ایک بیڑے حشم کا حصہ ہے۔ سخنان اللہ جناب رسول اللہ
نے اپنی پارہ بھگر کو وہ روتھے دیا ہے کہ اور کرسی کو ایسا ہیں مل سکا
جناب رسول اللہ کو اس نے زیادہ محنت بیٹی سے نہیں کی کہا پ
باق تھے اور وہ بیٹی۔ کیونکہ اس طرح کی محنت تیرہ ایک کوہی بیٹی
سے ہوتی ہے۔ گر کوئی بابی کی اس طرح تعظیم نہیں کرتا ہے
جس طرح آپ کرتے تھے کہ جب جناب تیرہ باب کو ملنے آتی تھیں
تو آپ تنظیم کرنے کھڑے ہو چکا تھے مساجد تھے حقیقتی میں اس میں ایک بار
تھا اور وہ یہ کہ جناب تیرہ بمارے سنبھار رسالت مکمل کی شرک کا
تھیں۔ کیونکہ ایسے مددوں کے راہبرو بادی اور جناب فاطمہ عورات
کی راہبرو بادی تکمیل کر جو عورتوں کے مسائل را حکام ایسے ہیں کہ بعض
مرامل عورتوں کے راستے راستے ہوتے ہیں۔ اس نے جناب تیرہ تمام

ان عالیٰ مہینے نبی کو ہمیں بھی زینت اے لاشے بے تاب اپنے لئے زینب
کیا اگری ان پاک پامن ملکی بنتیں بتلا مخطوب چکھے ہیاں لی ہے نبی
سرنگھے تھی میں زوجِ حالمکہ ہو نہیں آئی
زندان میں کیا مندی سے شرمانی پھر نبی
قریب ہوئے تم حکم بھی نبی کے تھے اس لادی کوشام میں کھلائی پھر نبی
اپنے تھے مجھے قریب نے بیچے بھائی دنیا کے بہت بخی سمجھ راتی ہے نبی
قدیمی ہوئی سر نگہ پھری دم نہیں مارا
سب اپ کافریان بجالانی ہے زینت
ظالم نے چھڑی ہاری بیوی پر جو تمہارے غاموش مذری غیظ میں تھراں ہے زینت
سجادگ را سھٹ سے اور شر نے مارا اس ظلمے اشک ایک گھومنہں ملائی پھر نبی
جب دو فن کیا ش کو توبع اس کیوں کیا
ہس طرح سر قبر پر چلانی ہے زینت

شانی محمدی دیکھئے کہ اس پیشے سے گل ابیاء کی خلقت ہوئی۔ کمال مرتبہ قدرت نما پنچ حجوب کو بخش، حضرات پیشہ کیا چیز ہے سایک طبیعت زائدہ جو جسم کا جو نہیں ہے۔ بلکہ ایک زاید چیز ہے جہاں میں بھی اسی طرح پیشہ ہوتا ہے۔ پیشہ کے اعتبار سے جہاں اور انسان میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کھوڑے ڈھرتے ہیں۔ تو وہ پیشہ سے شرابوں پر ہو جاتے ہیں۔ اور انسان بھی جب کوئی کام کرتا ہے۔ یا اس پر شوف فال ہوتا ہے۔ تو وہ بھی پیشہ سے عرق عرق ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا۔ کہ جہاں اور انسان اس اعتبار سے برابر ہیں۔ کیونکہ رطب اس طبقات رائیدہ جوان میں بھی ہے۔ اور انسان میں بھی۔ اور پیشہ جسم کا حلقہ نہیں ہے۔ کیوں حضرات جناب سرور کائنات کے اس طبیعت زائدہ سے جب تک انہیاں کی خلقت ہوئی۔ تو کیا شان ہوگی۔ اس جسم کے حصہ کی تھوڑی جناب رسول خدا کا جزو ہے اسی قاعدہ سے جناب فاطمہ کی قدر میراث کا شارک ریجھے۔ کہ کیا شان ہوگی اس بی بی کی۔ جس کو رسول اللہ فرمایا فاطمہ حضیرہ میخ۔ فاطمہ پیرا ایک مکارا ہے کیا کیا صفات اس بی بی کے پیان کئے جاؤں۔ سعادت کے جو ہر دیکھئے کہ جب الیتتے ہاتھ سے سر زرد سے متواتر رکے۔ اور تین دن مشا ترپانہ ہی سلطنت

ہرئی۔ تو حضرت نے سورہ دہران کی شان میں نازل فرمادیا اور جبریلؑ خدمت رسول میں یہ سورہ لے کر آئے جو دعویٰ بالشذوذ فیخافون یقہماً کان شر شکاً مُسْتَطِبِراً وَ يَطْعَمُونَ الصَّعَامَ عَلَى حَفْصِكُنَّا دَيْتِيَّا فَاسْتِرَا۔ یعنی جو لوگ عمد کرتے ہیں۔ اور اس کو پورا کر کے ہیں۔ اور اس روز سے جو بہت ہونا کہ ہو گا ذریتے ہیں۔ اور اپنے خدا کی بیعت میں مسکینوں۔ یقہموں اور قیدیوں کو کہا ڈکھلاتے ہیں۔ اور اس کی جزا ہیں چاہتے ہیں۔ بس جان اللہ ایسے رحمدی جفاوں میں بھی کسی مسکین اور یقہم اور قیدی کو عمد کا د دیکھ سکتے ہوں۔ کیا قیامت ہے۔ کہ اہمیں کی اولاد کراشقا نے امانت نے تیم اور قیدی بنایا چنانچہ کیا ہے۔ کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام کو ملا یعنی شہید کر چکے اور تمام آپ کے خیمه جات بھی جلا چکے۔ تو ان لاوارث اور بیکس بی بیوں کو قیدی بنائ کرو۔ اور شد بخدا کو ان کا ہماری بیٹا کو ہلے کوئی دشمن اور پھر شام کے بازاروں میں پھرتے ہوئے دار الخلافہ زید یعنی دشمن میں لے لئے۔ تو اس ملعون نے اُن کو قید خانہ کا حکم دے دیا۔ اور اُن کو ایسے زمان میں قید کیا گیا۔ کہ جان بہوا کوئی گزر دھنا۔ ان بے چاری صیبت کی ماریوں کا دم گھٹا جاتا تھا۔ کتاب منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ، عمرہ

المبدیت الہمار اسی قیادت میں ایک شہزادی تہاری یعنی دختر نیک افسوس بخاب امام حسین کی بھی قیادتی۔ جس کا نام سکینہ مشہور ہے اور آپ نہایت کم بین تھیں۔ چنانچہ کتب میں ان کا بن تین برس سے لے کر پانچ برس تک دیکھا گیا ہے۔ اور حدیث معتبرہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب امام حسین حضرت سکینہ کو بہت پیار کرتے تھے۔ اور وہ شام طاوی بھی اپنے پدر برادر گوارے نہایت ماlös تھی۔ اور اکثر سیدنا اقیس پر امام فرماتی تھیں۔ مگر انہوں نے کہ دھم ختم معرفہ کر ہلا سے اس پتی کو وہ سیدنا نہ ملا تھا۔ اور اس قید خانہ میں بھر اجبرا کرایتی ماں بھینوں سے پوچھتی پھر تھیں۔ کہ ہا باسرے کے کہاں ٹھیں۔ ان کو بیلا ذر و مجھ سے تو اس مکان میں ہا ایں جاتا اور گردہ وزاری ویقاری سے اس بھی کوچین نہیں تھا۔ اور تمام مخدراست عصمت و طہارت کی اختتے بے چین تھیں۔

روزہ میں سفر ہا پچ کر تھیں یہ بیان۔ کس بی بی پچھکے پچھہ ہے تے باہم جان سوچے ہیں وہ میں قفل ہا کر لکھا بہلان۔ ڈھونڈنے کیل کئم کو کمال یا شریں جو آپ پہلا ہوا سے لے کے جاتے ہیں

چلتی ہیں گریں تو پتہ دے کے ہاتھ تھیں

اے ہا چان یہ سکینہ آپ کو کمال لالاش کرے بھت تو اس ندیر

گھر میں بیند نہیں آتی دل ہیقرار ہے۔ یعنی کہ حضرت بانو و جناب نیز بہ آنحضرت میں لے کر فرماتی تھیں۔ کہ اے نور ویدہ اب خاموش ہو کر سورہ سفر سے عترتیب ہی تیرے باہمیں گے۔ مگر وہ معصوم کب مانی تھی۔ نماہار جنابت بانو قریب حضرت زین العابدین آئیں اور فرمایا بیانہ امام ہوتا تم نیکنہ بین کو سمجھاؤ۔ وہ جان اپنی ہلاک کرتی ہے۔ پر ان کرام کوں مکان قریب سکینہ یہم جان تشریف لائے اور کلمات کلی و شفی دے کر فرمایا۔ کہ اے سکینہ تم صابرہ کی پوچی ہو سب سب چلھیئے۔ پچھی ہو کر سورہ سے وہ کہتی تھی حملتا پہلہ کیا کروں۔ کس کہل جو شکری کیا کروں کہتی ہوں کہس طبع مجھنیں لگھیا کروں۔ یہ درکی طرف سے تکل جائے کیا کروں بایا دا ایں گے دنگے یہند آئے گی!

بیانیہ رات جان میری لیکے جائے گی اس وقت حضرت زین العابدین فرماتے تھے۔ کہ اے سکینہ گوکے کارخانے میں بندہ کا دخلی نہیں ہے۔ تم والدہ سے ناق خا ہو۔ جو ماں کی رضاۓ

مژوت میں اک تینیں نہیں بچھریں حسین سے ہم بھی تو پھٹ کھٹ کھٹیں شفہ شریقین سے

اور ناساوائے اس کے سکینہ ۵

صغا کو دکھیروہ مرض اور وہ اجاڑی پھر کیا پاٹتی ہوئے گی لھٹ لھٹ کے پانپار
اکبار را کے کنڈے سے چھوٹی بڑی لوزگر ماں ہیں تمکے پاس بوس رہنی پڑی
نغمت پے قرب مادر عالی وقار کا

رونے کے بدلتے شکر کرو کر و گار کا

اب تم اماں جان کی گودیں لیشوہم بوجگرانے طوق گلکیز نیز کے
نماچار ہیں۔ در نہم خودا پس سینہ پر تم کو بٹاتے۔ اگر تم پھب کر جاؤ
اور آرام سے تکین سے لیٹو۔ تو ہم تمہیں اس جگہ کا حال سنائیں
جہاں بابا جان گئے ہوئے ہیں۔ پیارشا داداں امام عالیٰ مقام کا
شیخ کر جناب سکینہ فرم آماں کی گودی میں لیٹ گئیں اور کہنے لگیں
کہ اسے بیقا سجا دا بیسے بابا حال کوہ ۵

سجاد نے کہا۔ کہاں پہن شہزادم نام اس مکان پاک کلے گئے لکشن ارم
یاقوت سرخ کا ہے وہ تصریح خشم ہے جنکے لئے عرش بریں مرتبیں کم
ہے ماں کی چاندنی میں ضیا آفتاب کی

سب مشک کی نیں ہے تو نہیں گلاب کی

اور اسے سکینہ دیاں ہیک مرن سلبیل اور ایک طرف کو شر جس کا

نی خوش اراواں نہیں زیسر و نسرا، اور ایک تیر شہدو

شیر کو مات کرتا ہے اور خدا نے اس کی تعریف اپنی کلام پاک یعنی کلامِ محمد
میں کی ہے۔

پسیچ میں مکانِ رسول فناک خشم قبر جناب شیر خدا سکنے ہے ہم
اس کے تیربی خدا نے ہمارے باکم ہیں اس طرح حق اسلام اُم
اینا بہت اٹھائی تھی بُنیا میں زشت میں

پانچوں خدا کے لونہ ہم ہیں بہشت میں

اور اسے سکینہ بابا جان کے پاس اس اس قسم کی تعمیں منجود ہیں
جو بیان نہیں ہوتیں اور ضمانتے اور شیخ اور خوشیدہ فار پانی کے جام انہر
کے کنٹے سے جھرے ہوئے ان کے لئے منجود ہیں۔ اور بابا جان گھنیں
دہاں ہر وقت یاد کرتے ہیں۔ اور جس وقت حوریں پانی کے جام
بابا جان کے پاس لاتی ہیں تو تمہارے واسطے آہ سرد بھرتے ہیں
کہ افسوس میری سکینہ پیاری چیزی ہے۔ اور تمہارے چھوٹے
بیٹا علی اصغر تو ہر وقت اپنی دادی کے پاس رہتے ہیں۔ مگر اسے سکینہ
دہاں جو تمہارے لئے بابا جان نے مقام بنایا ہوا ہے۔ دہاں کہیں
کوئی نہیں آتے دیتے۔ اور اسے سکینہ تمہیں بابا جان ہر وقت یاد

کرتے ہیں ۵
ہر چشم مصنٹھے ہو کر ہم فراساً لکھدار گوبت تھے فرمیں امام نلاکت تھا

اپنی صیحت کی شکایت کر رہی تھی۔ کہ ناگاہ خواب سے نکھل گئی
اور ملائے ہائے بابا کہ کروہ مقصوم میٹنے لگی۔ اس کے روئے اپنے
سچی یہوں میں ایک کھڑا مپا ہو گیا۔ ماں نے ہر جذبہ محایا۔ اور چوپی نے
والساویا۔ مگر وہ مقصوم کھی تھی۔ کہ ابھی میرے بابا جان میرے پیں
کھڑے تھے۔ مجھے پیار کر رہے تھے۔ کہاں چلے گئے۔ اے چوپی
اور اسے اماں میرے بابا جان کو بلادو۔ وہ مجھے کیوں دھکئے۔
پہلوں سکینہ کے ملن کر بیاں اور پچھے بے تاب ہو ہو کر دوہرے
تھے۔ ناگاہ یہ شوپ گریہ میں کریمیڈ اپنے محل میں جو کہ زندگان کے ندیک
ہی تھا۔ خواب سے پیدا ہوا۔ اور ایک خاص سے اس نے کہا کہ
ٹولوڑھی پچا کے خبر تو نہ کا۔ کہ زندگیوں کا کیا حال ہے۔ شایاں ایک
روٹا خیف و نزار ہو رہی تھیں گرفتار تھا۔ اس کو لش آگیا ہو گا۔ اور
خازن سے یہی کہہ دینا ہے

کھولوں گلے سے بیٹھ ستمھ عال ہو

کٹوا و بیٹیاں بھی اگر تیری حال ہو

یہ میں کروہ خاص ٹولوڑھی پر آئی اور جاں زندگان دریافت کر کے
پھر میڈ کو جا کر خروہی کیا ایک بچی خور دسال اپنے باپ کی ہادیں روئی
تھی۔ کہ اس کے بہلانے کو اس کی ماں پھری نے صرکر بلکے اتفاق

تم پہنچ پر عنایت شیر پر شمار ہاں تھی کہ کسی پر تھلاس مل کلایا

اس پیارے کسی کو بھی گودی میں لیتھتے

تم پر تو قبلہ د جہاں جان دیتے تھے

یہ میں کر حضرت سکینہ اور بھی روئے گئیں اور جناب زین العابدین

سے فرمایا کہ جب بابا میرے لیے مکان میں ہیں تو مجھ کو کامے کو یاد

کریں گے بھائی اصغر اور محمد و عبد اللہ جی بھلانے کو ان کے پاس ہیں

یہ باتیں میں کریل حرم میں کھڑا مبہا ہو گیا۔ اور بعض روایت سے

تو ایسا بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب زینت لے اس وقت سکینہ کو

گود میں لیا اور فرمایا کہ اسے سرور سکینہ مقصوم میری گود میں

آدم کو کہاں میں نہیں لگا راش کی جناب سکینہ نے کہ اسے چوپی جان

کیں کا قیصہ اور کریں کی کہانی۔ میں اپنی مصیبت میں ہوں۔ میرے

دوا اعلیٰ مر تھے شہید ہوئے۔ حسن بھتی کو زہر دیا گیا۔ جناب

فاطمہ و رسول خدا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی ایسے تم رسیدہ

کو کہانی کہ خوش آتی ہے۔ راوی لکھتا ہے کہ پھری سکینہ کی آنکھ

اور اس پتھی کو سینہ سے لگایا۔ بڑی دیر بعد جناب سکینہ کی آنکھ

تھی۔ خواب میں پدر برادر لگا کر دیکھا۔ دوڑ کر جاپ کے لئے میں ہیں

ڈال دیں۔ حضرت سید اشحص مسلم نے پیاریا وہ بچی اپنے باپ سے

پس فوراً فتحہ قریب در گئیں۔ اور وہ خان اس کے ہاتھ سے لے کر
لی بیوی کے پاس رکھ دیا۔ پس جناب زینت نے فرمایا۔ کہ ہمارے لیے
غم و آلام سے بھرے پڑے ہیں۔ کسی کو مطلق کھانے کی خواہش نہیں ہے۔
آج اس قدر حاکم کی سہرا بات کا کیا ہا عثت ہے۔ جو یہ خان ہے جیسا ہے
میں اس خالم کا کھانا نہ لوں گی۔ افسوس ہے۔ کہ جو عصیں میرے
بھائی ہی کا سترین روز کی بھوک پیاس میں کلتے ہیں آئی مردود کسکھ کا
کھانا لکھ طرح لکھا دیں۔ زمین پھٹ جائے۔ تو میں سما جاؤں یہ تو
بھوک سے نہ ہو سکا جب یہ کلام حضرت زینت کا جناب عابدین نے سننا
تو کہنے لگے۔ کہ اے پھیلی اماں یہ کچھ راز ہے اس کو دیکھو تو سی
کہ اس میں کیا ہے۔ تب جناب زینت خان کے قریب ٹھیں اور
فضہ سے کہا۔ کہ اے فرضہ اس کو بکھر لکر دیکھو
فرضہ نے بڑھکنے والے خان جو کھولا پکشم تر سمجھے یہ اہلیت کے طالع ہٹھا قمر
بھر کے بیوی نے جنک خان پر بیٹھ دیکھا لمبیں تریس فاطمہ کا سر
راندیں جھلکن جیعن کی تیام کے لئے
ستجاداً اٹھ کھڑے ہرے تعظیم کے لئے
بولی بلاش لمحے کے یہ زینب بھگر فکار بھی انہاکے چڑھ پختن کے میں شنا
چلا جی مگر پھر کے یہ بانو مے سوگوار صدقے کو کنیز کو بیشاونا مدار

بائیں ابھی ٹوکری تھیں آنسو بابا ساقط پنچھنے میں مردست فبا
بائیں بی بی سر پسے اٹھا تو مدد ذرا
مدد دیجئے ہی زیست کانفشن بدال گیا
کس وقت سانس مزک گئی کب دم نخل کیا
قریان جاؤں مرنے کی ماں کو خبرش کی طریقہ غربتی پر تم نے ظفر کی
پلات ماں کے ساتھ تڑپ کو سرد کی جی ہم کے بھی ریاست سے پہنڈ کی
پوتھے برس میں لئے سارے چاریں چوان سے
وکھ قدر کے دامہ سکے نعمی بی جان سے
ماں صفتے جائے اچ تھوڑی تھیں قلم سے روشنی ہوئیں تھیں مادر و اشاد کا
مرکر ملین سین ملیہ السلام سے بی بی کو علیہ ہر مرے کیا کیا لاما کے
چھڈوا جو تم کویاں یہ محبت سے درہے
قریان جاؤں ماں کا بھلا کیا تصویبے
اے سیکندا اس ملٹکین کو اس زندانِ ستم میں بنتلا چھوڑ کر
چل گئیں۔ قریان ہر ہو جاؤں میرا شکرہ اچھے پدر پور گوارے دکنا
اے یہی میں کفن تھے کمال سے دوں سے پر جادو بھی نہیں ہے
کیوں حضرت پر مقامِ رونے کا نہیں ہے۔ کھجور کی جاوی کے واسطے
چادر تطہیر آتی ہو اس کی پوچی مقصود ایک گزیر کفن سے باسطے گھروڑ

پطور قصہ مٹائے۔ مگر وہ چین سے نہ سوئی۔ اور کچھ دیر کے لئے
ذرا آنکھ اس کی لگ گئی تھی۔ کہ خاپ میں اس نے اپنے باپ کو
دیکھا ہے اور وہ خند کر رہی ہے۔ کہ میرے باپ کو بُلادو۔ اس کے
روزے سے الیت پھی گریہ ذرا سی کرتے ہیں۔ جب یہا قعہ یزید طعون نے
شنا تو وہ حقی باد جو درقاوت قلبی کے اشکبار میں کرنے لگا۔ کاس کے باپ کا
سرطشت طلاں رکھ کر خزانہ دار کو پوچھا دے
وہ بے امیں چاند سے مخسار دیکھ لے
یہ شی پر کی شکل پھراک بار دیکھ لے
لیکن تاکید اس امر کی کرنا۔ کہ بعد کھلنے سر کے فراہم ہے۔
کیونکہ جب تمام خزانہ خالی کیا ہے۔ تب سرفز نزد فاطمہ نبیہ را کا پایا ہے۔
یعنی کہ خزانہ دار نے صندوق آہنی سے سر افوس نکالا۔ اور ایک خانہ پر
ڈال کر طرف پر نہان کے چلا۔ اور اور اس طرف بوجہ گریکیہ اسیں حرم
شاہ بدریہ میں ۵
بر باتھا وہ اہمین کار بند نہیں غل اور پوچھا وہ سر کو لیکے جو خازن ہوئیں دو
خملوں کے بغل کو پھکارا ہو چشم تر، بھجوکی کو لے حرم سیدہ البشر
پوچھا ہے اس کے بعد نے کامل اس کے لام میں
حکایت کی کہ سکپتہ کو سمجھا ہے خانہ میں

راحتِ گئی حیات کی دل سے ہوں گئی
صاحب کے دیکھنے کو یہ لونڈی تریں گئی
ماں کلف یہ مل ما تم کا من کو جناب سیکھنے دو شان ہوتی سرپریزیہ
کے پڑے یعنی اپنے جناب اُم کو خشم و جناب تنیب و جناب ہاؤس کو
امشاک چھاتی سے لگاتی تھیں۔ اور سرپریزیہ کے بوسے یعنی تھیں۔ اور
جناب یہاں کر ملازیرارت پڑھ کر بے ہوش ہوئے تھے۔
سب سیدن دن تھے گریہ سرپریزیہ و رہا۔ اس حشمتیں ہر ہی دیکھنے کی پیغمبر
دیکھا ہوا نہ دیکھوں کی جلوہ گر پیغمبر سرپریزیہ و ہضم و درگر
پلالی دیکھو خانق اکبر کی شان کو
راماں جان پائیں با بآ جان کو
آہ آہ وہ ہضم و ہجتی کئے کلے با بآ جان مجھے کمال چڑھ کر چلے
مجھے تھے جناب زنیب جناب ہاؤس بیچی کو سرے طیارہ کرنی تھیں
گروہ ہجتی ہاپ کے سر کو ہچھی تھی۔ تا آنکہ وہ بیچی اس طرح سرے
پیشہ ہوئے غص کر گئی۔ چھوٹی نے جو دیکھا تو سیکھیہ ہضم کی بیش ماقبل
تھی۔ جناب ہاؤس کے کہاے
زنیب پکاری باب کی پیشہ اکبر کی
گرد، ہم کیں کو لوٹی سیکھنے تو مر گئی

ہو کر اُسی خون آلوہ پھٹے کوتے میں دفن کی جائے۔ راوی لکھتا ہے کہ جناب سید بجاو کو اس قدر بخمار تھا۔ کہ بے ہوش خیمیں پڑھے ہوتے تھے۔ پس جناب وزیر نے اس مقصود بھی کو اپنے ہاتھیں پر اٹھایا۔ اور خدمتیں سید بجاو کے پنجیں ساریہ یہاں کاشاہ ہلاکر کئے گئیں۔ کارے پشا سجادہ

لوح

ماں لٹک گئی بجاو سینے نے غذا کی افسوس کیسے بھی بن نے تو فنا کی کثی تھا۔ نڈا پیرا میں پچی سو دن سے بنتی ہیں ملاں کی تباوت سے مختل جان بھی ہے خود قیدیں تھنخ ردا کی کیا ہوئے گی تو پیر خلاگ و کفن کی لیجاءِ جہاں بنتی ہیں قبریں عربا کی کفنا کے سو کوتے میں تھنپے اٹھا کر پوچھ جو کوئی تم سے تو کہ دینا یا روک اٹھتی ہیں یونیں متینہ ہم سے غرائی جس پنچھے جکو مرد کو توکنا زمین سے لساریں امانت ہے پشاو شہدا کی بیس روک تین آگے قلمب نیں طاقت آقا کے تصدق سے ہے افراط بکاء کی

سنائیں سویں مجلس

والپی اہل حرم بطرف مدینہ منورہ وزیارات عالیہ

خال اللہ تعالیٰ فی کتاب المجنی و فرقان الحمیں بخشن
نقضی علیکَ حسن القصص۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اپنی کلام پاک یعنی سورہ یوسف میں ارشاد فرماتا ہے۔ اُو هم تو کھنول میں سے ایک احسن قصہ میاں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک نیز تقدیر کرتے تھے۔ جب جناب یعقوب کے ایک لٹکا جن کا نام اُن یامین تھا پیدا ہوا۔ انہیں ایام میں اس نیز کے بھی قدرت نے ایک فرزند عطا کیا جس کا نام اس نیز نے بیش رکھا۔ تو حضرت یعقوب نے ماوری بشیر کو واسطے رضاعت اپنے فرزندان یامین کے مقرر کیا اور آپ نے بشیر کو بدیں خیال فروخت کر دala۔ کہ باہم امور شر اپنے بچے کی بیعت میں این یامین کو بھوکار کھا دی تو خود اس نہیں ہے جس وقت کہ بشیر طبعہ ہوا۔ تو ماوری بشیر نے غمگین دل مل دیکھ رہا ہے پس روکاریں عرض کی۔ کہ اے بارا الہا جس طب تیرے نہیں یعقوب میرا فرزند مجھ سے بھلا کیا ہے جسی طبع گوہی یعقوب کو دل غفر

فرزند کی مددانی کا خیال کرو اپنے آنکے صبر و شکر پر کہ علی اکبر و علی اصغر کیا پی اکھوں کے رو برو فدائے امتت کرفیا۔ الخضر جس وقت حضرت یعقوب کا یہ حال پوچھا۔ تو حضرت جبراہیل سعکم جلیل نائل ہوتے۔ او فردہ مایا۔ کاسے یعقوب توسل کرو دعا کو ساتھ اسماجے بختن کے پس آنحضرت نے توسل اسماجے متبرک بختن کے دعا کی۔ جس وقت اسم جناب خامس آل عباد ظلوم کر دیا اس طرح جاری ہوا۔ کہ یارب واسطہ حسین شہید کا یہرے یوسف سے مجھ کو ملا دے۔ فرآ دعا حضرت یعقوب کی تسبیح ہوئی۔ سبحان اللہ کیا قدر و منزالت ہے۔ مظلوم کر دلا کی۔

اور کیوں نہ ہو۔ جب راہ خدا میں گھر بر لادیا اور بیٹے بھائیوں کا سر کش دیا خیمہ جلا دیا گیا۔ تب یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ کیونکہ اس نام پاک میں برکت اجابت دعا کی نہ ہو۔ اس طرف دعائے حضرت یعقوب ختم نہ ہوئی تھی اور وہاں حضرت یوسف کو محکم ہوا۔ کہ پیرا ہن اپنا پاس یعقوب کے بھجو۔ الفتا اور بھی بشیر جس کو حضرت یعقوب نے بخیال پرورش این یامین فروخت کر دala تھا متعذر طالع حضرت یوسف کا مصیر ہیں ہوا تھا۔ اسی کے ہاتھ اپنا پیرا ہن رواز کیا جس وقت بشیر قریب شہر پوچھا۔ تو معلوم ہوا کہ بوجہ حوصل ملال

میں بہتلا کرنا۔ کہ یہ بھی فراق اولاد کا جانے کے جدالی و لبندگی کیسی ہوئی پہنچے۔ بخور اس آنداز کے اس نیز بامیر کو خطا پاہی اتفاق ہوا۔ کہ اسے ماوری بشیر دیکھ رہا ہے۔ یعقوب کو بوض اس کے ہم فراق میں اس فرزند کے بہتلا کریں گے۔ کہ جس کو یہ سب سے عزیز رکھتا ہے۔ اور اس وقت تک یہ فراق میں بہتلا رہیں گے جب تک کہ تباہ فرزند مجھ سے نہ ملے گا۔ پس اتفاقاً۔ اسی شب کو حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا۔ کہ آن قاب و ماہتاب و ستارے مجھے سمجھہ کرتے ہیں یہ خواب دیکھ کر حضرت یوسف ہاپ کی گود میں چونکہ پڑے۔ واڈی قفال بیا ابٹ۔ احمد عشرہ کو کوکب اور الشمس و الکشمی سے ایتمہم لی سلیمانی اور باب سے کہنے لگے۔ کہ اے بابا یامن نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ گیان ستارے اور سورج اور چاند مجھے سمجھہ کرتے ہیں۔ فرمایا جناب یعقوب نے کہ یہ تفہص رؤیا کا علی احوالتے اپنے بھائیوں سے یہ خواب نہ بیان کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عسکم الہی یعقوب اور یوسف سے جدالی ہوئی۔ اور جب عزیز بصر مر گیا۔ تو حضرت یوسف اس کی جگہ منڈشین ہوئے اور فراق میں حضرت یوسف کے یعقوب کی پیشائی بھی روئے رہتے جاتی رہی۔ کیوں مومنین کیا مدد اے

اور سجدہ نکرے چاہیں۔ اور بشیر کو مکان یعقوب پر لے گئی۔ پس بشیر نے پیرا ہیں خفتر یوسف ترور میں حضرت یعقوب پر میتوت یعقوب رکھ دیا۔ رادی کتا ہے کہ اس پیرا ہیں کو جناب یعقوب کی آنکھوں پر ڈالا گیا۔ تو فوراً حفت یعقوب کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور بشیر نے ٹوڑ دیا۔ کہ فوراً آپ کا با دشایہ بصر ہوا۔ اور حشرت شاہی پر جلوہ افسوس ہے۔ کیوں مومنین ایک بشیر نے تو حضرت یعقوب کو سلطنت پرست کی خبر دی اب اگر وہ سے بشیر کا حال میٹئے گا۔ تو کیجھ فتن ہو گا۔ کہ بشیر ایک خدا میتوت کر ہماں کی خبر میں میں کس طرح لیا۔ چنانچہ رہایت ہے۔ کبھی وقت اہل بیت الہمار اجاجام طمہر خلدائی کر لاؤ دن کر کے حاصل میں ہوئے۔ اور قوبہ مدینہ سکھدی ہے۔ تو حضرت زین العابدین نے کہ ہونے میں آپنا یحیہ نسب فرمائے اہلیت اہلار کو آثار دیا۔ اور بشیر ایں جذب میں جاکر ہمارے آئے کی نذکر ہے۔ اور اس وقت اہلیت اہلار میں عمارت مید و یکھ کر ایک گھر امام پھاتھا۔ اور حرقاٹہ مغرا۔ اور حضرت امام زین العابدین بوجہ فراق اہلیت بے چین تھیں۔ اور برابر لوگوں سے حالات کر ہماں دریافت کرنی رہتی تھیں۔ جب کچھ بزرگ طبقی تھی تو ناچار شام کر دادا سے پرسے پیٹھ پیٹھ کرنا امید ہو کے پیشووریت جاتی تھیں۔

میں بچھوٹھوں ماتم داری ہوئیں۔ الفرض سب نے بعد میط گری کے حضرت زین العابدین کے کاپ شہر میں پڑھے۔ حضرت زین العابدین امام اشاد علیہ نے مذکورہ فرمایا۔ گھر سب دوست کیا اصرار حصے گزرا۔ تو جناب زینب طرف روختہ احمد بن جناب سمل خدا دجناب قائمہ زینب کے نہ کر کے کہنے میں سے صفا سے شرمساریں ہونے کو آئی ہوں۔

بعضی کوئی تبریز کے عوادار آئی ہوئیں۔ الفرض جب آپ مدد یگر خود رات والی حرم داخل و خدمہ ہوئیں تاپنچا قدم کی سرگزشت دقل امام حسین کے بین میں کھنگیں سے اول حرم نے روضہ میں کوچہ بیسار زینب لمع بر اڑ زہرا کی نظر اور مرشد وہ پڑھنے لگی پہنچم تر قریان چاول اب تو غزوہ نکلی بوجر اماں تیرے پس کے عوادار آئی ہیں۔

تانا تیرے نواسے کے نوزاد رائے ہیں اے نازاجان آپ سے اپنا ممال کہوں یا بھائی کاملت نے جھو کو قید کیا اور بھائی کا لاش پا مال کیا۔ دربار کی بخاکا ذکر کروں یا قید کا حال۔ یا بھائی کی مصیبت کا۔ جذا امام حسین کا عاصمہ جما۔ جذا خدا پس جسے فرزند کیا

حضرت یعقوب گرہ ملا نکہ دا انسان سب کے سب پریشان رہتے ہیں۔ اور حکم اقدس الہی حضرت یعقوب نے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ پس بشیر قرب آبادی کنوان آیا۔ دیکھا کہ ایک کنیز پرے حضرت یعقوب کے لب نہ دھونی ہے۔ سچان اللہ کیا شان ہے اس مہود حقیقی کی۔ کہ وہ مادر بشیر تھی۔ گومان نے بشیر کو پیشے نے ماں کو نہ پہنچانا۔ بشیر نے سوال کیا۔ کہ ضعیفہ مکان یعقوب کیں محلہ میں ہے۔ جواب دیا اس نے کہ تیرا کی مطلب ہے۔ وہ تو کئی سال کا عرصہ ہوا کر دتے رہتے نایپا ہو گئے ہیں۔ اور بوجہ فراق حضرت یوسف اپنے فرزند کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ پس بشیر نے کہا۔ کہیں بشارت یوسف لایا ہوں۔ اور قاصد ہوں اس کا۔ بساعت اس لکھہ اس ضعیفہ نے سر پناہ ا جانب آسان اٹھا کر عرض کی کلے پارا الہا ب تیرا د عدہ جو مجھ سے تھا کیا ہوا۔ یوسف کی بجز قوامی مگر میرے بشیر کا پچھہ پتہ نہ چلا۔ جب بشیر نے اس ضعیفہ سے یہ متنا تو کہا۔ کہ اے ضعیفہ تو اپنے بشیر کا مال مغلل ہوتا۔ جب اس نے سارا ماجڑہ کہہتا یا تو اس قت بشیر نے کہا۔ کہ اے مادر بشیر دلکیر مت ہوئیں ہی تیرا بشیر ہوں۔ پسندنا تھا کہ می خیفہ ذر کرا پسے بشیر سے پیٹ کی مادر ہمار کیتی ہے۔

کو تاخوہ بشیر بھی امام فاطلہ مدنیہ ہوا۔ جب تریب سمجھ رُول مقبول پہنچا۔ تو اس کو زمانہ پیغمبر خدا و مرتبہ شہید کر لایا دیا۔ طاقت فبلہ درہی بے ساختہ روئے لگا۔ اور ہآ ہائی بلند پکارا سہ اے اپنے چین سے کیا پیٹھہ ہو گئیں گھرٹ گیا امور کے ذمہ کا سفر میں دیکھا ہیں یا ظلم کی ہو گئیں بڑیں۔ جس طرح تھے ترکمان کے جگہ کیمیں کیمیں بڑی قدم ان کے اٹھیں یا قوبتا۔ اے اہل مدنیہ اہیں اب ساختے اے اے

اے اہل مدنیہ دقت یا آواز اہل مدنیہ نے سئی سب عورات پر وہ شیشی پیٹے تاپب ہو کر گھروں سے ہاہر نکل پڑیں۔ اس نکل سے کبال بڑی کھکھے ہوئے۔ چھروں سے پہیتا ہتا تھا۔ گھنہ پر طامنے ماری تھیں۔ اور بے اختیار اپنے ابر قوہ سارا دا ویلا کرتی ہوئیں حضرت زینب کیمی کی مرن دوڑیں۔ بشیر کرتا ہے۔ کہیں نے اپنے گھوڑے کو کوڑا کیا ہاں کہ پلہی امام زین العابدین کو اس ماقعہ کی بجز ہوئیں۔ لیکن بوجہ انبوہ متوراتج جگہ درپائی۔ ناچار گھوڑا دیں چھوڑا۔ اور خیہہ امام تک پہنچا پس جناب حضرت سجاد کو پیر دن خیہہ اس طرح سے پایا کہ ردمال افکوں سے تھلکو درمیٹے ہے افاق دھما۔ اسی عرصہ میں عزیلات اور مرد صدائے دادیلا۔ واحیتا بلند کرتے ہوئے پچھے اور تمام عورات غیر مجاہب زینب

جنگ تیری بوجھری بلوے میں بیٹے وا جنگ تیرے دا سبھ کی شیر نے جفا
روضدین آکے نیل رن کے دکھاؤں گی اب آج یئں ضریح مبارک پلاڑیں گی
اور اسے نانا جان ہم کو ملا یعنی نے نہ کبید کی راہ دی اور نہ مدینہ
کی اور اپ کی امت نے کوئی پناہ نہ دی ہے جنگ اہل کے زخم ہیں ہیں شفاذیر ہم جیتے آئے سکے ملک مجاہدین
ماہدی کا علق و طوق گراں واستدا زینب کی گشت ولزک سنان واحدنا
آہ آہ زینب کے یہ کلمات سن کر روفہ رسول خدا کا پنچے لگا۔
اوہ تمام مدینہ میں شو ریشر بھا خا۔ اس کے بعد عورات مدینہ نے
بنخوبیت جناب زینب عرض کی کے ٹلنچے زہرا اب صبر کرو۔ روشنہ
مبارک تمہارے جنگ کا تھر تھر را ہا ہے اور دُورے رب عورات مدینہ
تمہارے بھائی کا پیر سادیتے کے لئے فتل ہیں۔ یہ من کر جناب زینب
اوہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کتنی بیش کر اے ماں جائے ہے
بہن تمہارا پرمسالینے کو زندہ رہی کاش مجھے موت آجائی۔ اوہ یہ دن
وہیستی۔ کہ ناگاہ جناب فاطمہ صفر اداخلی روشنہ اور ہر یہیں ہے اور
یکتا پر ہے کچار ہلے طرف نکاہ کی۔ گراہنی بھی ہے زینب کلشوم کو

اک فلوری جوں ہیئے پر کھا کر سنان دے گیا ہم کو خا، گوریں کھائی ہیں
نقا اچا پر ترا، تیر سے چمد و اگلا مرگیا رہ ملغا، گوریں کھائی ہیں
عیام پچا کرے، بازو تھے دلوز کٹے
نہر پر دہ مر گیا، گوریں کھائی ہیں

ن پایا اس کا سبب یہ تحریر ہے۔ کہ بوجہ رشیع والم کے چہرے جناب زینب و کلشوم و دیگر عورات کے تغیر ہو گئے تھے۔ کسی کو صفارت نہ پہنچانا۔ اور حضرت زینب و کلشوم مارے شرم کے سر نہ ٹوٹائے خاموش تھیں۔ کہ پھر اصغر اجنب اپنے باپ اور جماعتیوں کا پوچھئے گی تو ہم کیا جواب دیں گی۔ اور کسی نہ سے شہادت کی خبریں یہیں گی۔ تب ورنان مدینہ نے کہا۔ کہ اے بیمار صفر اپ بوجہ امورش کھڑی ہیں۔ یہی نہاری پھوپھیاں ہیں۔ پس یہ من کہ جناب اصغر اپنی پھر بھی جناب زینب سے پوچھ کر بے ہوش ہو گئی۔ جب عرصے کے بعد ہوش آیا۔ تو پھر چھڈ کاے پھوپھی اتام میرے بابا جان تو شاہے کہ شہید ہو گئے کیا ہیرے برادران علی اکبر و علی اصغر کمال ہیں۔ یہ سنتا تھا۔ کہ جناب زینب لے لے تاب ہو کر اس بیمار صفر اسے کہا۔

فوجہ

بیت علی نے کہ گوریں کھائی ہیں صفر اتاؤں کیا، گوریں کھائی ہیں
شمسوں کر کر ۴۰۰ ملکہب نیک اتم اسری سہ لظا گوریں رکھائی ہیں
کرتی ہوں قصہ ہیں ملے پھوٹے بڑو نکتے
زین العلکے سوا، گوریں رکھائی ہیں!

محفلِ غدری

أَخْدُو وَلِدَتِ الْعَالَمِينَ وَمَا قَسْطَ الْمُتَقْسِينَ - الصلوة والسلام
عَلَيْكُمْ الْأَقْرَبُونَ وَالآخْرُونَ مَحْمَداً أَشْرَفَ النَّبِيِّنَ وَعَلَى امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
أَفْلَى الْوَصِيَّيْنَ - نَفِرَ خَلِيلُ الْمُسْلِمِينَ، اسْتَأْمُدُ مَوْعِدَ الْأَمِينِ بِعِصْبَةِ الْكَنْكَنَ
فَإِيمَانُ الْفَرَاجِيَّيْنَ - وَلِيِّ بَيْتِ الْعَالَمِينَ، وَلِيِّ اَشْدَى، بَعْثَةِ اَسْلَامِ
وَجَاهَةِ نَالِيَّ، كُلَّ غَالِبٍ مُطْلُوبٍ غَلَبَ امامِ الشَّافِعِيِّ وَالْمَغَازِيِّ
عَلَيْهِنَّ ابْنِ طَالِبٍ لَوَادِ حَمَدِ الْأَلَّاَبِرِيِّ صَلَاةُ الْمُهَاجِرِ عَلَيْهِمُ الْمُتَقْسِينَ
جَنْبَ سَالَتْ، آبَتْ نَارَ شَادِرَ فَرِمَانَا، كَنْكَنَ كَنْكَنَ رَوَتْ جَنَابَ
اَمِيرِ کے بھادستَ ہے، اگر نظر کر نا ممکن د ہو سکے۔ تو ان کا ذکر کر علی
اس نے کہ ان کا ذکر بھی جلوت ہے۔ زَيْنُ الدِّينِ السَّكِّمِ بَنِيِّ كَلْمَانِ
بْنِ ابْنِ طَالِبٍ لَيْلَانِ ذِيْكَرِي وَذِيْكَرِي ذِيْكَرِي اللَّهُ
وَذِيْكَرِ اللَّهُ عَبِيَا ذِيَا۔ یعنی درود تیت اپنی بھلوں کو ساتھ فوکر علی بن
ایبطال کے اس راستے کر کر لگان کا مہر لگانے کر سے دیرسا فکر خلا کا ذکر ہے
ارض عدا کا ذکر جو بلکہ ہے۔ غُلُمُ کَمَّلَ عِبَادَةً "پس ٹابت ہر کام امیرِ المؤمنین
کافر کے عبادت ہے۔ اور حضرت ائمہ کا پران یعنی ائمہ اہلیین ذوالحجہ ہی سے

چاگا فدیر خم کی قیمت کا کیا ستارہ
جو ہے ہمارے سرو سب کو مکار ہے ہیں
یکجہتے ذرا ہم وہ حکامِ حدی سے پالان اُستادوں سے نہ رہا سب ہے ہیں
عزمی قیمتی دستی جان مملکتی تھی پھر کم ہی تھا اب اجسین بجا ہے ہیں
منہر پر جو حکما جنمیں کہر ہے جھونوں سے
اقرار و تہ خود ان سے کرا رہے ہیں
اقرار جب بے کا سمجھے کیا رہا سے ضمیر تہ مل کر مولانا رہے ہیں
منہن قیمتی ہوا لیے نہ لدا علی بتا یا شاد پکو مل کا سب کو دکھلائیں
جس طرح میں ہمارا حاکم ہوں اے ملائیں
چے بعد میرے حیدر سب کو نہ رہے ہیں
منہن دو دوستے کہہ رہے تاب
عڑھاں بے عن جن ہر جا رہا تھے تھے ارتضان اسی خوشی میں اشاعت کیا ہے ہیں
پروٹھی کے ساتھے خوشیاں منہج ہے ہیں
آنکھے ایسا پایا کبھی جس کا مولہ خدا کے سے بدر سے جا بھی ہے ہیں
فائد خدا کا گورہ رہا ملا ہے حیدر ہامان پر محرومی کی گئی ہے ہیں
صلوٰۃ اس طرح ہو کہ دین نک خدا سے

مولانا خلیفہ بالفضل جناب سرورِ کائنات کے مقرر ہوئے یعنی آپ کی
خلافت کا اعلان ہی میں امت کو حکم خدا آپ نے منادیا جس پر کون مکمل
یہ نہت کے نعرے گئے اُنھے لئا اسی خوشی میں ہم بھی ایک قیادہ
عرض کر رہے ہیں۔ صلوٰۃ بلاد آذار سے پڑیتے ہیں۔

قصیدہ غیری

نہر علی کے فرنے نیا میں سے ہے ہیں مدن ٹلنے کے لئے جا خیل نہ رہے ہیں
لہداوا علی جی چیخے ہوئے جہاں میں خود مصنفہ علی کو خیر بخوار ہے ہیں
خالق کے جو خلیفہ عرش بیس کے والی
حیدر کے دیہہ آکر تعلیم ہارہے ہیں
بیکن ٹلنے والیاں خان کے لئے کلک
بیکن ٹلنے کے لئے کلک کیلے باون حیدر عزیز جلا سہیں
بیکن کی شب خلات آئی نہ ملا کیک دیکھیں علی کہاں پتلام ہاہیں
بیکن بیک کے بیکن کئے تکے ٹدا یا
پرستی پر چیدڑ آرام ہا سہے ہیں
جسیج آنکھ سے سمجھ کر شیخیں آئے جیڑاں کلک عان کو لیکے آہیں
انہار جوں پنچوں ٹکریں آئیں
کس قان سے پیرو کھنڈا ہے ہیں

دعا بتوسل چارہ مخصوصین علیہما السلام

شتابی ہر ہول نثار پر امام زمان
اہلی بحق شرمسلان
محزر رہیں شیعیان علی
مطہبیں سب منہن کھوں
رہیں ہر ہو جہاں میں بوججن
کراطقال کو مومنوں کے حید
ہو یہاں میں علیہما ویں شفا
عدد آئی احمد کے سچے تباہ
بہشت بیں ہر ہما مقام
وہ ہر شاہزادیں ہیں ہل دست
آنیں ش جو کسی میں قضا
و کھانا دہم کو فدا پے جہیم
و کھا اپنے بنوں کو راو حمد
رہیں کبر و خوش مونیں بڑی
غنا یا براۓ امام زمان
ہیں ہوں مشرے دے کامان

اہل زمیں کے فرنے یار بیسا رہے ہیں
بیگن ٹک کی بیل پے یہ غلام حیدر
کیوں کرہ چککے جکل کل جمل کھلا ہے ہیں
انتے میں حکم خالق آیا جیب بیسے
راضی ہوں ہیں تھیجے انت تھا ہے ہیں
اللہت ٹکن کی آیسے دین ہٹا کمبل
اماں نعمتی سے بھوکر جا رہے ہیں

بیگن دیند کر آج حصہ دوم مجاذیں خالقون جدید خیر و خیرت
اماں کو پوچھا داد

سید غلام حیدر ولد دیند علی اکبر شاہ تقدی

۲۷ مارچ والجہاں ملاد

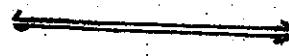
مطابق ۱۳ اگسٹ ۱۹۵۶ء

زيارة أول مام حسین عليه السلام

السلامُ عَلَيْكَ يَا بَابِعِيدِ اللَّهِ - السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ سَهْوَلِ اللَّهِ الْمَشَلَهُ مُ عَلَيْكَ يَا بَنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ - وَكَبِيرِ
سَيِّدِ الْوَصِّلَيْنَ - السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ فَاطِمَةِ الرَّاهِنَاءِ
سَيِّدَةِ لِسَاعِ الْعَالَمَيْنَ - السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ حَمَدَةِ اللَّهِ وَبَرَكَةِ

زيارة سوم جناب امام صاحب العصر الزمان

السلامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَصَرِ وَالزَّمَانِ - السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا شَرِيكَ الْقُرْآنِ - السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَجِيدَ الْعَهْدِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمامَ الْوَسْطَى الْجَيَّانِ - السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا خَلِيفَ الْجَمَانِ - الْأَوْمَانِ - الْأَمَانِ - الْأَعْمَانِ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ



زيارة دوم
السلامُ عَلَيْكَ يَا غَرَبَيَ الْغَرَبِ بَاعِدِ - السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مُعْبِدِ الْمُضْعَفَاءِ وَالْفَكَارِ - السَّلَامُ مُ عَلَيْكَ يَا شَمَسِ
الشَّمْوَسِ - السَّلَامُ مُ عَلَيْكَ يَا آتِيَسِ الْكَفَرِ - السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا هَمَ الْمَدُونِ بَارِضِ حُوشِ - السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مُغْبِيَ الْمُغْبَيَةِ وَالْمُرْقَبَى - السَّلَامُ مُ عَلَيْكَ
يَا سُلْطَانِ الْعَرَبِ وَالْعَجمِ الْكَدُومُ عَلَيْكَ يَا بَانَ الْحَسَنِ
يَا عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الْمَرِيمَ ضَيْفَ الْقَدْرِ وَالْقَضَاءِ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ -

ال manus سورة فاتحہ رائے تمام مرحومین

| | | |
|----------------------------------|-------------------------------|---------------------------|
| ۱) شیخ صدوق | ۱۳) سید حسین جبار فرشت | ۲۵) تکمیل و اخلاق حسین |
| ۲) علامہ بخاری | ۱۴) تکمیل و سید حضرت علی رضوی | ۲۶) سید متاز حسین |
| ۳) علام انصاری حسین | ۱۵) سید نظام حسین زیدی | ۲۷) تکمیل و سید اختر حسین |
| ۴) علامہ سید علی نقی | ۱۶) سید وہاڑہ ہرہ | ۲۸) سید محمد علی |
| ۵) تکمیل و سید عبدالعلی رضوی | ۱۷) سید و رضوی خاتون | ۲۹) سید و رضیہ سلطان |
| ۶) تکمیل و سید احمد علی رضوی | ۱۸) سید محمد الحسن | ۳۰) سید مظفر حسین |
| ۷) تکمیل و سید رضا احمد | ۱۹) سید مبارک رضا | ۳۱) سید باسط حسین نقی |
| ۸) تکمیل و سید حیدر رضوی | ۲۰) سید تبیت حیدر نقی | ۳۲) تکمیل احمدی الدین |
| ۹) تکمیل و سید سلطان | ۲۱) تکمیل و مراوح حام | ۳۳) سیدنا مصطفیٰ زیدی |
| ۱۰) تکمیل و سید مردان حسین حضرتی | ۲۲) سید باقر علی رضوی | ۳۴) سید وزیر حیدر زیدی |
| ۱۱) تکمیل و سید جبار حسین | ۲۳) تکمیل و سید باسط حسین | ۳۵) ریاض الحن |
| ۱۲) تکمیل و سید رضا احمد علی | ۲۴) سید عرفان حیدر رضوی | ۳۶) خورشید تکمیل |